



نماز عید کے مسائل پر

حنفی تحقیقی جائزہ

- ★ چھ تکبیروں کا سترہ احادیث اور اجماع صحابہ سے ثبوت ★ بارہ تکبیروں کی حدیثوں کا جواب
- ★ نماز عید کی زائد تکبیروں میں رفع یدین کا احادیث، اجماع اور قیاس شرعی سے ثبوت
- ★ نماز عید اکیلے پڑھنے کا حکم ★ عید کے دن نماز جمعہ کا حکم ★ غیر مقلدین کے مسائل عید
- ★ غیر مقلدین کے 19 مسائل عید پر سوالات ★ غیر مقلدین کے مسائل عید میں تضادات
- ★ غیر مقلدین کا مسائل عید میں ضعیف حدیثوں پر عمل ★ غیر مقلدین کے مسائل عید میں 31 جھوٹ
- ★ غیر مقلدین کے مسائل عید میں قیاسات و اجتہادات ★ غیر مقلدین سے نماز عید کے متعلق 41 سوالات

منیر احمد منور

استاذ الحدیث جامعہ باب العلوم کھروڑا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ناشر



9

مقدمہ

9

اہل باطل کا طریقہ و اردات

چھ تکبیریں احادیث کی روشنی میں

12

حدیث نمبر 1

13

حدیث نمبر 2

14

حدیث نمبر 3

15

حدیث نمبر 4

15

حدیث نمبر 5

16

حدیث نمبر 6

16

حدیث نمبر 7

17

حدیث نمبر 8

17

حدیث نمبر 9

17

حدیث نمبر 10

18

حدیث نمبر 11

18

حدیث نمبر 12

18	حدیث نمبر 13
19	حدیث نمبر 14
19	حدیث نمبر 15
19	حدیث نمبر 16
19	حدیث نمبر 17
20	مذہب جمہور صحابہ
21	اجماع صحابہؓ
23	بارہ تکبیرات والی حدیثوں کا جواب
23	جواب نمبر 1 (بارہ تکبیروں والی حدیثیں سند ضعیف ہیں)
26	جواب نمبر 2 (چوبیس تکبیرات والی حدیثیں راجح ہیں)
28	صحابہ کرامؓ غیر مقلدین کے فتویٰ کی روشنی میں

تکبیرات عید میں رفع یدین سنت ہے

29	سوال و جواب
29	احادیث مبارکہ
30	حدیث نمبر 1
30	آئندہ حافظ ابن حجر
31	سوال و جواب
32	حدیث نمبر 2
32	حدیث نمبر 3

33	حدیث نمبر 4
33	حدیث نمبر 5
34	حدیث نمبر 6
34	حدیث نمبر 7
34	سوال و جواب
35	حدیث نمبر 8
35	سوال و جواب (ابن ابی شیبہ ضعف کا جواب)
36	سوال و جواب (جنازہ کے رفع یدین کا جواب)
36	جنازہ میں ترک رفع یدین کے دلائل
38	حدیث نمبر 9
39	حدیث نمبر 10
39	حدیث نمبر 11
39	حدیث نمبر 12
40	ایمان امت
40	قیاس شرعی
42	غیر مقلدین کے فتاویٰ ہاں
45	نماز عید اکیلے پڑھنے کا شرعی حکم
46	عید
48	عید کے دن نماز جمعہ کا شرعی حکم

49 غیر مقلدین کا مزاج قلت عبادت

51 مسئلہ نمبر 1

51 دلیل نمبر 1

52 دلیل نمبر 2

52 دلیل نمبر 3

53 مسئلہ نمبر 2

54 دلیل نمبر 1

56 دلیل نمبر 2

56 دلیل نمبر 3

57 دلیل نمبر 4

58 دلیل نمبر 5

59 دلیل نمبر 6

60 دلیل نمبر 7

60 دلیل نمبر 8

61 دلیل نمبر 9

61 دلیل نمبر 10

61 محمد شین وقتہا، حضرات کی تحقیق (13 حوالہ جات)

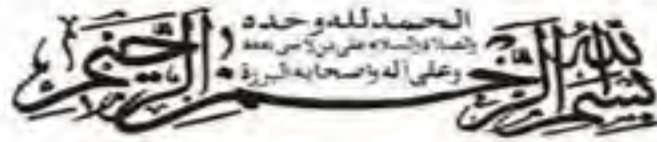
64 غیر مقلدین کی مردہ سنت

66 دھوکہ نمبر 1

66	جواب نمبر 1
66	جواب نمبر 2
67	جواب نمبر 3
67	دھوکہ نمبر 2
67	جواب نمبر 1
67	جواب نمبر 2
67	دھوکہ نمبر 3
67	جواب نمبر 1
68	جواب نمبر 2
68	جواب نمبر 3
68	جواب نمبر 4
69	مشترکہ جواب نمبر 1
69	مشترکہ جواب نمبر 2
70	مشترکہ جواب نمبر 3
70	ترک جمعہ پرمید
71	انعامی چیلنج

72	غیر مقلدین کے مسائل عید
73	اللیلہ (غیر مقلدین کی شرائط امامت)
77	غیر مقلدین کے 19 مسائل اور ان پر سوالات

- 85 نماز عید کے 16 مسائل میں غیر مقلدین کے تضادات
- 94 مسائل عید میں غیر مقلدین کا ضعیف حدیثوں پر عمل
- 104 مسائل عید میں غیر مقلدین کے قیاسات واجتہادات
- 109 لطیفہ
- 112 مسائل عید میں غیر مقلدین 31 جھوٹ
- 123 نماز عید کے متعلق اکتالیس سوالات



مقدمہ

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الناس میں کچھ ایسے جن و انس کی نشاندہی فرمائی ہے جن کا شب و روز ایک ہی کام ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں دین و ایمان کے متعلق شکوک و شبہات اور وسوسے پیدا کرنا، وسوسے پیدا کر کے ان کو اطمینان اور اعتماد و یقین کی دولت سے محروم کر کے فتنہ و شر اور تہذیب کی اضطرانی کیفیت میں مبتلا کرنا تاکہ مسلمان عبادت کرنے کے باوجود تردد میں رہے کہ میری عبادت درست ہے یا نہیں؟ پھر اس اضطرانی کیفیت پیدا ہونے کے بعد ان کو رتہ رتہ "الظالمین انعمت علیہم" کے صراطِ مستقیم اور روشن راستہ سے ہٹا کر "مغضوب علیہم" اور "ضالین" کے کفر و فسادات والے ظلمانی راستہ پر چلانا اور اس کے مقبول و محبوب بندوں کو اس کے عالی دربار میں مغضوب اور مغضوب بنانا۔

اہل باطل کا طریقہ و ارواح:

اس مذہم مقصد کے حصول کے لئے ایک طرف تو قرآن و حدیث کے نام پر دھوکہ دیتے ہیں یعنی اپنی رائے و فہم کو قرآن و حدیث کا نام دیتے ہیں۔ ہوتی ہے ان کی اپنی رائے اور اپنی سوچ، مگر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ خالص قرآن و حدیث ہے اور اپنے اس جھوٹ پر پروہ ڈالنے کے لئے کوئی مذکوئی آیت یا حدیث بھی پڑھ دیں گے لیکن اس کا معنی و مطلب اپنی خواہش و مرضی کے مطابق کریں گے، دوسری طرف خوب پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ ہم قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی

اپنے اماموں کی فقہ پر عمل کرتے ہیں، ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتے ہیں جبکہ دشمنی امام ابوحنیفہ کی تقلید کرتے ہیں، دوسری طرف ماہرین شریعت فقہاء کرام سے تنفر کرنے اور ان سے بدظن کر چکی بھرپور کوشش کرتے ہیں تاکہ کتب و سنت کی فقہ کے عنوان سے جو انہوں نے تحقیق و تشریح کی ہے اس پر نہ صرف یہ کہ اعتماد ختم ہو جائے بلکہ فقہ و فقہاء سے نفرت پیدا ہو جائے سب اہل باطل کا مشترکہ کاروبار یہی ہے، کچھ ہر سنے نقوش لکھ ہوں یا گنج تحفی بن سکتے ہیں جب پہلے کے بنے ہوئے نقوش مناد یہے جائیں۔ فقہ کی روشنی میں دین کے بنے ہوئے پہلے نقوش کو مٹانے کے لئے اہل باطل کی یہ سہ و حامی تیار بڑی کارگر اور موثر ہے۔ غیر مقلدین حضرات فقہ کے خلاف تو ذہر اگتے ہی رہتے ہیں لیکن جب کوئی خاص مبارک موقع آتا ہے تو اس وقت ان کے فقہ دشمنی کے جنون میں کچھ زیادہ ہی شدت آ جاتی ہے۔ رمضان المبارک کا رجتوں بھرا مہینہ شروع ہوا تو انہوں نے شور مچا، شروع کر دیا کہ آئندہ تراویح سنت ہے۔ میں تراویح بدعت ہے۔ میدان چاند نظر آتے ہی غیر مقلدین کی مساجد سے اعلان شروع ہو جاتا ہے۔ مرکزی میدان کا، اہل حدیث میں فلاں وقت سنت کے مطابق نماز میدان کی جائے گی۔ فلاں کالج کے گراؤٹھ میں فلاں وقت فکر طیبہ یا دعوت المدعوۃ کے زیر اہتمام سنت نبویہ کے مطابق نماز پڑھائی جائے گی۔ "اعلان سننے والا محجرت ہو جاتا ہے اور سوچنے لگتا ہے کہ کیا صرف اہل حدیث کی نماز میدان سنت کے مطابق ہوتی ہے؟ باقی مسلمانوں کی نماز سنت کے مطابق نہیں ہوتی؟ ان کے اس اعلان کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ دشمنی لوگ پریشان ہوں اور شک و شبہ میں پڑ جائیں۔ اور جب کسی نے پوچھ لیا کہ جناب آپ نے یہ کیا اعلان کیا ہے؟ تو فوراً کہیں گے یہ بالکل جگ ہے صرف اہل حدیث کی

نماز حدیث کے مطابق ہے تمہاری نماز تو فقہ کے مطابق ہے۔ نماز عید میں بارہ تکبیریں سنت ہیں اور حنفی صرف چھ تکبیریں کہتے ہیں اس لئے حنفیوں کی نماز عید بدعت اور خلاف سنت ہے۔ اس صورت حال میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کے اختلافی مسائل ذرا تفصیل کیساتھ لکھے جائیں اور غیر مقلدین حضرات کی نماز عید اور قرآن و حدیث والے دعوے کا جائزہ بھی لیا جائے۔

چھ تکبیریں احادیث کی روشنی میں:

قارئین کرام! ہم پورے وثوق و اعتماد کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ نماز عید میں چھ زائد تکبیریں سنت رسول ہیں، سنت صحابہ اور سنت تابعین ہیں۔ ثبوت کے طور پر چند احادیث و آثار ملاحظہ فرمائیں لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ نماز عید میں بحالت قیام تین تکبیریں اصلی ہیں یعنی تکبیر تحریرہ اور رکوع کی دو تکبیریں، ان کو تکبیرات صلاتیہ بھی کہا جاتا ہے اور چھ زائد تکبیریں ہیں۔ بعض احادیث میں مجموعی تعداد نو کا ذکر ہے، بعض میں پہلی رکعت میں پانچ کا اور دوسری رکعت میں چار کا ذکر ہے، بعض میں چار چار تکبیروں کا ذکر ہے یعنی پہلی رکعت میں تکبیر تحریرہ سمیت قراءۃ سے پہلے چار تکبیریں ہیں اور رکوع والی تکبیر ان سے الگ قراءۃ کے بعد ہے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد تکبیر رکوع سمیت چار تکبیریں ہیں حاصل سب کا ایک ہے کہ نماز عید میں بحالت قیام مجموعی طور پر نو تکبیریں ہیں۔ تین تکبیرات صلاتیہ (یعنی تکبیر تحریرہ اور رکوع کی دو تکبیریں) اور چھ زائد تکبیریں۔

حدیث نمبر ۱ حَافِی الْقَاسِمِ اَنَا عُبَيْدُ الرَّحْمَنِ خَلَّافَةُ قَانِ

خَلَّافَتَيْنِ بَعْضُ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالِ
صَلَّى سِتًّا الشُّبُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيدٍ فَكَثَّرَ أَرْتَعَا
أَرْتَعَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ حِينَ انْصَرَفَ فَقَالَ لَا تَلْسَوْا
تَكْبِيرَ الْخَنَازِيرِ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ وَقَضَى اِتْمَعْنَا

(طحاوی ج ۹ ص ۳۷۱ کتاب الریقات باب مصلیۃ العیدین کیف التکبیر فیہا)

”ابو عبد الرحمن قاسم فرماتے ہیں مجھے اصحاب رسول ﷺ میں سے بعض صحابہ نے بتایا کہ ہمیں نبی پاک ﷺ نے نماز عید پر حائے۔ پس آپ نے چار چار تکبیریں کہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر رخ انور جاری طرف کر کے فرمایا بھول نہ جاؤ عید کی تکبیریں جنازہ کی تکبیروں کی طرح چار ہیں۔ آپ نے انگوٹھا بند کر کے چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ بھی فرمایا“ یہ حدیث لکھ کر علامہ شمس الدین سرہسی فرماتے ہیں ”قَبِيْلُهُ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَاِسَارَةٌ وَاسْتِغْلَالٌ وَتَأْكِيْدٌ“ (مبسوط سرہسی ج 2 ص 38) یعنی اس حدیث میں آپ کا قول، عمل، اشارہ، تاکید اور استدلال ہے یعنی جیسے جنازہ میں تکبیر تحریمہ کے بعد تین تکبیریں ہیں اسی طرح عیدین میں تکبیرات صلاحیہ کے علاوہ ہر رکعت میں ذرا کم تکبیریں تین ہیں۔

حدیث نمبر 2۔ عَنْ مَكْحُوْلٍ قَالَ اَسْمِعْنِي اَنْتُو عَابِدَةُ

خَلِيْسٌ لَا يَمِيْ خَيْرَ تَرْبَةٍ اَنْ سَعِدَ بِنِ الْعَاصِرِ سَأَلَ اَنَا مُؤَسَّى
الْاَشْعَرِيْ وَخَدِيْلَةُ بِنِ التَّيْمَانِ كُنْتُ كَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّي
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْبِرُ فِي الْاَصْحَى وَالْقَطْرِ فَقَالَ اَنْتُو مُؤَسَّى
كَمَا نَسْجِمُ اَزْمَعَاتُ كَبِيْرَةٌ عَلَيَّ الْخَبْرُ فَقَالَ خَدِيْلَةُ صَدَقَ
فَقَالَ اَنْتُو مُؤَسَّى كَذَلِكَ كُنْتُ اَكْبَرُ فِي النَّصْرَةِ عِنْدَ كُنْتُ
عَلَيْهِمْ قَالَ اَنْتُو عَابِدَةُ وَاَنَا خَاصِرٌ سَعِدَ بِنِ الْعَاصِرِ

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۶۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۷۸)

”حضرت ابو ہریرہؓ کے ہم نغمین ابو حاتم فرماتے ہیں کہ سعید بن العاص (گورنر کوفہ) نے حضرت ابو موسیٰ اشعرئی اور حضرت خدیجہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدین میں تکبیریں کیسے کہتے تھے؟ حضرت ابو موسیٰ اشعرئی نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز عیدین میں اس طرح تکبیریں کہتے تھے جیسے نماز جنازہ میں تکبیریں کہی جاتی ہیں (یعنی

ہر رکعت میں چار چار) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ نے فرمایا جب میں بصرہ میں حاکم تھا تو اسی طرح تکبیریں کہتا تھا۔ ابو عاتشہ فرماتے ہیں کہ میں اس موقع پر سعید بن العاص کے پاس حاضر تھا۔ اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ابو عاتشہ فرماتے ہیں میں حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ کی یہ بات نہیں بھولا کہ چار تکبیریں ہیں تکبیرات جنازہ کی طرح۔

حدیث نمبر 3۔ عن علفمة والأشود ابن بركة قال

كنا من مشغود خالسا وحشة خلتنا وأبو موسى
الأشعري فسالهما تبعنا من الغاص عن التكبير في الضلوة
توم البطر والأحس فخلل هذا يقول سل هذا وهذا يقول
سل هذا فقال له خلتنا سل هذا لعبد الله بن مشغود فساله
فقال ابن مشغود تكبروا ثم تكبروا ثم تكبروا ثم تكبروا ثم تكبروا
في الثانية فبقره ثم تكبروا ثم تكبروا ثم تكبروا ثم تكبروا ثم تكبروا

(مصنف عبد الرزاق ج 3 ص 292)

”علاقہ اہل بیتؑ میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس حضرت حذیفہؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعرئیؓ بھی موجود تھے۔ سعید بن العاص نے تکبیرات میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے پوچھے (کیوں کہ وہ ہم میں سے پیغمبرؐ کے زیادہ صحت یافتہ اور زیادہ علم والے ہیں) چنانچہ اس نے حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے پوچھا۔ سو آپ نے فرمایا چار تکبیریں (تکبیر تحریر اور تین زائد تکبیریں) کہے پھر قراءہ کرے اور تکبیر کہہ کر رکوع کرے پھر دوسری رکعت میں کھڑ ہو کر قراءہ کرے۔ قراءہ کے بعد چار تکبیریں کہے (یعنی تین زائد تکبیریں اور ایک تکبیر رکوع)“

حدیث نمبر 4۔ عَنْ ثَمُودَ قَالَ أُرْسِلَ إِلَيَّ مِنْ

اللَّهِ تَنْبِيْهُنَّ وَخُلُقُهُنَّ وَأُتِيَ مُوسَى الْأَشْعَرِيُّ بِعَدِ
الْخَنَةِ فَقَالَ إِنَّ هَذَا عَبْدُ الشَّيْطَانِ فَكَيْفَ تَسْلُمُونَ؟ فَقَالُوا سَلِ
أُمَّ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ يَقُومُ فَكَيْفَ تُرَبِّعَانِ ثُمَّ يَفْرَغُ بِهَا بَيْتَهُ
الْكِتَابَ وَسُورَةَ مِنَ الْمُفْطَلِ ثُمَّ يَكْبِرُ وَيَرْجِعُ فَبَلَكَ حَسَنٌ ثُمَّ
يَقُومُ فَيَفْرَغُ بِهَا بَيْتَهُ الْكِتَابَ وَسُورَةَ مِنَ الْمُفْطَلِ ثُمَّ يَكْبِرُ ثُمَّ
يَرْجِعُ فَبَلَكَ حَسَنٌ فَبَلَكَ تَسْعَ مِنَ الْعِلَلِ فَبَلَكَ الْكُرْهُ وَاحِدٌ
مِنْهُمْ (معجم كبير للطبرانی ج ۹ ص ۳)

”کردوں کو پہنچاتے ہیں کہ ولید بن عقبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، مدینہ، حضرت
ابوموسیٰ اشعرؓ اور حضرت ابو مسعود انصاریؓ کے پاس مشاء کے بعد ایک آدمی کو بھیج کر مسئلہ
پوچھا کہ مسلمانوں کی نماز عید کا طریقہ کیا ہے؟ سب نے ابو عبدالرحمن یعنی حضرت عبداللہ
بن مسعودؓ کی طرف متوجہ کیا پتا چلے سارے نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا آپ نے
جواب میں ارشاد فرمایا کہ امام بھالت قیام چار تکبیریں کہے پھر سورۃ فاتحہ اور مفصلات میں
سے کوئی سورۃ پڑھے پھر دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ان میں سے آخری تکبیر میں
رکوع کرے پس عیدین کی دونوں رکعتوں میں بھالت قیام یہ نو تکبیریں ہیں اس پر موجود
سما پر میں سے کسی نے بھی اعتراض کیا نہ الکار۔“

حدیث نمبر 5۔ عَنْ عَطْفَةَ وَالْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدٍ أَنَّ

مُسْعُودَ كُنَّ يَكْبِرُ مِنَ الْعِلَلِ ثَلَاثًا يَسْعَا أَرْبَعًا قَبْلَ الْفَرَاقِ
ثُمَّ يَكْبِرُ فَارْجِعُ وَهُوَ الثَّانِيَةَ يَقْرَأُ فَإِذَا فَرَغَ كَبَّرَ أَرْبَعًا ثُمَّ رَجَعَ
(مصنف عبد الرزاق ج ۲ ص ۲۹۳)

”عائقہ امویہؓ روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ میں نو تکبیریں کہتے تھے۔ چار قراءۃ سے پہلے (تکبیر تحرید سمیت) پھر تکبیر کہتے اور رکوع کرتے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کرتے پھر قراءۃ سے فارغ ہو کر چار تکبیریں کہتے (تکبیر رکوع سمیت) پھر رکوع کرتے۔“

حدیث نمبر 6۔ عن محمد بن قیس قال کان عبد اللہ بن

مسعود یكبر فی الاصلی والفقیر یسعا یسعا یسعا یسعا
اذا یسعا ثم یقرأ ثم یكبر واحدة فیركع بها ثم یكبر فی الركعة
الایخرة فیسعا فیکبر اذا یسعا یركع یاخذھن

(المعجم الكبير ج ۹ ص ۳)

”کر دوس سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ الاصلی اور عید القدر میں نو تکبیریں کہتے تھے (جس کی تفصیل یہ ہے) نماز شروع کرتے تو چار تکبیریں کہتے پھر ایک تکبیر کہہ کر رکوع کرتے پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہو کر پہلے قراءۃ کرتے پھر چار تکبیریں کہتے اور ان میں سے ایک کے ساتھ رکوع کرتے۔“

حدیث نمبر 7۔ عن عبد اللہ بن الحارث قال شہدك

ابن عباس یكبر فی صلاة العید بالنسرة یسع تكبیرات والی
تین القصر التین قال وشہدك النسرة بن شعبة ففعل فذلك
أبعثنا ففعلناك خالدا كيف فعل ابن عباس ؟ فقصر لنا حمفا
صنع ابن مسعود (مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۲۹۴) وقال

(الحافظ ابن حجر فی التلخیص اسنادہ صحیح)

”عبداللہ بن حارثؓ روایت ہے کہ میں بصرہ میں عبداللہ بن عباسؓ کے پاس

(عید کے موقع پر) حاضر ہوا آپ نے نماز عید میں نو تکبیریں کیں اور پہلی اور دوسری رکعت کی دونوں قراءتوں کے درمیان تکبیریں نہ کیں اور حضرت مخیر و بن شعبہؓ کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ اسماعیل بن الولید فرماتے ہیں میں نے خالد سے پوچھا ان عباس نے کیسے کیا؟ تو انہوں نے دیے تفصیل بتائی جیسے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے۔

حدیث نمبر 8۔ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ يُعَلِّمُنَا

التَّكْبِيرَ فِي الْعِيدَيْنِ بِسُبعِ تَكْبِيرَاتٍ حُسْبٍ فِي الْأُولَى وَأَرْبَعٍ فِي الْآخِرَةِ وَتَوَلَّى بَيْنَ الْبُحْرَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۷۸)

”مسروقؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہمیں عیدین میں نو تکبیریں سکھاتے۔ ان میں سے پانچ پہلی رکعت میں، چار دوسری رکعت میں اور دونوں قراءتوں کے درمیان ترتیب قائم رکھتے (یعنی ان کے درمیان تکبیریں نہ کرتے)۔“

حدیث نمبر 9۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ

يُكَبِّرُ فِي الْعِيدِ وَالْأَضْحَى إِسْعًا إِسْعًا حُسْبًا فِي الْأُولَى وَأَرْبَعًا فِي الْآخِرَةِ وَتَوَلَّى بَيْنَ الْبُحْرَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۷۸)

”حضرت قاسم بن عبد اللہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں نو تکبیریں کرتے۔ پانچ پہلی رکعت میں اور چار دوسری رکعت میں اور دونوں قراءتوں کے درمیان ترتیب قائم رکھتے۔“

حدیث نمبر 10۔ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سُبْعُ تَكْبِيرَاتٍ وَتَوَلَّى بَيْنَ الْبُحْرَيْنِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۷۹)

”قائدِ مجاہدینؒ فرماتے ہیں کہ (بدری صحابی) جابر بن عبد اللہؓ اور (میل القدر تابعی) سعید بن مسیبؓ حضرات نے فرمایا تھا زہد میں نوعمیریں ہیں اور دونوں قراءتیں لگاتار ہیں (یعنی ان کے درمیان عمیریں نہیں ہیں)“

حدیث نمبر 11۔ عن الشعبی قال قرئت زائدة إلى

مسنووی اثنا عشر ألفاً فکيف التکثیر فی العیدین قال

یسع تکثیرات قال حسنا فی الأولى ولزنا فی الآخرة

ووالی ثلث الفرتین (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۷۹)

”حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ زیادہ نے حضرت مسروقؒ سے یہاں پر یہاں پر ہم تو اپنے کاموں کی وجہ سے مسائل کی تحقیق و تعلیم سے غافل ہیں آپ فرمائیے عیدین میں عمیروں کا مسئلہ کیسے ہے؟ حضرت مسروقؒ نے جواب دیا کہ کل نوعمیریں ہیں چار پہلی رکعت میں (یعنی عمیر تحریر، تین زائد عمیریں اور عمیر رکوع) اور چار دوسری رکعت میں (یعنی تین زائد عمیریں، ایک عمیر رکوع) اور دونوں قراءتیں لگاتار کرے“

حدیث نمبر 12۔ عن ابراہیم عن الأسود ومنزوی

أنهما قالَا تکیران فی العید یسع تکیرات

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۰)

”ابراہیمؒ اور اسودؒ فرماتے ہیں کہ اسودؒ نے یہاں پر یہاں پر نوعمیریں کہا کرتے تھے“

حدیث نمبر 13۔ عن فضیل بن عیاض عن ائیس انا

کان یمیز فی العید یسعا فذكر مثل حدیث عبد اللہ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۰)

”محمد بن یحییٰؒ فرماتے ہیں کہ (رسول اللہ ﷺ کے خادم غلام) حضرت انسؓ

مید میں تو گمبیریں کہتے تھے ان تو گمبیروں کی تفصیل محمد بن سیرین رحمہ اللہ ایسے ذکر کی جیسا کہ
 ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں ہے“

حدیث نمبر 14۔ عَنْ إِسْرَاعِيْمَ بْنِ أَصْحَابِ عَبْدِ اللَّهِ

كَانُوا يُكَيِّرُونَ فِي الْعِيدِ يَسْعُ تَكْيِيرَاتٍ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۰)

”حضرت ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد میدان میں تو گمبیریں کہتے تھے“

حدیث نمبر 15۔ عَنْ ابْنِ قَلَانَةَ قَالَ السَّكْبُ فِي

الْعِيدِ يَسْعُ يَسْعُ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۰)

”ابن قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میدان میں نو گمبیریں ہیں“

حدیث نمبر 16۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَلْفَةَ قَالَ كَانَ

يَكُنُّ بِقَوْلِ عَبْدِ اللَّهِ فِي التَّكْيِيرِ فِي الْعِيدِ

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۸۰)

”جابر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن جابر گمبیرات میدان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن

مسعودؓ کے قول کے مطابق فتویٰ دیتے تھے“

حدیث نمبر 17۔ شَيْخُكُمْ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو خَلْفَةَ عَنْ

خُشَيْبٍ عَنْ إِسْرَاعِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ مَسْعُودَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

أَنَّ كَثْرَانَ قَامُوا فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ وَنَعَا حَذَائِقَةَ بْنِ الْبَقَاءِ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَبُو مُوسَى الْأَعْمَرِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَخَرَجَ

عَلَيْهِمُ الْوَلِيدُ بْنُ حَقِيْقَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْبٍ وَهُوَ مُبِيرُ الْكُوفَةِ يَوْمَئِذٍ

فَقَالَ إِنَّ عِلْدًا جُنْدًا لَكُمْ فَكَيْفَ أَضْعَفُ ؟ فَقَالَا الْخَيْرُ يَا أبا عَبْدِ

الرَّحْمَنِ كَيْفَ يُضَعُّ ؟ فَأَمَرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُسْلِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنْ يُضَلِّيَ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ وَأَنْ يُكَبِّرَ فِي الْأَوَّلَى خَلْسًا وَمِنْ الثَّانِيَةِ أَرْبَعًا وَأَنْ يُؤَاتِيَ تِلْكَ الْقِرَاءَتَيْنِ وَأَنْ يَخْطُبَ بَعْدَ الصَّلَاةِ عَلَى رَأْسِهِ فَإِنَّ مُحْسِنًا بِهِ تَأْخُذُ... وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ (كتاب الآثار لمحمد ص ۵۲)

”امام محمد رحمہ اللہ کے ہیں ہمیں ابو سعید خشخاشی کہ وہ حدیث صحیحہ اور انہیں صحیحہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابن مسعودؓ کو فدکی مسجد میں بیٹھے تھے۔ آپ کے پاس حدیث بن یحیٰ بن ابی اسودؓ اور ابو موسیٰ اشعرؓ موجود تھے کہ ولید بن عقبہ جو اس وقت کوفہ کا امیر تھا ان کے پاس آیا اور کہا کل تمہاری عید ہے تاہم میں کیسے کروں؟ حضرت حدیث اور حضرت ابو موسیٰ اشعرؓ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا اے ابو عبدالرحمن! اسے بتائیے کہ وہ کیا کرے؟ عبداللہ بن مسعودؓ نے اسے حکم دیا کہ وہ بغیر اذان اور بغیر اقامت کے نماز پڑھائے اور یہ کہ پہلی رکعت میں (تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع سمیت) پانچ تکبیریں کہے اور دوسری رکعت میں (تکبیر رکوع سمیت) چار تکبیریں کہے اور دونوں قراءتوں کے درمیان ترتیب قائم رکھے.... (امام محمد رحمہ اللہ کے ہیں) وہو قول ابی حنیفہ رحمہ اللہ

18 مذہب جمہور صحابہ

هَذَا الْفِعْلُ وَهُوَ التَّوَالَاةُ تِلْكَ الْقِرَاءَتَيْنِ وَالتَّكْبِيرُ ثَلَاثًا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ أَوَّلَى... وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مُسْلِمٍ وَأَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ وَخُلَافَتِهِ ابْنِ الْيَمَانِ وَابْنُ عُثَيْمٍ وَابْنُ الرَّائِمِ وَأَبِي مُسْلِمٍ الْبَلَدِيِّ وَأَبِي سَعِيدٍ الْخَلَدِيِّ وَابْنُ عَرَبٍ وَابْنُ الْقَطَّابِ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَلْحَمْدُ لِلَّهِ

النَّضْرِيَّ وَابْنِ سَيْرِينَ وَشَفِيَّانَ النَّوْرِيَّ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ
وَعَنْكَاهُ الشَّحَارَظِيَّ فِي صَحِيحِهِ مُنْذَعًا لِأَنَّ غُثَّاسَ وَذَكَرَ ابْنُ
الْهَيْثَمِ فِي الشَّحَرِيِّ أَنَّهُ قَوْلُ ابْنِ عُثْمَرَ الْبُشَا۔

اتحاف السادة شرح احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۹۷ میں ہے۔

”نماز عید میں چھ زمانہ تکبیریں اور دونوں قراءتوں کے درمیان تکبیریں نہ کہنا اور
دونوں رکعتوں کی قراءت میں مواضع متعدد ذیل صحابہ و تابعین کا مذہب ہے۔ عبد اللہ بن
مسعود، ابو موسیٰ اشعرئی، حذیفہ بن یمان، عقبہ بن عامر، عبد اللہ بن زبیر، ابو مسعود بدری، ابو
سعید خدری، براء بن عازب، عمر بن خطاب، ابو ہریرہ، حسن البصری، یحییٰ بن یحییٰ،
ثوری، یحییٰ بن احمد کا ایک قول یہی ہے اور امام بخاری نے ابن عباس کا یہی مذہب بیان کیا ہے
اور ابن امام نے ذکر کیا کہ ابن عمر کا یہی قول ہے۔“

(19) امام ترمذی رحمہ اللہ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

قَدْ رَوَى عَنْ عُمَرَ وَابْنِ سَيْرِينَ وَشَفِيَّانَ النَّوْرِيَّ وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ
وَعَنْكَاهُ الشَّحَارَظِيَّ فِي صَحِيحِهِ مُنْذَعًا لِأَنَّ غُثَّاسَ وَذَكَرَ ابْنُ

(جامع الترمذی ج ۱ ص ۱۶۰)

”یہ طریقہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی ایک سے نہیں بلکہ متعدد
خطرات سے مروی ہے اور تمام اہل کوفہ کا مذہب یہی ہے۔“

20 اجماع صحابہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو جنازہ کی تکبیریں مختلف طور پر کی جاتی تھیں
یعنی ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲،

فَأَحْمَقُوا أَمْرَهُمْ عَلَى أَنْ يُحْفَلُوا التَّكْبِيرَ عَلَى الْحَتَاوِ مِثْلَ
التَّكْبِيرِ فِي الْأَصْحَى وَالْقَطْرِ لَوْ تَعَنَّى تَكْبِيرَاتٍ فَأَجْنَعُ أَمْرَهُمْ
عَلَى ذَلِكَ (ملحوظی کتاب الحتازہ، باب التکبیر علی

الحتازہ ج ۱ ص ۳۱۹)

”صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ چٹا زہ کی چار تکبیریں ہیں جیسا کہ عید
الاضحیٰ اور عید الفطر کی چار تکبیریں ہیں

فائدہ: نماز عید کی ہر رکعت میں چار تکبیروں اور چٹا زہ کی چار تکبیروں پر صحابہ کرام
کا اجماع ہوا ہر رکعت کی چار تکبیروں سے مراد پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور تین زائد تکبیریں
اور دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور پچھٹی رکوع کی تکبیر ہے پہلی تکبیر تحریمہ اور تکبیر
رکوع کے علاوہ زائد تکبیریں پچھتی ہیں تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں اور
انہی چار زائد تکبیروں پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا اور حنفیہ بھی اسی کی افضلیت کے قائل ہیں۔

بارہ تکبیرات والی حدیثوں کا جواب:

چند ایسی حدیثیں بھی ہیں جن میں ہے کہ عید کی پہلی رکعت میں سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں ہیں اور دونوں رکعتوں میں تکبیریں قراءۃ سے پہلے ہیں۔ ذیل میں ان حدیثوں کے جوابات ملاحظہ فرمائیں۔

جواب نمبر 1:

بارہ تکبیروں والی حدیثیں سند کے اعتبار سے انتہائی ضعیف ہیں۔ چنانچہ ابن رشد مانگی فرماتے ہیں اس سلسلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز ثابت نہیں۔ امام حاکم اپنی مشدک میں حضرت عائشہ، ابن عمر، ابو ہریرہؓ، اور عبد اللہ بن عمرؓ کی حدیثوں کے متعلق فرماتے ہیں ان کی اسناد کا سند ہیں (او جز المسائل ج ۳ ص ۳۵۴)

اس اقبال کی تفصیل یہ ہے کہ بارہ تکبیروں کے متعلق ایک حدیث ترمذی، ابن ماجہ وغیرہ میں عمرو بن عوف سے ہے۔ اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ راوی ہے جو ضعیف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کس مسند ارکان الکذاب، امام ابو داؤد رحمہ اللہ، کتاب ما یمنع من حدیث، ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں اس کے پاس ایک کتاب رکھی ہوئی ہے جس سے حدیثیں روایت کی سند سے روایت نقل کرتے ہیں لیکن اس کتاب کا کتب حدیث میں ذکر کرنا حلال نہیں اور اس سے روایت کرنا جائز ہے مگر بطور تعجب امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں مستدرک الحدیث، عینی بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں ابیہ بن علی، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، ابن مسعود

الحدیث، لیس پشیر، ابو تر عبد اللہ بن ابی نعیم، ابی نعیم الحدیث، اور امام احمد کے فرزند عبد اللہ بن احمد نے فرمایا میرے باپ نے اپنی سند میں اس کی حدیث سے اعراض کیا ہے، اس سے کوئی حدیث نقل نہیں کی (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۳۰۶)۔ تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۳۲۳، ۳۲۴) کیا اس روایت کی حالت ہے جس کو امام ترمذی رحمہ اللہ احسن شیء فی الباب فرمایا۔ اور اس حدیث کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ فرمایا لیس فی هذا الباب شیء اصح من هذا یعنی بخیرات عیدین کے باب میں اس سے زیادہ کوئی صحیح حدیث نہیں ہے (ترمذی ج ۱ ص ۱۱۹) جب ہارون بخیرات کے مسئلہ میں احسن شیء فی الباب اور اصح شیء فی الباب اتنی ضعیف حدیث ہے تو اس موضوع کی دوسری حدیثوں کا خود اندازہ کر لیں۔

۲۱۔ دوسری حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن عبد الرحمن السطاطی ضعیف راوی ہے۔ اس کے متعلق امام نسائی رحمہ اللہ فرمایا لیس هذا القوی ابو حاتم نے فرمایا لیس بالقوی، ابن الحدیث، اس پر ظہر و عمر بن راشد اور عبد اللہ انما مل نے بھی طعن کیا ہے، امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی اس کو ضعیف لکھا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ کباب النظر (الضعفاء للبخاری ص ۶۹) اور علامہ ابن عساکر الراہی ج ۲ ص ۲۱۷ میں فرماتے ہیں "قال ابن قطان ضعفاء جماعة منهم ابن معین"۔ اور علامہ ابو میزان الاعتدال ج ۲ ص ۹۵۶

۲۲۔ تیسری حدیث حضرت عائشہ سے ہے جو ابو داؤد و ابن ماجہ وغیرہ میں ہے اس کی سند میں ابن اصرع ضعیف راوی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ ج ۱ ص ۱۸۱) "ابن اصرع الحدیث ضعفاء یحبون سعید القطان وغیرہ (ترمذی ج ۶ ص ۸)۔" ابن اصرع محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اس کی عینی بن سعید قطان وغیرہ نے تصحیف کی ہے "یعنی بن سعید کے سامنے اس کی کتابوں کے چلنے کا ذکر ہوا تو یحییٰ بن سعید نے کہا کہ وہ کتابوں کے چلنے سے پہلے بھی ضعیف تھا اور چلنے کے بعد بھی۔ اور غیر مقلدین نے اس کے ضعف کو

تسلیم کیا ہے چنانچہ غیر مقلد محدث شارح ترمذی عبد الرحمن مبارکپوری ابن ابیہریرہ کے ضعف کے بارے میں محدثین کے اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں قلت ومع ضعف فہو مدلس ایسا کہا عرفہ وکان مدلس عن الصحفاء (تخفۃ الاسوڈی ج ۱ ص ۵۴) میں کہتا ہوں کہ ابن ابیہریرہ ضعیف ہونے کے علاوہ مدلس بھی ہے اور مدلس بھی ضعیف راویوں سے کرتا ہے لہذا غیر مقلدین کے نزدیک ابن ابیہریرہ میں ذیل ضعف ہے مبارکپوری صاحب نے تخفۃ الاسوڈی کے مندرجہ ذیل صفحات پر اس کے ضعف کی صراحت کی ہے ج ۱ ص ۱۱۶، ج ۱ ص ۱۴۰، ج ۱ ص ۵۲۶، ج ۲ ص ۶۵، ج ۱ ص ۱۴۳

چوتھی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مسند احمد میں ہے لیکن اس کی سند میں ابن ابیہریرہ ضعیف راوی ہے۔

پانچویں روایت محدث قرظی سے ابن ماجہ وغیرہ میں ہے۔ اس کی سند میں عبد الرحمن بن سعد بن عمار ضعیف ہے، منکر الحدیث ہے اس کے متعلق حنفی بن معین ~~کھلمکھ~~ چھٹا گیا تو انہوں نے فرمایا ضعیف۔ تقریباً احمدیہ ص 202 میں بھی ضعیف لکھا ہے، میزان الاعتدال میں ہے لیس بذالک۔ ایک راوی سعد بن عمار ہے اس کے متعلق تقریب میں ہے مستور، اور میزان الاعتدال میں ہے لا یسکا، علاوہ ازیں اس کی سند میں اضطراب بھی ہے جو الجوہر النقی میں مذکور ہے۔

ایک حدیث عبد اللہ بن عمرؓ سے موقوف ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک موقوف حدیث حجت نہیں، پھر اس کی سند میں نافع بن ابی نعیم راوی ہے جس کے متعلق امام احمد بن حنبل ~~فرماتے~~ ہیں کہ یہ سات قراء میں سے ہیں اس لئے ان سے قرآن لیا جائے گا و لیس فی الحدیث ہشیء لیکن حدیث میں ان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

ایک حدیث عمر بن خطابؓ سے موقوف ہے چونکہ غیر مقلدین کے نزدیک موقوف

حدیثیں جہت نہیں اس لئے اس کو دلیل میں پیش نہیں کر سکتے نیز اس کی سند میں عبدالرحمن بن زیاد بن اعم الافریقی راوی ہے جس کی ابن مہین اور ساجی نے تصحیف کی ہے، دارقطنی نے کہا لیس بالقوی، امام احمد نے فرمایا ہم اس سے کوئی چیز روایت نہیں کرتے (اتحاف السادة ج 3 ص 397 تا 400، نصب الراية ج 2 ص 216 آثار السنن ص 493) ان کے مقابلے میں چھ عجیرات والی احادیث میں سے بعض صحیح اور بعض حسن ہیں لہذا قوت سند کی وجہ سے ان کو ترجیح ہوگی بالخصوص طحاوی اور کتاب الآثار کی دونوں حدیثیں تو اعلیٰ درجہ کی صحیح ہیں، طحاوی کی حدیث مرفوع حقیقی ہے اور کتاب الآثار کی مرفوع صحیحی ہے۔

جواب نمبر ۲:

ابو عبدالرحمن قاسم کی طحاوی شریف والی مرفوع روایت رائج ہے و جمود ترجیح یہ ہیں۔
 نیز طحاوی شریف والی روایت میں چھ خوبیاں ہیں یہ حدیث قوی ہے اور فعلی بھی ہے کہ آپ نے نماز پڑھا کر یہ ارشاد فرمایا، چار انگلیوں کے ساتھ اشارہ بھی کیا لَا تَسْبُؤْا (بہول نہ جانا) کے ساتھ تاکید فرمائی ہے، یہ حدیث عقلی ہے کہ اس سے عجیرات عیدین کی تعلیم مقصود ہے قوال اور عملاً، اور عجیرا پہنا کر سے بھی عجیروں کی تعداد کی طرف اشارہ ہے جس سے زائد عجیروں کی تعداد کا تعین ہو جاتا ہے کہ ہر رکعت میں اصلی عجیر کے علاوہ تین زائد عجیر ہیں جیسا کہ جنازہ میں پہلی عجیر تحریم کے علاوہ تین عجیریں ہیں جبکہ بارہ عجیروں والی مرفوع حدیثیں فقط فعلی ہیں۔

نیز طحاوی شریف والی حدیث اور چھ عجیرات والی دیگر احادیث اجماع صحابہ کے موافق ہیں۔
 نیز حضرت عبداللہ بن مسعود اور ان کے شاگرد ان حدیثوں کے مطابق عجیرات عیدین کی تعلیم دیتے تھے جبکہ بارہ عجیروں کی تعلیم دینا ثابت نہیں۔
 نیز آثار صحابہ میں سے عبداللہ بن عمرؓ و ابو ہریرہؓ کے آثار سند کے اعتبار سے ضعیف

ہیں جبکہ ابن عباس کے آچار گوشت کے لحاظ سے قوی ہیں لیکن وہ مضطرب اور متضاد ہیں ان سے ۷، ۹، ۱۱، ۱۲، ۱۳ تکبیرات کے آچار مروی ہیں البتہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے آچار قوی السند ہیں اور سب میں تکبیرات زائدہ کی تعداد بھی سچ ہے اس لئے باقی آچار میں سے وہ زیادہ قابل اعتماد ہیں اور قاعدہ ہے کہ وہ حدیث راجح ہوتی ہے جو اونی باچار الصحابہ ہو چونکہ سچے تکبیروں والی حدیث طحاوی وغیرہ حضرت عبداللہ بن مسعود کے اثر صحیح کے موافق ہیں اس لئے وہ راجح ہوگی۔

۱۱۔ سات اور پانچ تکبیرات والی احادیث ممکن ہیں کہ پہلی رکعت میں سات تکبیریں تکبیر تحریرہ سمیت ہیں یا اس کے علاوہ ہیں۔ اسی طرح دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں رکوع والی تکبیر سمیت ہیں یا اس کے علاوہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ علماء کے درمیان بھی اختلاف ہو گیا، امام شافعی رحمہ اللہ ایک تکبیر تحریرہ اور تکبیر رکوع کے علاوہ سات اور پانچ ہیں تو ان کے نزدیک زائدہ تکبیریں بارہ بنتی ہیں۔ امام مالک اور امام احمد کے نزدیک پہلی رکعت میں تکبیر تحریرہ سمیت سات اور دوسری رکعت میں تکبیر رکوع کے علاوہ تکبیریں گیارہ ہیں۔ جبکہ سچے تکبیرات والی احادیث میں قراءۃ اور تکبیروں کی پوری تفصیل ہے اس لئے معلوم المراد حدیث کو ترجیح ہوگی۔

۱۲۔ عیدین کی اصل اور زائدہ تکبیریں طاکرہ بنتی ہیں یہ متفق علیہ اور متفق ہیں جبکہ نو سے زائدہ تکبیریں مختلف فیہ ہیں اس لئے متفق علیہ اور متفقین کو اختیار کرنا اور اس کے مطابق عمل کرنا اولیٰ ہے۔

۱۳۔ نماز عید کو باقی نمازوں پر قیاس کریں تو قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جیسے دوسری نمازوں میں زائدہ اکار و اعلیٰ نہیں کئے جاتے نماز عید میں بھی داخل نہ کئے جائیں لیکن نماز عید میں زائدہ تکبیریں فص سے ثابت ہیں اس لئے قیاس کو ترک کر دیا گیا مگر سچے تکبیروں کے اثبات پر سب احادیث و آثار متفق ہیں۔ سچے زیادہ میں مختلف ہیں اور حدیث طحاوی وغیرہ سے سچ

سے زیادہ کی نفی ہوتی ہے جبکہ دوسری روایات میں اثبات ہوتا ہے پس سچے سے زیادہ کی نفی قیاس کے موافق ہے اور قاعدہ ہے کہ اوفق القیاس حدیث راجح ہوتی ہے لہذا حدیث طحاوی وغیرہ کو دوسری مثبت حدیثوں پر ترجیح ہوگی۔

۵۔۔۔ چونکہ اذکار میں جہر نصوص اور اصول کے خلاف ہے میدین میں زائد نگہیں از قبیل اذکار ہیں اور امام ان کو جہر کہتا ہے اس لئے اختلاف کی صورت میں اقل اور متیقن کو لینا اولیٰ ہے۔

صحابہ کرام غیر مقلدین کے فتویٰ کی زد میں:

میدین میں چھ زائد نگہیں وہاں چاہتے واضح دلائل موجود ہونے کے باوجود غیر مقلدین کے محدث و مفتی امام غریبہ اہل حدیث ابو محمد عبد الستار دہلوی فرماتے ہیں یہ جو آج کل لوگوں میں سلوچ میدین کی نگہیں چھ مروج ہیں یہ بالکل بدعت اور سب کمرانی ہیں کیونکہ ان کا ثبوت شریعت محمدیہ میں نہیں۔ اور جو یہ چھ نگہیں ہیں یہ نہ ہی گھڑی گھڑائی ہیں نہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ حکم تھا نہیں اور جو کوئی کہے کہ یہ حکم خدا اور رسول کا ہے تو وہ غلطی کا کاذب بلکہ کذب ہے (فتاویٰ ساریہ ص ۱۳، ۱۳۸)

اسے ملت اسلامیہ کے فرزندوں! ذرا غور کرو کتنی عظیم ہستیاں ہیں جو اس منہج فتوے کی زد میں آتی ہیں؟ کتنے صادق و صدوق لوگ ہیں جو کاذب و اکذب بن جاتے ہیں؟ اور کتنی احادیث صحیحہ اور آحاد صحیحہ ہیں جن کا انکار ہو جاتا ہے؟ ایسی سنت ثابتہ کو بدعت کہنے کی جرأت اہل بدعت غیر مقلدین ہی کر سکتے ہیں کوئی اہل سنت یہ جسارت نہیں کر سکتا۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ جیسے غیر سنت کو سنت قرار دینا اور غیر دین کو دین کا حصہ بنانا جرم اور بدعت ہے ایسے ہی سنت کو بدعت قرار دینا اور سنت ثابتہ کو دین سے نکالنا بھی جرم اور بدعت ہے۔ اب آپ حضرات فیصلہ کریں کہ غیر مقلدین حضرات ایسے فتوے لگانے کے بعد اہل حدیث ہیں یا منکرین حدیث ہیں؟ اہل حدیث ہیں یا اہل بدعت ہیں؟ اہل سنت ہیں یا اہل سنت سے خارج ہیں؟

تکبیراتِ عید میں رفعِ یدین سنت ہے

سوال : عیدین کی تکبیراتِ زائدہ میں رفعِ یدین کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب : امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل کے نزدیک تکبیراتِ عید

میں رفعِ یدین کرنا مستنون ہے۔ البتہ امام مالک کے وہ قول ہیں ایک قول رفعِ یدین کرنے کا دوسرا رفعِ یدین نہ کرنے کا۔ چنانچہ علامہ ہاشمی لکھتے ہیں ”وروی عن مسالک رضی اللہ عنہ اللہ خبر فی رفع الیدین مع کل تکبیرۃ من الترویۃ“ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے تکبیراتِ زائدہ میں رفعِ یدین کرنے اور نہ کرنے میں اختیار دیا ہے۔ اور مدونہ کبریٰ میں ہے وروی عنہ مطرف وابن کثیر عن رفع یدین فی العیدین مع کل تکبیرۃ اور مطرف وابن کثیر سے روایت ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عیدین کی ہر تکبیر (زائدہ) میں رفعِ یدین کرے (او جزا لہا لک ص ۳۰۶ ج ۲)

لیکن دلائل کے اعتبار سے رفعِ یدین کرنے والا قول راجح ہے۔ اسی لئے بعض علماء نے امام مالک کے اسی مدلل قول کا اعتبار کر کے تکبیراتِ عید کے رفعِ یدین پر ائمہ کرام کا اجماع اور اتفاق نقل کیا ہے۔

ذیل میں مذکورہ بالا رفعِ یدین کے اثبات پر احادیثِ مبارکہ، اجماعِ ائمہ اور قیاس شرعی سے دلائل اور اخیر میں اہم روایتیہ غیر مقلدین کے دو فتوے ملاحظہ کیجئے۔

احادیثِ مبارکہ:

امام ربیع رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے سبب رفع الیدین فی

تکبیر العید (ج ۳ ص ۲۹۲) اس کے تحت چار حدیثیں نقل کی ہیں

حدیث نمبر ۱ — عن ابن عمر قال كان النبي ﷺ

إذا قام إلى الصلوة رفع يديه حتى إذا تكاثرتا خذاً ومسك بهن ثم

كبر وهما كذلك وركع وإذا أراد أن يرفع رفعهن حتى

يكونا خذاً ومسك بهن ثم قال سمع الله لمن حمده ثم يسجد

ولا يرفع يديه في السجود وتوقع من تحلى تكبيرة لكبرها

قبل الركوع حتى تقضى صلواته

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو اپنے کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر تکبیر کہتے اور کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھاتے اور رکوع کرتے اور جب رکوع سے اٹھتے تو ارادہ کرتے تو بھی کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے پھر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے پھر رکوع کرتے اور رکوع میں رفع یدین نہ کرتے اور رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے۔

چونکہ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرنے کا پہلے ذکر ہو چکا ہے اس لئے رکوع سے پہلے ہر تکبیر میں جس رفع یدین کا ذکر ہے اس سے مراد تکبیرات عیدین اور تکبیر قنوت والا رفع یدین ہے۔ اس حدیث سے تکبیرات عید میں اور قنوت فی الوتر میں رفع یدین ثابت ہوا۔

تائید از حافظ ابن حجر:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ عیدین فی تکبیرات العیدین پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”وَأَمَّا فِي التَّكْبِيرِ وَالسُّجُودِ وَتَوَلَّاهُ مِنْ طَرَفَيْ بَقِيَّةِ

عَنِ التَّكْبِيرِ عَنِ التَّكْبِيرِ قَدْ سَمِعْتُ عَنْ أَبِي فِي الرَّفْعِ خَدَّ

الْأَخْرَامَ وَالرُّكُوعَ وَالرَّفْعَ مِنْهُ وَمِنْ آخِرِهِ وَيَرْفَعُهَا مِنْ كُلِّ

تَكْبِيرَةٍ يُكَبِّرُهَا قَبْلَ الرُّكُوعِ (التلخیص الحسیر ص ۸۶ ج ۲)

تجیرات عیدین کے رفع یدین پر ابن ائمہ راوی تہمتی نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو دونوں محدثین نے بقیہ عن الزہدی عن الزہری عن سالم عن ابیہ ابن عمر کی سند سے رفع یدین عند الرکوع کے بارے روایت کیا ہے کیونکہ اس کا اخیر میں ہے اور رفع یدین کرتے ہر اس تجیر میں جو رکوع سے پہلے ہے۔

سوال: اس حدیث میں چونکہ رکوع کے دو رفع یدین کا ذکر ہے لہذا وہ بھی کریں۔

جواب: چونکہ اس کے خلاف رکوع و سجود میں رفع یدین کے ترک کی احادیث

موجود ہیں مثلاً حدیث ابن مسعود، حدیث براء بن عازب، حدیث جابر بن عمر، نیز حضرت ابن عمر، حضرت علی کا ترک رفع یدین کا عمل دلیل ہے اس کے متروک ہونے پر اس لئے احناف نے ان احادیث مرفوعہ اور حضرت ابن عمر، حضرت علی کے عمل کی وجہ سے رکوع والے رفع یدین کو چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ امام نسائی نے ترک رفع یدین کے دو باب قائم کئے ہیں۔ باب تسرك ذالک (۱۵۸) اور باب السر حصۃ فی تسرك ذالک (ص ۱۶۱) لیکن تجیرات میں اور قنوت فی الوتر کے رفع یدین کے ترک پر کوئی حدیث بھی نہیں اس لئے احناف یہ رفع یدین کرتے ہیں۔ غیر مقلدین اس رفع یدین کے ترک پر کوئی حدیث پیش کر دیں تو ہم چھوڑ دیں گے لیکن اس کے ترک پر وہ آج تک دلیل نہ پیش کر سکے ہیں اور نہ ہی کر سکیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ نماز کی حقیقت ہے "ذکر اللہ" واقم الصلوۃ لذکرہ نماز قائم کیلئے میرے ذکر کے لئے۔ چونکہ رکوع سے پہلے رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع والا رفع یدین ذکر سے خالی ہے تو وہ نماز کی حقیقت کے خلاف ہے اس لئے اس کو چھوڑ دیا گیا البتہ چونکہ عرصہ کیلئے وہ اس طرح

برداشت کیا گیا جس طرح نماز میں دنیاوی باتوں اور پٹے پھرنے کو برداشت کیا گیا لیکن بعد میں ان سے روک دیا گیا۔ اور قنوت و تکبیرات عید کا رفع یدین مفروق و بالذکر ہے (ذکر کے ساتھ ملا ہوا ہے) کہ رفع یدین کے ساتھ اللہ اکبر بھی کہا جاتا ہے تو اس کا نمازی حقیقت کے ساتھ جوڑنے اس لئے اس کو باقی رکھا گیا ہے۔

اب ہم ذیل میں غیر مقلدین کے مابین تازہ تحقیق علامہ خالد گرجا کی کتاب جزء رفع الیدین (جس میں موصوف نے رفع یدین عند الركوع کے اثبات کے لئے یکطرفہ دہشیں نقل کی ہیں وہ بھی ان کے دعویٰ یعنی دوام رفع الیدین کو ثابت نہیں کرتیں) سے ہم پاؤں ایسی حدیثیں نقل کرتے ہیں جن کے اخیر میں یہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے ہیں اس سے تکبیرات عیدین کا رفع یدین بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ رکوع سے پہلے ہی جاتی ہیں۔ رہا رکوع والے رفع یدین کا سوال تو اس کا جواب ہم ابھی دے چکے ہیں اس کے علاوہ اگر کوئی سند پر اعتراض ہو تو اس کا جو جواب گرجا کی صاحب دین گے وہی جواب ہماری طرف سے بھیجئے۔

حدیث نمبر 2 — خَلَّانَا مِنْكَ اَبْنُ الْمُنْطَلِقِ

الْحَنْفِيُّ خَلَّانَا مِنْكَ خَلَّانَا الرَّائِدِيُّ عَنْ الرَّاهِمِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ — وَرَفَعَهُمَا فِي شَكْلِ تَكْبِيرَةٍ يُكْبِرُهَا قَبْلَ الرَّائِدِ حَتَّى تَنْقَضَ صَلَاتُهُ (جزء رفع

الیدین ص ۱۸ حدیث ۳۷ بحوالہ ابوداؤد و شریف)

محمد بن مسلم اپنی سند کے ساتھ عبد اللہ بن عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے ہوتی یہاں تک کہ نماز ختم کرتے۔

حدیث نمبر 3 — خَلَّانَا مِنْكَ اَبْنُ خَلَّانَا

يُغْفَرُونَ خَلَقْنَا نَحْنُ أَجْرَى النَّاسِ شَهَابٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيرَةٍ كَثَرَهَا قَبْلَ الرَّكْعَةِ حَتَّى
تَقْصِبَ صَلَاتُهُ (جزء رفع اليدين ص ۲۳ حدیث ۲۳ بحوالہ
مسند احمد بواسطہ سالم)

عبداللہ اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے
فرمایا رسول اللہ ﷺ ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے کہتے یہاں تک
کہ آپ اپنی نماز پوری کرتے۔

حدیث نمبر 4 — خَلَقْنَا الْحَسَنَ نَحْنُ إِسْمَاعِيلُ
الْحُسَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيرَةٍ كَثَرَهَا قَبْلَ الرَّكْعَةِ حَتَّى
(جزء رفع اليدين ص ۲۹ حدیث ۵۶ بحوالہ دارقطنی)

حسن بن اسماعیل اور محمد بن سلیمان باہلی اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمر سے روایت
کرتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو رکوع سے پہلے کہتے تھے۔

حدیث نمبر 5 — خَلَقْنَا أَحْمَدَ نَحْنُ مُحَمَّدٌ بْنُ أَبِي
تَكْرِبُ بْنُ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَالِكٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
وَيَرْفَعُهُمَا فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَتَكْبِيرَةٍ كَثَرَهَا قَبْلَ الرَّكْعَةِ حَتَّى
(جزء رفع اليدين ص ۲۹ حدیث ۵۶ بحوالہ دارقطنی)

يُكْتَبُهَا قَبْلَ الرُّشُوعِ :-

(جزء رفع الیدین ص ۳۱، حدیث ۶۳ بحوالہ دارقطنی)

امیر محمد اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ
— ہر اس تکبیر میں رفع یدین کرتے جو آپ رکوع سے پہلے کہتے تھے۔

حدیث نمبر 6 — أَحْسَرْنَا أَنْوَاعَ الرُّؤُوفِ الْإِنْبَاءِ

أَنْوَاعُكُمْ مِنْ قَائِمَةٍ قَالَى خَلَقْنَا الْوَدَّادَةَ خَلَقْنَا مِنْ الْمُنْصَفَى

الْحَمِيصِ خَلَقْنَا بَقِيَّةَ خَلْقِ الرُّبَيْدِيِّ عَنِ الرَّهْرِ بِي عَنْ سَالِمٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

وَيَرْفَعُهَا مِنْ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ يُكْتَبُهَا قَبْلَ الرُّشُوعِ :-

(جزء رفع الیدین ص ۳۷، حدیث ۲۸ بیہقی شریف)

ابوعلیٰ رد ہداری اپنی سند کے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ
رسول اللہ ﷺ رفع یدین کرتے ہر اس تکبیر میں جو رکوع سے پہلے ہوتی ہے۔

حدیث نمبر 7 — وَحَسْبُ لَكُمْ لَكَ كَمَا يَرْفَعُ يَدَا فِي

التَّكْبِيرَاتِ (اللمحصر الحبر ص ۸۶ ج ۲)

حضرت عمرؓ تکبیرات (عید) میں رفع یدین کرتے تھے۔

سوال اس کی سند میں ابن لحرید راوی ہے جو ضعیف ہے لہذا یہ حدیث ضعیف ہے

جواب : ہمارے نزدیک عبداللہ بن عمرؓ ضعیف محض نہیں بلکہ اس کے ثناء

وضعیف ہونے میں محدثین کے درمیان اختلاف ہے۔ پس یہ راوی مختلف فیہ ہے اور مختلف فیہ

راوی کی حدیث درجہ حسن میں ہوتی ہے۔ چنانچہ محدث العصرؒ ولانا علامہ ظفر احمد عثمانی لکھتے

ہیں "انہ مختلف فیہ و حسن الحدیث" یہ راوی مختلف فیہ ہے اور اس کی حدیث حسن

ہے۔ اور غیر مقلدین کے پیشوا جناب علامہ نواب صدیق حسن خان ایک دعائیہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں "وَرَجَالٌ الشَّيْخُ عَمْرُ بْنُ لُحَيْعَةَ وَهُوَ مِنْ رَجَالِ الْحَسَنِ (نزل الامام برار باعلیہ السلام اور من الامام عیسیٰ و الامام ذکار ص ۲۳۶) کہ ابن ابیہان راویوں میں سے ہے جن کی حدیث حسن ہوتی ہے۔ نیز یہ حدیث اپنے مضمون و معنی کے اعتبار سے اوثق بالا جماع ہے (اجماع کے موافق ہے) اور اوثق بالتقیاس ہے اور اجماع و قیاس کے ساتھ موافقت ہونے سے ضعف دور ہو جاتا ہے۔ اجماع اور قیاس شرعی کے حوالہ جات ہم بعد میں ذکر کریں گے۔ امام مالک کے رفع یدین والے قول کے مطابق ائمہ اربعہ کے ہاں تنقیح بالقول حاصل ہے اور ہم رفع یدین والے قول کے مطابق ائمہ احناف، ائمہ شافعیہ اور ائمہ حنبلیہ کے ہاں اس روایت کو تنقیح بالقول کا درجہ حاصل ہے اور جس حدیث کو مجتہدین امت قبول کر لیں تو وہ حدیث صحیح شمار ہوتی ہے۔ اور خود غیر مقلدین نے بھی اپنے فتوے میں تعدد طرق کی وجہ سے اس حدیث کو حسن لغیرہ کا درجہ دیا ہے یہ فتویٰ ہم بعد میں نقل کریں گے۔

حدیث نمبر 8 اَنَّ عَمْرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَرْفَعُ

يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ مِنَ الْخُضَارَةِ وَالْعِيدَنِ

(السنن الکبریٰ للامام السیوطی ص ۶۹۳ ج ۳)

حضرت عمر بن خطابؓ جنازہ اور عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے معنی

جنازہ کی چاروں تکبیرات میں اور عیدین کی تکبیرات ناکہ میں رفع یدین کرتے تھے۔

سوال: امام تہجدی نے اس حدیث کے بارے میں کہا ہے کہ یہ منقطع ہے اور انتطاع کے

ثبوت کے لئے سند پیش کی ہے۔ رواہ الولید بن مسلم عن ابن لُحَيْعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ

سَوَادَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ النَّخَعِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ لُحَيْعَةَ عَنْ بَكْرِ بْنِ

مَعْلُوم ہوا کہ بکر بن سوادہ اور حضرت عمرؓ کے درمیان ابوذرؓ کی کا واسطے متروک ہے لہذا یہ

حدیث منقطع ہے اور منقطع حدیث ضعیف ہوتی ہے

جواب: (الف) حنفیہ کے نزدیک خیر القرون کا انتطاع موجب ضعف نہیں ہوتا۔

(ب) انتطاع اس لئے موجب ضعف ہوتا ہے کہ ممکن ہے درمیان والا راوی ضعیف ہو اور جب تصحیح ہو جائے کہ فلاں راوی چھوٹا ہوا ہے اور وہ راوی ثقت ہو تو وہ روایت ضعیف شمار نہیں ہوتی ہے۔ یہاں تصحیح ہو گئی کہ متروک راوی ابو زرعہ لکھی ہے جو ثقت ہے اس لئے یہ روایت ضعیف شمار نہ ہوگی۔

(ج) جب دوسری سند مل گئی تو تعدد طرق کی وجہ سے یہ حدیث حسن ظہیرہ بن جائے گی چنانچہ یہی بات غیر مقلدین کے فتویٰ نمبر ایک میں مذکور ہے جس کو ہم بعد میں نقل کریں گے۔

(د) مذکورہ احادیث مرفوعہ کی موافقت دنا نید سے یہ ضعف دور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی سند میں انان لہیدہ راوی ہے لیکن اس کا جواب وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

سوال: آپ لوگ جنازہ میں رفع یدین کیوں نہیں کرتے جبکہ اس حدیث میں عجیرات جنازہ اور عجیرات میدین دونوں میں رفع یدین کرنے کا ذکر ہے؟

جواب: چونکہ عجیرات میدین میں رفع یدین کرنے کی حدیثیں ہیں مگر ترک کی کوئی حدیث نہیں اس لئے اس رفع یدین کو نہیں چھوڑا گیا جبکہ عجیرات جنازہ کے ترک کی احادیث موجود ہیں اس لئے وہ چھوڑ دیا گیا۔

جنازہ میں ترک رفع یدین کے دلائل:

عن انس بن عباس أن رسول الله ﷺ كان يرفع يده على

الخطبة في الأبي تكبيرة ثم لا يرفع يده (دار فلعن ص ۷۵ ج ۶)

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنازہ کی پہلی تکبیر

میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے۔

عن الوليد بن عبد الله بن جميع الهذلي قال رأيت إبراهيم
إذا جلس على الخنزة رفع يديه فكثر ثم لا يرفع يديه فيما
يقى وكان يكثر فرقا (مصنف ابن أبي شيبة ج ٢ ص ٨٠)

ولید بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیمؑ کو دیکھا جب وہ جنازہ پڑھتے ہیں تو وہ
پہلی عجیر میں رفع یدین کرتے ہیں پھر باقی عجیروں میں رفع یدین نہیں کرتے اور وہ چار
عجیریں کہتے تھے۔

عن أبي هريرة أن رسول الله ﷺ كثر على الخنزة فرفع
يديه في الأول تكبيرة ووضع اليدين على اليسرى
(جامع ترمذی ص ٢٠٦ ج ١)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازہ پر عجیر کی اور رفع
یدین پہلی عجیر میں کی اور دائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضور ﷺ کا عمل یہ بتایا کہ آپ نے پہلی عجیر میں رفع یدین کیا
پس رفع یدین کو پہلی عجیر کے ساتھ خاص کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نبی پاک ﷺ باقی
عجیروں میں رفع یدین نہیں کرتے تھے ورنہ اول عجیر کی تفصیل کا لغو ہونا لازم آتا ہے
مادہ ازیں اگر سب عجیروں میں رفع یدین ہو تو پھر فی اول عجیر کی بجائے یوں ہونا چاہئے
فی کل عجیرہ کہ آپ ہر عجیر میں رفع یدین کرتے تھے لیکن حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ نہیں کہا۔

اس سلسلہ میں غیر مقلد محقق علامہ شوکانی کی تحقیق بھی ملاحظہ کیجئے
"والخاص انما لم يثبت في غير التكبيرة الأولى شيئا، فمطلق
بلا غشاح به عن النبي ﷺ والأفعال المشابهة وأقول لهم لا
خلف فيها فثبت أن يقتصر على الرفع عند تكبيرة الإحرام

لَا تَمْنَعُ لِمَنْ يُشْرَعُ مِنْ غَيْرِهَا إِلَّا عِنْدَ الْإِتِّفَاقِ مِنْ رُكْنَيْنِ إِلَى
رُكْنَيْنِ كَمَا فِي سَائِرِ الصَّلَوَاتِ وَلَا إِتِّفَاقٌ فِي صَلَوةِ الْحَنَافَةِ
(نیل الاوطار ج ۴ ص ۶۷ • ماب القراءۃ والصلوة علی

رسول اللہ)

خلاصہ یہ کہ نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے علاوہ دوسری تکبیروں کے رفع یدین کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے کوئی ایسی حدیث نہیں جو جہت بننے کے لائق ہو باقی افعال صحابہ اور اقوال صحابہ موہم جہت ہی نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ تکبیر تحریرہ کے رفع یدین پر اکتفا کیا جائے۔ علاوہ ازیں تکبیر تحریرہ کے ماسوی دوسری تکبیروں میں جب رفع یدین مشروع ہے جہاں میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال ہوا اور نماز جنازہ میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف انتقال ہی نہیں ہے۔ نماز جنازہ میں ترک رفع یدین کے دلائل موجود ہیں جبکہ رفع یدین فی صلوة الجنائزہ کی کوئی دلیل بھی صحیح نہیں اس لئے احناف نماز جنازہ کی ہر تکبیر میں رفع یدین نہیں کرتے۔ غیر مقلدین تکبیرات عید کے رفع یدین کے ترک پر صریح دلیل پیش کریں ہم وہ بھی چھوڑ دیں گے۔ لیکن اس کے ترک پر کوئی صریح دلیل موجود نہیں ہے۔

حدیث نمبر 9..... وَكَانَ امْرُؤٌ عَصْرًا مَعَ نَحْمَتِهِ يَلْبَسُ

بِرَفْعِ يَدَيْهِ مَعَ كُلِّ تَكْبِيرَةٍ

(زاد المعاد لابن قسطل ج ۱ ص ۳۴۳)

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ باوجود اتنا جانتے کے چنپہ کے وہ ہر (نماز عید کی) تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ صحت و ضعف کے بارے میں علامہ ابن قیمؒ نے عالم کا اس اثر کو بغیر کسی تردید کے پورے اعتماد کے ساتھ نقل کرنا اس کے صحیح اور جہت ہونے کی دلیل

ہے۔ نیز غیر مقلدین کے ہر شیخ اکل فی اکل میاں نذیر حسین نے اس اثر کی صحت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور عیدین کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوع صحیح سے ثابت نہیں ہے ہاں حضرت ابن عمر کا ہر تکبیر میں رفع یدین کرنا سند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن کا فعل ہے (فتاویٰ نذیرین ج ۱ ص ۳۵۵)

حدیث نمبر 10۔۔۔۔۔ عن ابن ابراہیم النخعی قال ترفع

الأيدي في سبع مواطن في افتتاح الطلوة وفي التكبير

للطلوة في الترتين وفي العیدین السبع (ملحدوی ج ۱ ص ۱۷۴)

اور انہم نقلی کہ کچھ جگہوں پر رفع یدین کیا جاتا ہے (ان میں سے تین یہ ہیں) نماز کے شروع میں وتروں میں قنوت کے وقت اور عیدین میں۔ چونکہ تکبیر تحریر کے وقت تو ہر نماز رفع یدین کیا جاتا ہے اس لئے عیدین میں رفع یدین سے مراد تکبیرات زادہ کے وقت رفع یدین ہے۔

حدیث نمبر 11۔۔۔۔۔ عن ابن جریج عن عطاء بن رباح عن

نافع بن عبد الحکم عن شکی تکبیرۃ

(السبع الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۹۳)

ابن جریج روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطاء نے فرمایا کہ امام نماز عید کی ہر تکبیر میں رفع یدین کرے۔

حدیث نمبر 12۔۔۔۔۔ قال فضیل بن عیاض عن الحسن بن علی

بنی خلف عن طلحة بن عوف عن ابن ابراہیم النخعی قال ترفع

الأيدي في سبع مواطن (مذاکر فی ذلک العیدین)

(کتاب النجاة ج ۱ ص ۳۰۰)

امام محمد رحمہ اللہ جیسے ہیں ابو حنیفہ نے اپنے استاد حماد بن عمار سے شہرہ کی کہ ابراہیم نخعی نے کہا سات جگہوں میں رفع یدین کیا جائے ان سات جگہوں میں عیدین کا بھی ذکر کیا۔

اجماع امت:

چونکہ ایک قول کے مطابق امام مالک رحمہ اللہ عیدین میں رفع یدین کے قائل ہیں اور دلائل کے لحاظ سے یہی قول قوی اور مضبوط ہے اس لئے بعض محققین نے امام مالک رحمہ اللہ کے قول کی بنیاد پر رفع یدین فی العیدین کو اجماعی قرار دیا ہے کیونکہ جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہو جائیں وہ مسئلہ متفق علیہ اور اجماعی سمجھا جاتا ہے اس پر حوالہ جات ائمہ کے رسالہ تراویح میں ملاحظہ کریں اب عیدین میں رفع یدین کے اجماعی ہونے کا ثبوت ملاحظہ کیجئے۔

۱۔ وَأَتَّقُوا عَلَى رَفْعِ يَدَيْهِ مِنَ التَّكْبِيرَاتِ (رحمۃ الامۃ فی اختلاف الامۃ ص ۶۳) تحمیرات عیدین کے رفع یدین پر ائمہ فقہاء کا اتفاق ہے۔

۲۔ وَأَتَّقُوا عَلَى رَفْعِ يَدَيْهِ مِنَ التَّكْبِيرَاتِ جَلَاءَ مَا لَا يَنْفُسُ فِيهِ وَالْوَلَدِ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۵۳۸ ذکوئہ) اور فقہاء کرام کا تحمیرات عیدین کے رفع یدین پر اتفاق ہے۔ ایک روایت کے مطابق امام ابو یوسف صنف کا اختلاف ہے (لیکن ان سے دوسری روایت رفع یدین کی بھی ہے)

۳۔ وَأَتَّقُوا عَلَى رَفْعِ يَدَيْهِ مِنَ التَّكْبِيرَاتِ وَتَكْبِيرَاتِ الْعِيدَيْنِ (مدافع الصلح ص ۸۵ ج ۱) فقہاء کرام کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتروں میں قنوت کی تحمیر اور عیدین کی تحمیرات کے وقت رفع یدین کیا جائے۔

قیاس شرعی:

شریعت کی چار دہلیوں میں سے چوتھی دلیل قیاس شرعی ہے۔ اور قیاس شرعی کا تقاضا

یہی ہے کہ تکبیرات عیدین میں رفع یدین کیا جائے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ عید کی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کیا جائے یا نہ کیا جائے اس کے لئے احکام شریعت میں غور کیا گیا تو ہمیں ایک اور تکبیر زائدہ کی قسم مل گئی وہ ہے قوت فی الوتر کی تکبیر۔ یہ تکبیر زائدہ ہے اور اس میں بالاتفاق رفع یدین ہے اور چونکہ عیدین کی تکبیرات بھی زائدہ ہیں لہذا ان کا حکم بھی وہی ہونا چاہئے جو قوت کی تکبیر زائدہ کا حکم ہے وہ ہے رفع یدین۔ لیکن شریعت میں اس کی نظیر نہیں ملتی کہ تکبیر زائدہ ہو اور اس میں رفع یدین نہ کیا جاتا ہو۔ البتہ تکبیر زائدہ میں رفع یدین کرنے کی نظیر موجود ہے جو مطلق علیہ ہے وہ ووتروں میں دعائے قوت والی تکبیر ہے۔ لہذا عیدین کی تکبیرات زائدہ کا حکم وہی ہونا چاہئے جو اس کی نظیر کا حکم ہے اور وہ متفق علیہ بھی ہے یعنی تکبیرات زائدہ میں رفع یدین کرنا۔ (مجاہد بن اسحاق ص ۴۷)

(ف) باقی قوت فی الوتر کی تکبیر اور عیدین کی تکبیرات کے زائدہ ہونے کی صراحت سند و حدیث میں مل سکتی ہے۔

کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ ج ۱ ص ۳۵۶ تا ۳۵۸۔ (رواد الغلیل
۱۱۳/۱۱۴ مؤلفہ ناصر الدین البانی۔ شرح معانی الآثار ۱/۱۷۷۔
مرحله ۵/۵۳، ۵۸، ۵۶، ۱۷۵۔ الشفیع لابن الجوزی ۱/۵۰۷، ۵۱۶۔
فتاویٰ عالمگیری ۱/۱۵۰۔ مسوط ۲/۳۷۵۔ محیط برہانی ۲/۲۲۴۔
بدائع الصنائع ۳/۱۰۰۔ تبیین الحقائق ۳/۱۰۲، ۱۰۳۔ لحن الفقہاء
۱/۱۶۷ تا ۱۶۹۔ الحاوی فی فقہ الشافعی ۲/۹۹۱۔ الشرح الکبیر للرافعی
۵/۵۶، ۵۹، ۵۰، ۶۱، ۹۷۔ المجموع للسیوطی ۴/۱۲۳، ۱۲۴۔ حلیۃ
العلاء ۲/۳۵، ۳۶۔ روضة الطالبین شرح الوجہ۔ تہذیب الاسماء للذہبی.
۱/۸۷۶۔ فتاویٰ ابن تیمیہ ۲/۳۶۲، ۲/۵۷۹، ۲/۲۴۰۔

غیر مقلدین کے فتاویٰ جات

غیر مقلدین کے فتاویٰ جات

اس پر کیا دلیل ہے؟ بیٹو! تو جھروا

جواب: اہل حدیث اس بارے میں دو روایتیں پیش کرتے ہیں۔ التلخیص الحیر میں سلمۃ العیدین میں کجیارات کے وقت وقفہ کے متعلق ہے۔ (ابن قولہ) عن عمر رضی اللہ عنہ کہ کان یرفع یدہ عن الشکیرۃ۔ رواہ التلخیص الح و دونوں روایتوں میں ایک ایک راوی متکلم فیہ ہے پہلی میں عبداللہ بن ابیہ وہ صدوق ہے۔ عسلط بعد احضراق کعبہ سنن کا راوی ہے۔ مسلم نے بھی اس سے مقررہ روایت کی ہے (تقریب احمد رب) دوسری میں یحییٰ بن ولید ہے۔ وہ بھی مسلم و سنن ابیہ کا راوی ہے امام بخاری رحمہ اللہ بھی تھیں روایت کی ہے "صدوق کثیر انہ لیس عن الضعفاء" ہے (تقریب احمد رب) یہاں اس کا شیخ محمد بن ولید زبیدی لکھتے ہیں۔ صحیحین کا راوی ہے۔ اگرچہ ان دونوں میں کچھ کلام ہے مگر دونوں روایتوں اور دوسندوں کے ملنے سے ہر ایک کو دوسری سے تقویت حاصل ہو گئی ہے۔ گویا ہر واحد "حسن القیرو" کے درجہ میں ہے لہذا احتمال عمل ہے۔ خصوصاً امام بیہقی و امام ابن منذر کا روایت کر کے اس سے استدلال کرنا اور پھر صدوق سے محدثین کا اس پر قائل

قابل عمل ہے۔ اور یہ فعل حضرت عمرؓ سے مروی ہے۔ (وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا أَهْرِي مِمَّا نَقَدُوا فِيكُمْ فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَيْ نَحْمُ وَنَحْمُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مَشْكُوتًا ص ۵۶۰) واللہ اعلم بالصواب (ابوسعید محمد شرف الدین دہلوی)

(فتاویٰ ثنائیہ جداول ص ۵۲۵) (فتاویٰ علما کے حدیث ج ۳ ص ۸۷۸ ر ۱۷۸)

سوال: ہمارا معمول ہے کہ ہم اجماع حدیث نماز عیدین کی تعمیروں کے ساتھ رفع یدین کرتے ہیں لیکن اس سال نماز عید الفطر کے موقع پر ایک مولوی صاحب نے خطبہ میں بیان کیا کہ تعمیرات عیدین میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اس کی وضاحت فرمائیں

جواب: حنفی ائمہ قدامہ میں ہے۔

وَرَوَى أَبُو الشَّيْخِ مُحَمَّدُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي نَجْمٍ قَالَ سَمِعْتُ
عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي لَا أَهْرِي مِمَّا نَقَدُوا فِيكُمْ
فَاقْتَدُوا بِالَّذِينَ مِنْ بَعْدِي أَيْ نَحْمُ وَنَحْمُهُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ مَشْكُوتًا ص ۵۶۰

یعنی روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تعمیرات عیدین کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ہر نماز کی تعمیر کو شامل ہے اور حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ ہماز سے میں اور عیدین میں ہر تعمیر کے ساتھ ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس کو ائمہ نے روایت کیا ہے اور صحابہ کرام میں اس مسئلہ میں حضرت عمرؓ کا خلاف کرنے والا کوئی معلوم نہیں۔
حضرت عمرؓ کے اس فعل کو حنفی نے بھی جلد ۳ صفحہ ۲۹۳ میں روایت کیا ہے لیکن اس میں ایک راوی ابن ابیہ ضعیف ہے۔

نیز ابو داؤد، دارقطنی، ترمذی میں بقیہ کے واسطے سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کی طرف کھڑے ہوتے تو ہر تکبیر میں رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ نماز پوری ہو جاتی

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صحیح المسند میں لکھتے ہیں کہ امام ابن المنذر راوی امام ترمذی نے اس حدیث سے تکبیرات عیدین میں ہاتھ اٹھانے پر استدلال کیا ہے کیونکہ یہ حدیث عام ہے اور بقیہ کی موافقت ابن اثیر الزہری نے بھی کی ہے۔ بقیہ راوی ضعیف ہے لیکن ابن اثیر الزہری کی موافقت سے اس کی حوائی ہو گئی۔

(فتاویٰ الجندی، جلد دوم ص ۳۰۲) (فتاویٰ علمائے حدیث، جلد ۳ ص ۱۹۵)

نماز عید اکیلے پڑھنا جائز نہیں:

نماز عید کے جواز و صحت کے لئے جماعت شرط ہے۔ کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر خیر القرون یعنی صحابہ و تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ تک ہمیشہ نماز عید جماعت کے ساتھ ادا کرنے کا معمول رہا ہے۔ پس نماز عید کی جماعت پر دوام، اجماع عملی اور امت کا توافق و تواتر واضح دلیل ہے کہ نماز عید کے جواز کے لئے جماعت شرط ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۱۶ میں ہے "وَالْمَخَصَّاعَةُ شَرْطٌ لَا تَقْبَلُهَا مَا أُذِنَتْ إِلَّا بِمَخَصَّاعَةٍ" "نماز عید کے لئے جماعت شرط ہے کیونکہ نماز عید بھی جماعت کے بغیر ادا نہیں کی گئی" حتیٰ کہ نواب صدیق حسن خان بھی تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عید ہمیشہ جماعت کے ساتھ پڑھی ہے۔ پاری زندگی میں آپ نے ایک مرتبہ بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی، خلفائے راشدین نے بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی، صحابہ کرام نے بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی، تابعین اور تبع تابعین نے بھی بغیر جماعت کے نماز عید نہیں پڑھی لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین کا فتویٰ یہ ہے۔ نواب صدیق حسن خان بدورالاجلہ ج ۱ ص ۸۷ پر لکھتے ہیں "واصل در نماز صحت او بطور فرادی ست چنانکہ بجماعت صحیح ست و نماز عید نمازی از نماز ہاست پس تنہا و با جماعت ہر دو صحیح باشند و ہر کہ فرادی را صحیح نمیکند یہ بروی دلیل ست و لکن اردن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکرر بجماعت صالح جہت باشند" یعنی ہر نماز میں قانون یہ ہے کہ وہ جیسا کہ باجماعت صحیح ہے ایسے ہی تنہا صحیح بھی صحیح ہے۔ اور نماز عید بھی دوسری نمازوں کی طرح ایک نماز ہے اس لئے یہ بھی تنہا صحیح اور باجماعت دونوں طرح صحیح ہے۔ اور جو شخص تنہا نماز عید پڑھنے کو صحیح نہیں کہتا اس کے

ذمہ دہل ہے۔ اور آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا عمل
تحت بننے کی علامت نہیں رکھتا۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں کہ ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح دائمی
عمل ہے یعنی صریح حدیث ہے کہ آپ ہمیشہ نماز عید باجماعت ادا کرتے رہے ہیں ایک
مرتبہ بھی آپ نے نماز عید بغیر جماعت کے نہ خود ادا کی نہ کسی دوسرے کو ادا کرنے کا حکم دیا۔
لیکن اس کے مقابلہ میں غیر مقلدین کے ثواب صاحب پہلے خود ایک اصول وضع کرتے ہیں
فرماتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ ہر نماز اکیلے اور باجماعت دونوں طرح صحیح ہے پھر باقی
نمازوں پر نماز عید کو قیاس کر کے اس میں بھی دونوں طریقوں کے صحیح ہونے کا حکم لگاتے
ہیں۔ جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کو حجت نہ مانے اور اس کے خلاف عمل
کو صحیح قرار دے، جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح صریح مرفوع حدیث کے ہوتے
ہونے اس کے مقابلہ میں قیاس کر کے اپنی رائے کو قیاس پر عمل کرے اور حدیث کو چھوڑ دے
اس کا غیر مقلدین کے نزدیک شرعی حکم کیا ہے؟ اور جو اس کو دہلی من میں سے مانے اس کا حکم
کیا ہے؟

مذہبہ :

غیر مقلدین کے عجائبات میں سے ایک عجیبہ یہ ہے کہ انہوں نے تین علاقوں کے
مسئلہ میں ایک ضعیف ترین حدیث اور دوسری حدیث کے مفہوم میں تحریف کر کے ایک
مجلس کی تین علاقوں کو ایک قرار دے کر حضرت عمر فاروق، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن
مسعود، عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرامؓ کے تین علاقوں
کے فتاویٰ کو رد کر دیا۔ اذان جمعہ کے مسئلہ میں عہد نبوت کے عمل کی آڑ میں خلیفہ راشد حضرت
عثمانؓ کے عہد میں صحابہ کرامؓ کے اجماع سے شروع ہونے والی پہلی اذان جمعہ کو رد کر دیا اور

حضور ﷺ کے حکم علیکم ہستی و منة الخلقاء الراشدين والے حکم کی اور اجماع صحابہ کی پرواہ نہ کی۔ اور عید باجماعت کے مسئلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کو روکر کے اپنی رائے اور اپنے قیاس کے حج و کار بن گئے۔

دراصل غیر مقلدین کا طرز عمل بتا رہا ہے کہ ان کو نہ قول رسول سے پیار ہے نہ قول صحابہ سے۔ نہ ان کے دل میں عمل رسول کی اہمیت ہے نہ عمل صحابہ کی۔ بلکہ یہ حدیث رسول کی بجائے حدیث نفس اور اپنی رائے و قیاس کے حج و کار ہیں اگر جی میں آئے تو عمل رسول کے پردہ میں صحابہ کرام کے اجماعی عمل و فتویٰ کو رد کریں اور اگر جی نہ چاہے تو اپنی رائے کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائمی عمل کو رد کریں۔

عید کے دن نماز جمعہ کا شرعی حکم:

رسول اللہ ﷺ کی عبادت کا حال صحیح بخاری میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ رات کو اتنا طویل قیام کرتے کہ پاؤں مہارک سوچ جاتے، اور ساری رات قیام کرنے کے بعد فرماتے اے اللہ! آپ کی ذات عالی کا جو حق عبادت تھا وہ ہم سے ادا نہیں ہو سکا۔ اسی طرح آپ ﷺ صبحی و افطاری کھائے بغیر کئی کئی دن لگا جا رہوڑے رکھتے اور اگر گھر میں کسی وقت کچھ ورہم، دینار بچا جاتے اور مستحق تک نہ پہنچ سکتے تو آپ ﷺ بے چین اور پریشان ہو جاتے کہ اگر اسی حالت میں موت آگئی تو اللہ کے حضور کیسے حاضری دوں گا؟ اسی طرح ابو بکر صدیقؓ اپنے گھر کا پورا اثاثہ نبی ﷺ کے قدموں میں ادا کر دیتے ہیں، عمر فاروقؓ اپنا آدھا مال قربان کر دیتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کثرت سے نوافل پڑھنے والے خوش نصیب لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں سب اہل کتاب برابر نہیں ان میں ایسی جماعت ہے جو رات کو قیام کرتی ہے۔ آیات اللہ کی تلاوت کرتی ہے اور وہ عید روز ہو جاتی ہے۔ اور ہر چیز میں سہتہ کرتی ہے حقیقت کے اعتبار سے یہی نیکوکار ہیں (پ ۳) کثرت سے صدقات کرنے والوں کی توصیف و تعریف میں قرآن نے کہا جو لوگ رات دن غلبہ اور اعلائیہ اپنے اموال کو اللہ کے روبرو خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں بڑا اجر ہے ان پر نہ خوف ہو گا نہ وہ قسطن ہو گئے (پ ۳)۔ قرآن کریم میں حکم ہے کہ اللہ کا کثرت کے ساتھ ذکر کیا کرو (پ ۲۲)۔ نیز فرمایا عقلمند وہ لوگ ہیں جو کھڑے بیٹھے لینے یعنی ہر حالت میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کا مزاج قلت عبادت:

لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین کی افراط و تفریط، طبعی مزاج اور جماعتی ذہن کثرت عبادت کے شوق کی بجائے قلت عبادت کا ذوق ہے اور عبادات و معاملات میں عزیمت پر عمل کرنے کی بجائے رخصت پر عمل کر کے ایک طرف تو خواہشات نفس کی تسکین و تکمیل کرتے ہیں دوسری طرف اپنی اس کمزوری کو چھپانے کیلئے اپنی عزیمت حضرات کے بارے میں بدگمانی پیدا کرتے ہیں۔ نیز غیر مقلدین کثرت عبادت، کثرت ذکر اور زیادہ صدقات و خیرات کرنے کو پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ غیر مقلدین حضرات کے سرفیل، جناب لو اب صدیق حسن خاں اپنے فرقہ مودین (غیر مقلدین) کی خصوصیات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "نیز کثرت نوافل نماز و صدقات و وظائف فرقہ مودین کے یہاں نہیں ہے"

(ترجمان واپس ۶۴)

غیر مقلدین عملاً بھی اپنے اس اصول کو اپناتے ہوئے ہیں چنانچہ (۱) فرض نمازوں کے بعد نوافل نہیں پڑھتے (۲) عشاء کی نماز میں صرف چار فرض دو سنتیں اور ایک وتر پڑھتے ہیں (۳) ان کے نزدیک تراویح نفل ہے جو چاہے پڑھے اور جو چاہے نہ پڑھے (۴) تراویح میں رکعت کی بجائے آٹھ رکعت پڑھتے ہیں اور اب تو انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ چونکہ وتر اور تراویح ایک نماز ہے لہذا تراویح ایک رکعت بھی جائز ہے (منہاج المسلمین ۲۸۳) (۵) چونکہ ان کے نزدیک تراویح و تہجد ایک نماز ہے اس لئے ماہ رمضان بیسے مقدس مہینہ میں تراویح کے بعد تہجد نہیں پڑھتے (۶) ہمد کے بعد صرف دو رکعت پڑھتے ہیں (۷) ان کے ہاں شب برائت کے نوافل بدعت ہیں (۸) ان کے ہاں صلوة الشیخ بدعت ہے (۹) جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے پر قصاص نہیں صرف اس کے ذمہ توپ ہے (عرف الجادی ۳۵) (۱۰) امام بے وضو یا حالت جنابت میں نماز پڑھانے یا کوئی کافر

(مثلاً قادیانی، رافضی، یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو) امام بن کر نماز پڑھادے تو مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے وہ بارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں (نزل الامارۃ ص ۱۰۱-۱۰۲) (۱۱) کپڑوں پر شیرخوار بچہ چڑھ کر دے تو صرف اس پر پانی چھڑک دیں (عرف الہادی ص ۱۰) (۱۲) اگر نماز کا بدن پاک ہو تو اس کی نماز باطل نہیں (بدورالابلہ ص ۳۸) (۱۳) سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے (بدورالابلہ ص ۳۹) (۱۴) تجس کپڑوں میں جان بوجھ کر جلا بذر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے (مذکورہ بالا) (۱۵) نماز کے صحیح ہونے کیلئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں (بدورالابلہ ص ۴۰) (۱۶) عورت صرف مردوں کی امامت کرے یا مرد صرف عورتوں کی امامت کرے اس کی ممانعت پر کوئی صریح حدیث نہیں (عرف الہادی ص ۷۷) (۱۷) اگر مرد اکیلا عورت کو نماز پڑھائے تو جائز ہے اس کے منع پر کوئی دلیل نہیں ہے (بدورالابلہ ص ۶۲) (۱۸) اگر کسی کا گھر مسجد سے کچھ فاصلے پر ہو تو اس پر جمعہ کی نماز واجب نہیں اگرچہ وہ اذان کی آواز سنتا ہو (عرف الہادی ص ۴۱) (۱۹) زوال سے پہلے جمعہ جائز ہے (ایضاً) (۲۰) حالت نماز میں ہاتھ کے اشارہ سے سلام کا جواب دینا سنت ہے (۲۱) شراب پاک ہے (نزل الامارۃ ص ۳۱) شراب پینے پر حد نہیں (نزل الامارۃ ص ۲ ص ۲۹۹، کنز المصابیح ص ۱۰۳، عرف الہادی ص ۴۱۳، بدورالابلہ ص ۳۶، الدرر المنجید ص ۲ ص ۲۸۳، ۴۴) حلال جانور کا آکر تکامل، خصلتین، مادہ کی چڑھاؤ، گاو، نعروں، مثلاً، پتہ، جلا کر بہت حلال ہیں (فتاویٰ نذیریہ ص ۳ ص ۳۲۰، ۳۲۱) (۲۲) مرغ کی قربانی اور اٹھ سے کی قربانی جائز ہے (فتاویٰ سناریہ ص ۳ ص ۱۳۰) (۲۳) اگر امام نے بھول کر زوال سے پہلے ظہر کی نماز پڑھا دی تو مقتدیوں کی نماز ہوگی (بدورالابلہ ص ۲۳) (۲۴) تنہا نماز عید پڑھنا صحیح ہے اور آنحضرت ﷺ کا نماز عید ہمیشہ باجماعت پڑھنا ہمارے لئے حجت نہیں ہے (بدورالابلہ ص ۸) (۲۶) خطیب کا خطبہ میں پاؤں نہ ہونا اور سامعین کا خاموش رہنا شرعی دلیل سے ثابت نہیں (بدورالابلہ ص ۹)

فرضیکہ غیر مقلدین حضرات نے قرآن وحدیث کی آڑ میں دین پرستی کی بجائے خواہش پرستی اور نفس پرستی کی خوب راہ ہموار کی ہے۔ ان کے خواہشات مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں یعنی عید جمعہ کے دن ہو تو ان کے نزدیک عید کے بعد جمعہ کی چھٹی ہے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے بلکہ ان کے نزدیک اس دن جمعہ کو چھوڑنا مرد و ست کو زائد کرتا ہے اور نماز ظہر کا چھوڑ دینا بھی پڑھنے کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے جبکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک عید کے بعد حسب دستور جمعہ کو اپنے وقت میں پڑھنا فرض ہے عید کی وجہ سے جمعہ کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی۔ چونکہ اس سال ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء۔ ۱۴۳۲ھ کو داری خوش نصیبی ہے کہ عید و جمعہ جمع ہو رہے ہیں غیر مقلدین حضرات اپنے خود ساختہ مذہب کے مطابق ممکن ہے خطبہ عید کے بعد جمعہ و ظہر دونوں کا صرف جمعہ کی چھٹی کا اعلان کر کے بے چارے بے علم مسلمانوں کو پریشان کریں اور ان کی مسلمانوں کا جمعہ بلکہ تعمیر خراب کر کے اس فحشی کے دن میں شیطان یمن کو بھی غیر شعوری طور پر خوش کریں اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کی پوری وضاحت کر دی جائے تاکہ ہمارے مسلمان بھائی اس پر یقینی اور فرقہ واریت کی لعنت سے بچ جائیں اور اپنے جمعہ کو بھی خراب ہونے سے بچالیں اور قرآن وحدیث کے نام پر دھوکہ دینے والے فتنہ دشمن فرقہ کو اور وحدت امت کو پارو پارو کر کے والے مانا سر کو بھی پہچان لیں۔

مسئلہ نمبر ۱: جب جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو جن لوگوں پر جمعہ فرض

ہے حسب دستور ان پر جمعہ فرض ہی رہتا ہے۔ عید کی وجہ سے ان سے جمعہ ساقط نہیں ہوتا

دلیل ۱: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَوَدَّيَ لِلْعُسْلُفَةِ مِنْ تِلْكَ الْخُفَّةِ فَاسْتَعُوا إِلَيَّ ذِكْرَ اللَّهِ وَذَكْرَ النَّبِيِّينَ الْأَمْيَّةِ "اسے ایمان والو! جب نماز جمعہ کیلئے اذان لگئی جائے تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید و فروخت۔ اس آیت کے مطابق مراکز خرید و فروخت

(یعنی شہر، مضائقہ شہر اور قصبات) میں رہنے والے اہل ایمان پر جو فرض ہے اور یہ فرضیت تمام نعموں کو شامل ہے اس سے کوئی جمعہ بھی مستثنیٰ نہیں یہ آیت اپنے اس عموم میں قطعی ہے۔ اس کے اس عموم کو اس جیسی قطعی دلیل سے ختم کیا جاسکتا ہے مگر اس سے کمزور وجہ کی کسی دلیل سے اس عموم کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔ لہذا یہ عام حکم عید کے دن کا جمعہ ہو یا اس کے علاوہ سب کیلئے ہے پس عید والے دن کے جمعہ کی رخصت قرآن کے اس قطعی حکم کے خلاف ہے۔

دلیل ۲: عَنْ الشُّعْبَانِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْعِيدَيْنِ وَفِي الْجُمُعَةِ يَسْتَبِيحُ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَابِيَةِ قَالَ وَإِذَا اجْتَمَعَ الْعِيدُ وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ يَقْرَأُ بِهَذَا كُفَّاتُ الْمَلُوكِ (صحیح مسلم ۲۸۸/۱، کتاب الجمعة، سنن نسائی ۶۳۶/۱، باب القراءة فی العیدین و ۲۳۵/۱، باب اجتماع العیدین، جامع ترمذی ۱۱۹/۱، باب القراءة فی العیدین، سنن بیہقی ۲۰۱/۳، باب القراءة فی صلاة الجمعة، و ۲۹۵/۳، باب القسم لکافی العیدین، مصنف ابن ابی شیبہ ۸۱۶۲، باب القراءة فی العیدین، حدیث ۲، و ۹۲/۲، باب فی العیدین بجمعان، حدیث ۵)۔

”نعمان بن شہر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو دنوں عیدوں میں اور جمعہ میں رکعتیں پڑھتے اور اہل بیت کا حدیث الغابۃ پڑھتے تھے اور جب عید جمعہ ایک دن میں جمع ہو جاتے تو بھی آپ یہ دونوں سورتیں دونوں نمازوں میں پڑھتے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس دن عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو نبی پاک ﷺ کی سنت یہ ہے کہ دونوں نمازیں پڑھی جائیں کیونکہ آپ ﷺ دو دنوں نمازیں پڑھتے تھے۔

دلیل ۳: أَلْ عَلِيٌّ كَانَ إِذَا اجْتَمَعَ فِي يَوْمٍ وَاحِدٍ صَلَّى فِي

أَوَّلِ الشَّهْرِ الْعِيدَ وَصَلَّى فِي آخِرِ الشَّهْرِ الْجُمُعَةَ

(مصنف عبد الرزاق ۳۰۵/۳)

”محمد بن عبد الرزاق (جو امام بخاری رحمہ اللہ کا استاد ہیں اور امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں ان سے تقریباً 120 احادیث روایت کی ہیں) اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ جب ایک دن میں عید اور جمعہ جمع ہو جائے تو حضرت علیؓ دن کے اول حصہ میں نماز عید پڑھاتے اور دن کے آخری حصہ میں نماز جمعہ پڑھاتے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید و جمعہ کے ایک دن میں جمع ہونے سے جمعہ کی فرضیت وقت اور طریقہ ادا کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں آتا ہر نماز کو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا ضروری ہے جیسا کہ مذکور بالا حدیث میں عید اور جمعہ کے اپنے اپنے وقت میں پڑھنے کی صراحت ہے۔ حضرت علیؓ کے زمانہ میں ہزاروں صحابہ کرام اور ہزاروں اکابر تابعین موجود تھے ان میں محدثین، مفسرین، فقہاء بھی تھے۔ انہوں نے بھی حضرت علیؓ کے طریقہ کے مطابق نماز عید و نماز جمعہ پڑھی ہوگی کسی نے بھی نکتہ امتزاج نہیں اٹھایا اس لئے یہ طریقہ اس وقت کے موجود تمام صحابہ و تابعین حضرات کا اجماعی طریقہ سمجھا جائیگا۔

مسئلہ ۲:

جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں اگر وہ ایسی جگہ نماز عید آکر پڑھیں جہاں جمعہ فرض ہے تو امام خطبہ عید کے بعد اگر مناسب سمجھے تو یہ اعلان کر دے کہ یہاں لوگ جن پر جمعہ فرض نہیں اگر وہ چاہیں تو جمعہ تک ٹھہر جائیں اور جمعہ پڑھ کر جائیں اور اگر چاہیں تو ان کو جانے کی اجازت ہے۔ خصوصاً جبکہ عید قربانی جمعہ کے دن ہو تو اس دن خطبہ عید کے بعد قربانی کی مصروفیت کی وجہ سے اس اعلان کی ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے لیکن جن لوگوں پر جمعہ فرض ہے ان کے لئے جمعہ کا چھوڑنا ہرگز جائز نہیں اور حسب معمول جمعہ ادا کرنا ضروری اور فرض ہے۔ البتہ یہاں لوگ عید کے بعد جمعہ تک انتظار کرتے رہیں تو یہ بھی اگلے لئے مشکل ہے اور اگر واپس جا کر دوبارہ آئیں تو اس میں بھی مشقت ہے اور اگر جمعہ کے دن عید الاضحیٰ ہو تو

بھی قربانی مشقت میں اور بھی ادا ہوتا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ نے ایسے لوگوں کے لئے جمعہ کے اختیاری ہونے کا اعلان کیا اور خلفاء راشدین نے بھی یہ اعلان کیا۔

دلیل نمبر ۱ : قَالَ أَبُو عُبَيْدٍ تَمَّ شَهْدُكَ مَعَ غُثَّاءٍ وَثَنَانٍ ذَلِكَ

يَوْمَ الْخُصْفَةِ مَضَى قَبْلَ الْخُطْبَةِ تَمَّ حُطْبُ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ هَذَا يَوْمٌ قَدْ اجْتَمَعَ لَكُمْ فِيهِ عِبَادَانِ قَمَرٌ أَحَبُّ أَنْ يُسَظَرَ الْخُصْفَةُ مِنْ أَقْبَلِ الْغَوَالِي قَسْبَطُ وَمَنْ أَحَبَّ أَنْ يُمَرَّ جَمْعٌ فَقَدْ أَذِنَتْ لَهُ (صحيح بخاری ج ۲ ص ۸۳۵، باب ما يوكّل من لحوم الإطحاسی۔ مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۳۰۵، باب اجتماع العیدین۔ مؤطا امام مالک ۱۶۵، باب الأمر بالصلاة قبل الخطبة في العیدین۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۹۱، باب في العیدین يجتمعان حديث ۶۔ سنن بیہقی ج ۳ ص ۳۱۸، باب اجتماع العیدین۔ مؤطا امام محمد ۱۳۹، باب صلاة العیدین وأمر الخطبة۔ کتاب الام للامام الشافعی ج ۱ ص ۲۳۹، باب اجتماع العیدین)

”ابو عبید کہتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے پاس حاضر ہوا اور وہ جمعہ کا دن تھا پس آپؓ نے خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھائی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو! بے شک یہ ایام دن ہے جس میں تمہارے لیے دو عیدیں جمع ہیں (یعنی عید اور جمعہ) پس اہل دیہات میں سے جس کو پسند ہو کہ وہ جمعہ کا انتظار کرے وہ انتظار میں بیٹھ جائے اور جس کو واپس لوٹ جانا پسند ہو اس کو میری طرف سے اجازت ہے۔ اس حدیث میں صراحت ہے کہ یہ اجازت اور جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار صرف اہل دیہات کیلئے تھا اہل مدینہ کیلئے نہ تھا اور نہ اہل دیہات کی تفصیص بے فائدہ اور بے معنی ہو جاتی ہے۔ نیز اگر یہ اختیار اور جمعہ کی رخصت شریعت کی جانب سے سب کیلئے ہے تو حضرت عثمانؓ کا صرف اہل دیہات کو خاص کرنا خلاف شرع ہو

گیا اور اگر حضرت عثمانؓ کا اہل دیہات کو اختیار دینا اہل مدینہ کو اختیار نہ دینا شریعت کے مطابق ہے اور یہی سنت نبویہ اور شریعت کا مسئلہ ہے تو غیر مقلدین کا ایسے موقع پر بلا تفریق سب مسلمانوں کیلئے جمعہ کو اختیاری بنانا اور جمعہ کی پچھلی دینا خلاف شریعت ہوگا۔ پھر بات صرف حضرت عثمانؓ کی نہیں بلکہ اس وقت کے موجود ہزاروں صحابہ کرامؓ و تبعین عظام میں سے کسی ایک نے بھی حضرت عثمانؓ پر اہل دیہات کی تخصیص کرنے پر کوئی روک ٹوک نہیں کی جس کا مطلب یہ ہوا کہ تمام صحابہؓ و تبعین اس اختیار اور جمعہ کی رخصت کو اہل دیہات کیلئے ہی مانتے ہیں۔ ورنہ اہل دیہات کی تخصیص کرنے پر وہ خاموش نہ رہتے۔

اب ایک طرف غیر مقلدین کی ہما مت ہے جو ایک دن عید و جمعہ کے جمع ہونے کی صورت میں سب کیلئے جمعہ کو اختیاری بناتے ہیں حتیٰ کہ امام کو بھی اختیار ہے کہ وہ جمعہ پڑھائے یا نہ پڑھائے بلکہ غیر کا چھوڑ دینا بھی ان کے نزدیک اولیٰ ہے ورنہ یہی طرف خلاف راشدین اور جماعت صحابہؓ و تبعین حضرات ہیں جو جمعہ کا اختیاری ہونا صرف ان لوگوں کیلئے مانتے ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں اور جن پر فرض ہے ان کیلئے اختیاری نہیں۔ ان پر ہر صورت میں جمعہ پڑھنا فرض ہے۔ آپ کو جن کی رفاقت اور جن کے ساتھ الہام پسند ہے اپنے لئے ان کا انتخاب کر لیں۔ لیکن اس آیت کو ضرور ذہن میں رکھیں اور وہ لوگ جو سبقت کرنے والے ہیں یعنی مہاجرین و انصار اور وہ لوگ جنہوں نے خوب ان کی تائیداری کی اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اللہ نے ان کے لئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے پھلے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ جمعہ کے دن دو عیدیں جب جمع ہوں گی جب دونوں نمازیں پڑھی جائیں اور اگر نماز عید پڑھی جائے اور جمعہ کی ہر ایک کو رخصت دیدہ بھائے اور جمعہ چھوڑ دیا جائے تو دو عیدیں کیسے جمع ہوں گی؟

دلیل نمبر ۲: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ اجْتَمَعَ عِدَانُ

عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ إِنَّهُ قَدْ اجْتَمَعَ عِدْلُكُمْ هَذَا وَالْخُفَّةُ وَالْأَمْحَقَةُ
فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُجْتَمَعَ فَلْيَجْتَمِعْ فَلَمَّا صَلَّى الْعِيدُ جُمُعَ (سنن بیہقی ج ۳ ص ۳۱۸،
باب اجتماع العبدین۔ سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۶۵۳، باب اذا وافق يوم الجمعة
يوم عید۔ مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۳۰۴۔ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۸۸،
باب کیف اذا اجتمع العید والجمعة)

”حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں دو عیدیں جمع ہو
گئیں سو آپ نے فرمایا تمہاری یہ عید اور جمعہ ہو گئے ہیں اور بے شک ہم لازماً جمعہ قائم
کریں گے پس جو جمعہ ادا کرتا چاہے وہ جمعہ ادا کرے۔ سو جب آپ نے نماز عید پڑھا دی تو
(جمعہ کے وقت میں) جمعہ قائم فرمایا۔ اس حدیث میں اِنَّا عَمِیرُ جُمُعَ عظیم جمع عظیم ہے جس میں رسول
اللہ ﷺ سمیت سب اہل مدینہ شامل ہیں کیونکہ اس سے کسی مدینہ والے کا استثناء نہیں کیا
گیا اور پھر جملہ اسیہ مؤکد ہے جو اس مفہوم کو ادا کرتا ہے کہ ہم سب اہل مدینہ یعنی جن پر
جمعہ فرض ہے وہ تو لازماً جمعہ ادا کریں گے البتہ ان کے علاوہ وہ لوگ جن پر جمعہ واجب نہیں
ان کو اختیار ہے چاہے جمعہ ادا کریں اور چاہے وہ ایسے چلے جائیں چنانچہ آپ ﷺ نے اس
اعلان کے بعد جب جمعہ کے وقت میں جمعہ ادا فرمایا۔ اور لازماً جمعہ ادا فرمانے کا معنی یہ ہے
کہ ان پر جمعہ لازم ہے یہی روایت سنن ترمذی میں موصول ہے اس میں اَقْبَلُ الْعَوَالِمِ کی قید
مذکور ہے اگرچہ بقول ترمذی یہ ضعیف ہے تاہم مذکورہ بالا مفہوم کی تائید کے لئے کافی ہے۔

دلیل نمبر ۳: عَنْ ابْنِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ

ﷺ أَنَّهُ قَالَ قَدْ اجْتَمَعَ عِدَانُ فَمَنْ تَوَسَّعَ هَذَا عِدَانُ فَمَنْ شَاءَ أَخْرَاجَهُ مِنَ
الْخُفَّةِ وَالْأَمْحَقَةِ إِنَّهُ اللَّهُ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۳)

”حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے اس دن میں دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں پس جو چاہے یہ عید ہی اس کے لئے جمعہ کے عوض کافی ہے لیکن ہم لازماً جمعا داکریں گے انکا ما اللہ“

انکا ما اللہ کا لفظ بتا رہا ہے کہ آپ نے نماز عید کے بعد فوراً جمعا داکریں فرمایا تھا بلکہ نماز جمعہ کو جمعہ کے وقت میں ہی ادا فرمایا۔ اور انا مُجْتَمِعُونَ میں جمع حکم کی ضمیر اور مُجْتَمِعُونَ کا صیغہ جمع سب اہل مدینہ کو شامل ہے اس لئے عید کے بعد جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار ان لوگوں کیلئے ہو گا جن پر جمعہ فرض نہیں۔ اگرچہ صیغہ جمع کا مصداق تین افراد سے پورا ہو جاتا ہے مگر عام کو اپنے عموم پر رکھنا اصل ہے اور اس میں تخصیص خلاف اصل ہے اور خلاف اصل کی بجائے اصل پر باقی رکھنا زیادہ بہتر ہے جبکہ یہ عموم مؤید بالذات لاکل بھی ہے اور تخصیص کا احتمال محض وہم ہے اس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل ہو جو نہیں۔ علاوہ ازیں اگر تین افراد پر فرضیت باقی ہو تو وہ تین کون سے ہوں گے اس تخصیص و تخصیص کے لئے بھی دلیل کی ضرورت ہے۔ نیز آپ تین افراد پر جمعہ فرض ہوا تو پھر بھی مطلقاً جمعہ کی فرضیت کو ساقط کرنا غلط ہوا۔

دلیل نمبر ۴: حنفی بن ماریا عن جعفر عن ابیہ کی سند سے نقل

کرتے ہیں اِجْتَمَعَ عِدَّتَانِ عَلٰی عَقْدٍ عَلَيْنِ فَلَسَّهٖ بِهِمْ طَعْنٌ ثُمَّ قَالَ اَنَا مُجْتَمِعُونَ
قَسْرٌ اُرَادَ اَنْ يُّطْلَقَ فَلَسَّهٖ (مصنف ابن ابی شیبہ ص ۶۲)

”حضرت علیؓ کے زمانے میں دو عیدیں جمع ہو گئیں۔ حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو نماز عید خود حاضر ہو کر پڑھائی پھر فرمایا ہم لازماً جمعا داکریں گے سو جس کا جمعہ میں حاضر ہو نہ اراۃ ہو وہ حاضر ہو جائے۔“

اس اثر میں اِنَّا مُجْتَمِعُونَ جمع حکم کی ضمیر ہے جو سب اہل مدینہ کو شامل ہے لہذا

اس کے مقابل بعد ۱۱ بجے جس میں جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کا اختیار دیا گیا ہے اس کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ ہوگا اور وہی اس کے مخاطب ہوں گے جن پر جمعہ فرض نہیں۔

دلیل نمبر ۵: عَنِ الرَّزَاقِيِّ عَنِ ابْنِ خُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي بَعْضُ أَهْلِ السُّنَنِ عَنْ قَبْرِ وَاحِدٍ مِنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ اجْتَمَعَ فِي رَمَانِهِ يَوْمَ خُمْسَةٍ وَيَوْمَ بَعْثِهِ يَوْمَ خُمْسَةٍ وَأُخْبِرَ فَضْلِي بِالنَّاسِ الْعَبْدِ الْأَوَّلِ لَمْ يَخْطُبْ فَأُذِنَ لِلْأَنْصَارِ فِي الرُّخُوعِ إِلَى الْعَوَالِي وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ فَلَمْ يَزَلِ الْأَمْرُ عَلَى ذَلِكَ تَعَذُّ

(مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۳۰۴)

”امام بخاری کے دادا امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اقابن جریر سے نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے بعض اہل مدینہ نے اور دوسرے بے شمار اہل مدینہ سے خبر دی کہ نبی ﷺ نے جمعہ میں جمعہ اور عید الفطر یا جمعہ اور عید قربانی جمع ہو گئے پس آپ ﷺ نے لوگوں کو پہلی عید پڑھا کر خطبہ دیا پھر انصار کو اپنی بیٹیوں کی طرف لوٹے اور جمعہ چھوڑنے کی اجازت دی اس کے بعد ہمیشہ یہی طریقہ جاری رہا“

اس حدیث میں جاری وضاحت ہے کہ نبی ﷺ نے عید پڑھانے کے بعد دیہات سے آئے ہوئے انصار کو واپس جانے اور جمعہ چھوڑنے کی اجازت دی جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اجازت صرف ان لوگوں کیلئے ہے جن پر جمعہ فرض نہیں نہ کہ ان لوگوں کیلئے جن پر جمعہ فرض ہے اور اس بات کے راوی بے شمار صحابہ کرام ہیں اس حدیث میں یہ بھی وضاحت ہے کہ آپ کے اس اعلان کے بعد ہمیشہ یہی طریقہ جاری رہا کہ جب بھی عید اور جمعہ جمع ہو جاتے تو عید کے بعد اہل دیہات یعنی جن لوگوں پر جمعہ فرض نہیں ان کو جمعہ پڑھنے اور نہ پڑھنے کا اختیار دے دیا جاتا ہے اور اہل دیہات کو اختیار دینا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ عید و جمعہ جمع ہونگی صورت میں عید ادا کرنے کے باوجود مدینہ میں جمعہ ضرور پڑھا جاتا تھا اور نہ اہل

دیہات کو جمعہ پڑھنے نہ پڑھنے کے اختیار دینے کا کیا مطلب؟ لہذا دیہاتیوں کو اختیار دینا ہی تھا نہ کرتا ہے کہ اہل شہر پر جمعہ کا حکم کرنا فرض ہے تاکہ اگر وہ جمعہ میں شامل ہوں چاہیں تو شامل ہو سکیں اور اگر جمعہ کی فرضیت بالکل ساقط ہو جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر جمعہ کوئی بھی نہ پڑھے تو جائز ہے اب سوال یہ ہے کہ اندر میں حالت جمعہ پڑھنے والی شق کو کیوں ذکر کیا گیا؟ یعنی آپ نے کیوں فرمایا کہ جو چاہے جمعہ ہمارے ساتھ پڑھ کر جائے اور اگر یہ کہا جائے کہ چند افراد پر جمعہ کی فرضیت کا باقی رہنا ضروری ہے تاکہ جمعہ پڑھنے والی شق پر عمل ہو سکے تو یہ حدیث عام نہ رہی بلکہ عداۃ مخصوص منہ البعض بن گئی اور حنفی حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ حدیث عام نہیں بلکہ اہل عموالی اور جن پر جمعہ فرض نہیں ان کے ساتھ خاص ہے۔ فرق یہ ہے کہ حنفیوں نے جو تخصیص کی ہے اس پر دوسری احادیث دلیل ہیں یعنی وہ احادیث جن میں اہل عموالی کی قید ہے جبکہ غیر مقلدین نے جو تخصیص کی ہے وہ بلا دلیل ہے۔ اب فیملہ کر لیں کون ہے مقولہ و اس کے کاغذ کار اور کون ہے حدیث کا صحیح و کار؟

دلیل نمبر ۶: عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اُخْتُكَ عَلِيٍّ عَلِيٍّ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُ مِنْ اَخِي أَنَّهُ قَالَ اَلْعَالِيَةُ فَلْيَخْلَسْ مِنْ لَحْرِ
 خَرَجَ (کتاب الام للشافعی ج ۱ ص ۶۳۹ - سنن بیہقی ج ۳ ص ۳۱۸)
 ”حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے
 زمانہ میں وہ عیدیں (عید و جمعہ) تین ہو گئیں سو آپ نے فرمایا اہل دیہات میں سے جو بغیر
 تکلیف کے بیٹھا چاہے وہ بیٹھ جائے (اور جو جانا چاہے وہ چلا جائے)“

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما حدیث مرسل تا بھی ہے جب تا بھی صحابی کا واسطہ چھوڑ
 کر نبی پاک ﷺ کی طرف نسبت کر کے حدیث بیان کرے ایسی حدیث کو مرسل تا بھی کہا
 جاتا ہے۔ اور جمہور کے نزدیک بالخصوص خلفائے کے نزدیک ایسی حدیث حجت ہے خصوصاً

جب تابعی نہایت ثقہ ہو تو اس کے حجت ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا کیونکہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے اور حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی عاقلانہ خلیفہ جو دنیوی امور میں ذرا برابر خیانت نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا، کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بول دے اور دین میں خیانت کر لے پس یقیناً یہ حدیث صحیح اور حق ہے۔ اور ان کو اس کے صحیح و حق ہونے کا اتنا یقین ہے کہ وہ صحابی کے نام ذکر کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اس یقین و اطمینان کی بنا پر وہ صحابی پر ذمہ داری ڈالنے کی بجائے خود اپنے اوپر ذمہ داری لے رہے ہیں ہاں اگر عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کوئی اور مظلوم آدمی ہوتا جو ورع و تقویٰ، دیانت و امانت، صدق و صفا، عظیم و عدالت، اخلاق و مروت کی صفات عالیہ سے عاری ہوتا یا کم از کم ان صفات میں کمزور ہوتا تو پھر بھی شک و شبہ کی گنجائش ہو سکتی تھی لیکن حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی صفات عالیہ میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں اس لئے ان کی بیان کردہ و مرسل حدیث، حدیث موصول کی طرح حجت ہے اور حدیث موصول کے حکم میں ہے اسی لئے حنفیہ کا سنہری اصول ہے کہ ثقہ تابعی کی مرسل روایت حجت ہے آپ و کچھ نہیں اس حدیث میں نبی پاک ﷺ نے اہل عالیہ کو اختیار دیا ہے اور اہل عالیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث سے تقریباً تین میل سے لیکر آٹھ میل دور تک رہنے والے و بیہائی باشندے ہیں جن پر حد فرض نہ تھا۔ (معدۃ القاری ۲/۱۶۱)

دلیل نمبر ۷: ان احادیث میں میدان کا لفظ آیا ہے کہ جمعہ کے دن میں دو عیدیں منع ہوئیں۔ یہ دو عیدیں بھی بنتی ہیں کہ نماز عید کی طرح نماز جمعہ بھی پڑھی جائے اور اگر نماز جمعہ نہ پڑھی جائے تو دو عیدیں کیسے منع ہوئیں؟ اور دو عیدوں کے منع ہونے کا کیا مطلب؟

دلیل نمبر ۸: نماز عید مستقل واجب ہے اور نماز جمعہ مستقل واجب ہے عبادت ہونے کے اعتبار سے دونوں مستقل حیثیت رکھتے ہیں تو ایک کی وجہ سے دوسرے کو

ساقط نہیں کیا جاسکتا۔ خصوصاً جبکہ دونوں کا وقت ہی جدا جدا ہے۔

دلیل نمبر ۹: نماز عید کا شرعی حکم نماز جمعہ کے مقابلہ میں کم درجہ کا ہے یعنی نماز عید سنت یا واجب ہے حالانکہ جمعہ بالاتفاق فرض ہے اور کمزور درجہ کے حکم کی وجہ سے اس سے قوی حکم کا ساقط ہو جانا عید از عقل ہے لوہے سے لکڑی کو تو کاٹا جاسکتا ہے مگر لکڑی سے لوہے کو نہیں کاٹا جاسکتا لیکن غیر مقلدین حضرات ہیں جو لکڑی سے لوہے کو اور کپڑے سے چمچی کو کاٹتے ہیں۔

دلیل نمبر ۱۰: نماز عید غیر واحد سے ثابت ہے جو قطعی دلیل ہے جبکہ جمعہ قرآن کی قطعی دلیل سے ثابت ہے لہذا غیر واحد کی وجہ سے قرآن کے قطعی حکم کو ترک نہیں کیا جائیگا۔
محدثین و فقہاء حضرات کی تحقیق:

(۱) وَالنَّسَاءُ وَرُحُصٌ عُثْسَانٍ مِنَ الشَّعْبِ لَا يَهْلُ الْعَالِيَةُ لِأَنَّهُمْ لَسُنَا مِنْ أَهْلِ الْبُسْطَرِ وَهَذَا قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ (موطا امام محمد، ۱۴) حضرت عائشہؓ نے نماز جمعہ کی دیہات والوں کو رخصت دی تھی کیونکہ وہ اہل شہر نہیں تھے (یعنی ان پر جمعہ فرض نہیں تھا)

(۲) اَلنَّسَاءُ كَمَا نَفَوْا بِاللَّوْنِ الْعَبْدَ وَالشَّعْبَةَ مِنْ مَوَاجِعِ لَا يَحِبُّ عَلَيْهِمُ السَّجْدَ فَأَخْبَرَ بِنَا لَهُمْ فِي ذَلِكَ (عمدة القاری ج ۲ ص ۱۶۱) یعنی جن لوگوں کو اختیار دیا گیا یہ صرف وہ لوگ تھے جو ایسی جگہوں سے عید و جمعہ کے لئے آئے تھے کہ ان پر آنا واجب نہ تھا۔ سو آپ نے ان کو ان کے اصل حکم سے آگاہ کیا

(۳) جامع صغیر میں امام محمد رحمہ اللہ فرمایا تھا کہ جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اول سنت و سرائف فرض ہے۔ یہ بھی فرمایا لَا يُفْرَكُ وَاجِدٌ مِنْهُمَا۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی چھوڑا نہ جائیگا۔ چونکہ امام محمد رحمہ اللہ نماز عید کے لئے سنت کا لفظ استعمال فرمایا تھا حالانکہ نماز عید واجب ہے اس لئے علامہ زعلیمی رحمہ اللہ اس مقام میں لفظ سنت کی وضاحت

کرتے ہوئے فرمایا کہ سنت سے مراد یہ ہے کہ نماز عید کا وجوب ثابت بالسنۃ ہے اور اس کا قرینہ بعد کا جملہ "والاعترک واحد منہما ہے" (تیمین المصباح ج ۱ ص ۲۲۳)

(4) — قَالَ الشَّافِعِيُّ وَإِذَا كَانَ يَوْمُ الْفِطْرِ يَوْمُ الْخُشْعَةِ الْحَقُّ — امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا جب عید الفطر کا دن ہو گا تو امام نماز عید کے وقت میں نماز عید پڑھائے۔ ثُمَّ أَذِنَ لِمَنْ حَضَرَهُ مِنْ غَيْرِ أَهْلِ الْبُيُوتِ أَنْ يَنْصَرِفَ قُلُوبًا إِنْ شَاءَ وَإِلَى أَهْلِيهِمْ الْبُيُوتِ يَمْنَى نَمَازِ عِيدِ كَيْفَ شِئِيَ (دیباقی) نماز عید کیلئے حاضر ہوئے ہیں ان کو اجازت دے دے کہ اگر وہ چاہیں تو اپنے گھروں کو لوٹ جائیں اور وہ بارہ جمعہ کیلئے جائیں اور یہ بھی ان کو اختیار ہے کہ وہ جمعہ تک ٹھہرے رہیں یا گھر جا کر پھر جمعہ ادا کرنے کیلئے واپس آئیں اور اگر نہ بھی آئیں تو بھی کوئی حرج نہیں (کتاب الام ج ۱ ص ۲۳۹)

(5) — قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلَا يَحْزُرُ هَذَا لِأَعْدٍ مِنْ أَهْلِ الْبُيُوتِ أَنْ يَدْعُوهُ أَنْ يَحْضُرُوا إِلَّا مِنْ غَيْرِ يَحْزُرُ لَهُمْ تَزَاكُ الْخُشْعَةِ وَإِنْ كَانَ يَوْمُ الْعِيدِ (کتاب الام ج ۱ ص ۲۳۹) امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا اگرچہ عید کا دن واجب بھی اہل شہر میں سے کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ جمعہ کو چھوڑے ہاں مگر کسی ایسے عذر سے جس کی وجہ سے جمعہ کا ترک جائز ہو۔ (مشائخ باری، مفرد وغیرہ)

(6) — قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهَكَذَا إِنْ كَانَ يَوْمُ الْأَضْحَى لَا يَخْتَلِفُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْخُشْعَةِ فِيهِ الْخُشْعَةُ وَالضَّحَى الْعِيدُ (بعض) امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا اسی طرح اگر عید الاضحیٰ اور جمعہ کا دن ایک ہو تو شہر میں جمعہ بھی ادا کیا جائے اور نماز عید بھی پڑھی جائے۔

(7) — حَافِظُ ابْنِ حَبْرٍ مَقَاتِلِيٌّ قَوْلُهُمْ هِيَ وَأَيْضًا لَفْظُهُمُ الْخُدَيْتُ هِيَ كَقَوْلِهِمْ مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِي أَلَهُمْ لَمْ يَكُونُوا مِثْلَ نَجْدٍ عَلَيْهِمُ الْخُشْعَةُ لِقَعْدِ مَنَازِلِهِمْ لَحْنُ الْمُشْجِدِ (فتح الباری شرح صحيح البخاری ج ۱ ص ۶۵) حدیث کے نگاہری

الفاظ ”مِنْ أَهْلِ الْعَوَالِمِ“ سے پتہ چل رہا ہے کہ ان لوگوں پر جمود واجب نہ تھا کیونکہ ان کے گھر مسجد سے دور تھے۔

(8) — بخاری کے شارح علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ ج ۸ ص ۳۱۰ ہاں احتمال ہے کہ (حضرت عثمانؓ نے جن کو جمود چھوڑنے کی اجازت دی) یہ لوگ ان میں سے نہ تھے جن پر جمود واجب ہوتا ہے کیونکہ ان کے گھر جوہرہ کے موضع سے دور تھے۔

(9) — وهى السعمران قال ابن عبد البر سقطت الخصة بالبعد منه يجوز وعن غلى أن ذلك من أهل المدينة ومن لا تحب عليه الخصة (معارف السنن ج ۵ ص ۲۳۶) المعراج میں ہے ابن عبد البر نے کہا ہے جمود کا عید کی وجہ سے ساقط ہونا ضرور ہے اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ جمود کا ساقط ہونا اہل دیہات اور ان لوگوں کے بارہ میں ہے جن پر جمود واجب نہیں

(10) — وَقَالَ أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ تَجِبُ الْخُصْمَةُ نَعْمُومَ الْآيَةِ وَالْأَخْبَارِ الدَّلَالَةِ عَلَى وَجْهِهَا وَلَا تَهْتَمُّ بِصَلَاتِهِمْ وَاجْتِنَانِ فَلَمْ يَسْقُطْ أَصْلُهُمَا بِالْآخِرِ (المعنى لاس فدامه حسلى ج ۲ ص ۱۶۲) اکثر فقہاء نے کہا جمود واجب ہے آیت کے عموم کی وجہ سے اور ان احادیث کے عموم کی وجہ سے جوہرہ جوہرہ جمود پر دلالت کرتی ہیں اور اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں واجب ہیں پس ان میں ایک دوسری نماز کی وجہ سے ساقط نہ ہوگی۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ج ۱ ص ۱۶۲ ہاں اگرچہ بعض شارحین حدیث نے سقوط جمود کی نسبت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی ہے لیکن مجھے فقہ حنبلی کی کتب میں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ حنبلی نہیں ملا (او جز المسائل ج ۳ ص ۳۳۳)

جمہور رخصت باشد و نگاہر آں است کہ ایں رخصت و عام است از برائے امام و سائر مردم“
(عرف الجاوی ۳۳) اور جب جمہور عید ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو جمہور کی مجلسی ہے
اور نگاہر یہ ہے کہ یہ مجلسی امام اور تمام لوگوں کیلئے ہے۔

(۳)۔ غیر مقلدین کے مابین زمرہ شیخ الکلی فی الکلی سید میاں نذیر حسین محدث دہلوی
کا مصدقہ فتویٰ ہے۔ ”جب عید اور جمہور ایک دن میں جمع ہو جائیں تو اس دن اختیار ہے جس
کا بھی چاہے جمہور پڑھے اور جس کا بھی نہ چاہے نہ پڑھے۔ اور ایسے دنوں میں جو نماز جمہور اور
نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مردہ سنت کو زندہ کرنا ہوں سو اس کا یہ کہنا اچھا ہے“
(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۵۷۳، کتاب الحجۃ)

غیر مقلدین کے مابین زمرہ اور صحاح ستہ کے اردو مترجم علامہ وحید الزمان لکھتے ہیں
”وَالْمُتَعَمِّدُ مِنَ الْعِيدِ رُخْصَةٌ مُطْلَقًا لِأَهْلِ الْكَلْبِ وَالْغَيْرِ مِنْهُمْ
فَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْعِيدَ وَالْمُتَعَمِّدُ كَلْبُهُمْ وَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْعِيدَ
فَقَطُّ وَلَمْ يُصَلِّ الْمُتَعَمِّدُ وَمِنْ سَفَرِهِ الظُّلْمِ عِلَاقَ وَالْحَقِّ
خَوَارِ الشَّرْكَ أَيْضًا“ (انوار الامار ج ۱ ص ۱۵۵)

عید کے دن میں جمہور کی بالکل مجلسی ہے اہل شہر اور غیر اہل شہر سب کیلئے۔ پس اگر
کوئی چاہے تو عیدہ جمہوروں پڑھے اور اگر چاہے تو فقط عید پڑھے اور جمہور نہ پڑھے اور غیر
کے ساتھ ہونے میں اختلاف ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ عید کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔
(یعنی نہ جمہور پڑھے نہ غیر)

(۴)۔ نواب صدیق حسن خان کے استاد علامہ شوکانی لکھتے ہیں

”فَبِهِ أَنَّ مُتَعَمِّدَ الْمُتَعَمِّدِ مِنَ يَوْمِ الْعِيدِ يَحُوزُ تَرْكُهَا وَمُطَاعَرُ
السُّنَنِ يَكُونُ لَعْنَةُ الْقَسْرِ تَبْلُغُ مَنْ صَلَّى الْعِيدَ وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ

وَتَسَنُّ الْأَمَامَ وَخَيْرُهُ لِأَنَّ قَوْلَهُ مَنْ شَاءَ فَلْيُصَلِّ عَلَى أَنَّ الرُّحُصَةَ

تَعْلَمُ تَحْلُلُ وَاجِبٌ (ذیل الاوطار ج ۳ ص ۳۰۰)

یعنی نماز جمعہ کا عید کے دن چھوڑنا جائز ہے اور دونوں حدیثوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جمعہ کی رخصت میں کوئی فرق نہیں نماز عید پر بھی ہو یا نہ پر بھی ہو امام ہو یا غیر امام ہو کیونکہ ”مَنْ شَاءَ“ کا لفظ دلالت کرتا کہ جمعہ کی رخصت ہر ایک کو شامل ہے۔

دشوکہ نمبر ۱ من سب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں غیر مقلدین جو عوام

الناس کو دھوکے دیتے ہیں ان کی حقیقت بھی واضح کی جائے۔ ان کا پہلا دھوکہ یہ ہے کہ حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے نماز عید پڑھا کر جمعہ کی رخصت دیتے ہوئے فرمایا ”مَنْ شَاءَ أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيُصَلِّ“ جو نماز جمعہ پڑھنا چاہے وہ پڑھ لے اس میں ”من شاء“ عام ہے سب کو شامل ہے لہذا ابوالفریق رخصت سب کیلئے ہے۔

جواب نمبر (۱)۔ اولاً عرض یہ ہے کہ اس کی سند میں ایسا بن ابی رمدہ شامی

راوی ہے جو مجہول ہے۔ ابن اُمید رکتے ہیں زید بن ارقم کی حدیث ثابت نہیں کیونکہ ایسا مجہول ہے کذا فی المبہوتان فی ترجمۃ ایسا۔ اسی طرح علامہ صدوق قریب میں مجہول لکھا ہے۔ نیز علامہ شوکانی فرماتے ہیں وَفِي إِسْنَادِهِ إِهْمَاسٌ لَمْ يَحْضُرْ مِنْهُ مَنْ يَحْتَمِلُ الْإِطْلَاقَ (۳۰۰ ص ۳۰۰) اگرچہ بعض نے اس کا ایک شاگرد بتایا ہے لیکن اس سے جہالت دور نہیں ہوتی۔ اسی طرح حافظ ابن حجر مستقانی رحمۃ اللہ علیہ انھیں ج ۱ ص ۱۳۶ میں مجہول لکھا ہے۔

جواب نمبر (۲)۔ ثانیاً مذکورہ بالا دلائل کی وجہ سے من شاء سے مراد وہ لوگ

ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں۔ نیز جمعہ کے اختیاری ہونے کی صورت میں جمعہ پڑھنے والی شق پر عمل بھی ہو سکتا ہے کہ جمعہ کی فرضیت باقی ہو اور جمعہ حاکم کیا جائے۔

جواب نمبر (۳)۔ "لَا شَيْءَ" "مَنْ" ضروری نہیں کہ علوم کیلئے ہو جیسے قرآن کریم میں ہے "أَمَّنْ خَلَقَ"۔ "أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ"۔ "أَمَّنْ يَهْدِي الْخَلْقَ"۔ اور ان جیسی دوسری آیات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے۔

دشوکہ نمبر ۲: حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو چاہے نماز عید اس کے لیے جمعہ کے عوض کافی ہے اور ہم لازماً جمعہ پڑھیں گے۔ جواب نمبر (۱)۔ اولاً عرض یہ ہے کہ یہ حدیث انتہائی ضعیف ہے اس کی سند میں ہشام بن الولید راوی ہے اس کے متعلق ابن حبان فرماتے ہیں لا صحیح ہے اور ابو مسعود فرماتے ہیں "أَخْبَرَنِي بِهَذِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ" یعنی اس کی احادیث ضعیف سے خالی نہیں ہیں ان سے بڑے روئے۔ نیز ہشام بن الولید راوی ہے (احاف السادة ج ۳ ص ۵۰۹) اور علامہ شوکانی فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے اور غیر مقلدین کے نزدیک تدلیس اور ارسال میں سے ہر ایک موجب ضعف ہے۔ جبکہ اس حدیث میں دونوں وجہیں جمع ہیں تو ان کے نزدیک اس میں دلیل ضعف ہوا۔ جواب نمبر (۲)۔ "لَا شَيْءَ" "أَمَّنْ يَهْدِي الْخَلْقَ" قرینہ ہے کہ یہ القیاریا میں مدینہ کیلئے نہیں تھا بلکہ اہل عراق کیلئے تھا جن پر جمعہ فرض ہی نہ تھا۔

دشوکہ نمبر ۳: حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے نماز عید پڑھائی جو حد پڑھا یا۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ سن کر فرمایا اس نے سنت پڑھ لیا ہے۔

جواب نمبر (۱)۔ اولاً جواب یہ ہے کہ غیر مقلدین کے نزدیک صحابہ کرامؓ کی موقوف احادیث حجت نہیں۔ عرف الہادی ص ۱۰۱ میں ہے "در اصول متکرر شدہ کہ قول صحابی حجت نیست"۔ یعنی طے شدہ، چکا اصول ہے کہ صحابی کا قول حجت نہیں (ص ۳۸)۔

کی علامت یہ لکھتا ہے کہ ”خدا اور رسول“ مؤلفین کے فرمان کے خلاف خواہ کسی جلیل القدر صحابی کی بات بھی ہو اس کو بھی رد کر دیا جائے۔“ (میں اہل حدیث کیوں ہوا ص ۲۰) اور غیر مقلد مولوی محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں۔ ”دوستو! اگر اس پر اصرار ہے کہ نہیں حضرت عمرؓ نے یہ فتویٰ (کہ ایک مجلس کی تین ملاقیں تین ہی ہیں) ابدالاً یاد کے لئے شرعی طور پر حکم دیا ہے تو ہم کہتے ہیں پھر آپ اور ہم اسے کیوں مانیں؟ ہم فاروقی تو نہیں محمدی ہیں ہم نے ان کا کلمہ تو نہیں پڑھا بلکہ آنحضرت ﷺ کا کلمہ پڑھا ہے۔“ (کتاب محمدی ۹۰، فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۲۵۲) لیکن جہود ساقی کرنے کے مسئلہ میں کتاب وسنت کو چھوڑ کر حضرت ابن زبیرؓ کے موقوف متنازعہ اثر پر اصرار کیوں ہے؟ اس کو سوائے ضد کے کوئی اور عنوان بھی دیا جاسکتا ہے؟

مشترکہ جواب نمبر 1۔ علاوہ ازیں اگر ان روایات کو عام رکھا جائے اور اس عموم کی وجہ سے سب کو جمع کی جھنڈی باندھ دی جائے تو ان کا عموم قرآن کے عموم سے ٹکراتا ہے کیونکہ **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَنْ يَخْرُجُوا يُدْعَوْا إِلَىٰ أَعْيَانٍ مُّسْتَعْتَبَةٍ** ہے کہ سب فقہ فرض ہیں کوئی جمع بھی اس فرضیت سے مستثنیٰ نہیں اور ضعیف احادیث یا آثار موقوفہ کی وجہ سے اس قطعی عموم کو ختم نہیں کیا جاسکتا لہذا قرآن کے قطعی عموم میں تاویلیں کرنے کی بجائے ان احادیث ضعیفہ و آثار موقوفہ میں تاویل کر لینا بہتر ہے۔

مشترکہ جواب نمبر 2۔ نیز غیر مقلدین کے موقف کے مطابق احادیث میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ **أَهْلُ الْعَوَالِمِ، أَهْلُ الْعَالِيَةِ، أَمَّا مُجْمَعُونَ** سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ علم ان لوگوں کے لئے تھا جن پر جمع فرض نہ تھا اور جب غیر مقلدین کی فتویٰ کردہ احادیث کو عام رکھا جائے تو دونوں قسم کی حدیثوں میں تضاد پیدا ہو جاتا ہے جبکہ بصورت امت کے موقف کے مطابق تضاد کی بجائے ان احادیث میں توافق پیدا ہو جاتا ہے پس جن حدیثوں میں اہل

دیہات کیلئے جمعہ کے اختیاری ہونے کی صراحت ہے ان کے قرینہ سے عام الفاظ والی احادیث میں بھی تخصیص کی جائے اور ان کو عام نہ رکھا جائے بلکہ ان کا مصداق ان لوگوں کو بنایا جائے جن پر جمعہ فرض نہیں تو سب احادیث میں موافقت ہو جاتی ہے۔

مشترکہ جواب نمبر 3۔ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ غیر مقلدین کی پیش کردہ روایات میں معنوی اعتبار سے کافی ابہام ہے کہ جمعہ چھوڑنے کے بعد نماز ظہر پڑھیں گے یا نہیں؟ جمعہ چھوڑنا امام کیلئے جائز ہے یا نہیں؟ سب مقتدیوں کیلئے جمعہ چھوڑنا جائز ہے یا کچھ مقتدیوں پر ادا کرنا ضروری ہے کیونکہ ”إِنَّمَا مُجِبُّوْنَ“ جمع کا صیغہ ہے جس کا تقاضا ہے کہ سب مقتدیوں پر یا کم از کم تین مقتدیوں پر جمعہ فرض ہے۔

نیز یہ بات بھی وضاحت طلب ہے کہ نماز عید پڑھنے والوں کے لئے رخصت ہے یا کوئی نماز عید نہ پڑھے تب بھی اس کیلئے رخصت ہے۔ اس لئے ان سب امور میں قائلین رخصت کے درمیان اختلاف ہے پس بھریہ ہے کہ صحیح، محکم، مفصل، موافق قرآن، موافق جمل الصحابہ والفقہاء الراشدین، احادیث کو اصل قرار دے کر مبہم و ضعیف احادیث میں تاویل کر کے ان کو اول قسم کی احادیث کے ساتھ جوڑا جائے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ مبہم کو مفصل پر، محتمل کو محکم پر، ضعیف کو قوی پر محمول کیا جاتا ہے۔

ترک جمعہ پر وعید:

نبی پاک ﷺ نے جمعہ چھوڑنے والوں کے بارہ میں ارشاد فرمایا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں نماز پڑھانے کا کسی اور کو حکم دوں پھر میں خود جمعہ چھوڑنے والے لوگوں پر ان کے گھروں کو جلادوں (مسند ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۶۲)

انعامی چیلنج:

ہم غیر مقلدین کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی صحیح مرفوع متصل غیر محارض حدیث پیش کریں جس میں یہ صراحت ہو کہ عید و جمعہ جمع ہونے کی صورت میں جمعہ کے ترک کا جواز ان لوگوں کیلئے بھی ہے جن پر جمعہ فرض ہے اور ان لوگوں کیلئے بھی ہے جن پر جمعہ فرض نہیں۔ اگر وہ ایسی مفصل صحیح مرفوع متصل غیر محارض حدیث پیش کر دیں تو ہم ان کو ان کے مذہب کے مطابق ان کی مرغوب فیہ خدا یعنی کپور سے آگے..... وغیرہ جن کو حنفی حرام سمجھتے ہیں لیکن غیر مقلدین بلا کراہت حلال مانتے ہیں (فتاویٰ ندوی ج ۳ ص ۳۲۰، ۳۲۱) کھائیں گے اور کھلا کر غیر مقلدین کی اس مردہ سنت کو زندہ کرنے میں ان کا تعاون کریں گے اور ان کو سچا اہل حدیث بھی تسلیم کر لیں گے۔

اللہ کی رحمت دون ایک عیدیں دو	غیر مقلد و قوم ہے بے خبر، دھوکہ زد
یہ ہیں کذاب و دجال، دیکھ تو صحیح مسلم کو	لاتے ہیں حدیثیں وہ خبر نہ جن کی آہ کو
ہیلمبرو جہاں فرما گئے اہل ایمان کو	قریب آئے نہ وہاں نولہ شیطان کو
گر ہو گا تو اسے مسلمان اقرب ان کے	ہجین لیں گے تجھ سے دو دین و ایمان کو
جو ہو گا ان کے قریب، ہو گا حق سے بعید	کرے گا خوش شیطان کو۔ پاراض و خمس کو

غیر مقلدین کے مسائل عید:

(۱) عید کے روز غسل کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں (عرف الہادی ص ۳۶، بدور الاولہ ص ۳۲) سوال یہ ہے کہ جو غیر مقلدین عید کے روز غسل کرتے ہیں بالخصوص وہ غیر مقلدین جو عید کے دن غسل کو مستحب سمجھتے ہیں وہ بدعتی ہیں یا نہیں؟ ان پر بدعتی ہونے کا فتویٰ غیر مقلدین نے اب تک کیوں نہیں لگایا؟

(۲) اگر کسی جگہ اکبریا آدھی ہو تو وہ بھی نماز عید پڑھ سکتا ہے (عرف الہادی ص ۳۲) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری زندگی میں اکیلے نماز عید پڑھی ہے؟ یا خلفاء راشدین میں سے کسی ظیفہ راشد نے اکیلے نماز عید پڑھی ہے؟ یا ایسا کرنے کا حکم دیا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو غیر مقلدین کا یہ فتویٰ بدعت کے زمرے میں آتا ہے یا نہیں؟ جبکہ اس کا قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت بھی نہیں ہے۔

(۳) اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز عید باجماعت پڑھتے تھے پھر بھی اگرچہ تنہا پڑھی جائے تو صحیح ہے اور دستور صلی اللہ علیہ وسلم کا باجماعت پڑھنا کوئی حجت نہیں ہے (بدور الاولہ ص ۸) کیا غیر مقلدین اس فتویٰ سے منکرین حدیث اور بدعتی ہونے ہیں یا نہیں؟ تعجب ہے کہ حنفی اگر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی جزوی فعل کو ادا کریں تو تبارک منّت بن جائیں لیکن غیر مقلدین آپ کے دائمی فعل کو ترک کریں اور اس کے برخلاف فعل کرنے کا فتویٰ دیں تو وہ پھر بھی منّت بن جائیں؟ کیا انصاف یہی ہے کہ دینے کے باطل اور لینے کے اور۔

(4) خطبہ میں خطیب کا با وضو ہونا اور عید کے خطبہ میں سامعین کا خاموش رہنا شرعی دلیل سے ثابت نہیں (بدورالابہ ص ۹۷) سوال یہ ہے کہ جو خطیب با وضو ہو کر خطبہ دیتے ہیں اور اسے مستحب عمل سمجھتے ہیں اور جو سامعین بغیر دلیل شرعی کے خطبہ کے وقت خاموش رہتے ہیں اور خاموش رہنے کو مستحب عمل سمجھتے ہیں وہ غیر مقلدین کے فتویٰ کے مطابق گناہ گار ہیں یا نہیں؟ وہ بدعتی ہیں یا نہیں؟ ان پر کوئی حد ہے؟

لطیفہ :

میں یہ مسئلہ لکھ رہا تھا کہ چند دوست آگے انہوں نے کہا مولانا بڑے تعجب کی بات ہے وہ خطبہ کیسا ہوگا جس میں خطیب بے وضو ہو اور سامعین شور مچا رہے ہوں میں نے کہا جب خطیب ناپاک ہو تو اس کا خطبہ بھی..... اس پر شور نہیں ہوگا تو اور کیا ہوگا۔ ویسے آپ حضرات کو تعجب نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ خطیب کی بات ہے۔ غیر مقلدین کے نزدیک تو امام کا پاک ہونا بھی شرط نہیں۔ وہ کہنے لگے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا آپ ہو سکتا کی بات کرتے ہیں؟ غیر مقلدین کے مذہب میں ایسا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے آہستہ آہستہ آپس میں کوئی بات کی پھر ان میں سے ایک نے کہا مولانا بگنی بات یہ ہے کہ ہمارے پڑوس میں اہل حدیثوں کی مسجد ہے ہم اہل حدیث امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں لیکن آپ کی اس بات نے ہمیں پریشان کر دیا ہے اب آپ صریح فرمائیں۔ ہمیں اہل حدیث مذہب کے مطابق امامت کی شرطیں بتائیں اور پھر سے ثبوت کے ساتھ بتائیں۔ میں نے کہا میرے بھائی! آپ کیسا ثبوت چاہتے ہیں؟ آپ کے ہاں ثبوت کا معیار کیا ہے؟ جناب یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ کسی مذہب کی حقیقت جاننے کے لئے معیار اس کا لٹریچر ہوتا ہے۔ بہت اچھا میں ان شاء اللہ غیر مقلدین حضرات کے مذہبی لٹریچر اور ان کی معتبر اور مایہ ناز کتب کے حوالہ سے ان کی شرائط امامت پیش کرتا ہوں آپ ڈرا توجہ فرمائیے۔ جناب ہم سب پر ایک توجہ ہیں

دیکھئے بھائی! یہ میرے ہاتھ میں ایک کتاب ہے۔ ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات مکتبہ ندوۃ الہدٰی سے چھپی ہے۔ اس میں ص ۵۹ پر نزل الابرار کا، ص ۳۹ پر عرف الجاہلی کا، ص ۶۶ پر بدور الابلہ کا اور ص ۷۶ پر الروحانیۃ الندیہ کا اہل حدیث کی علمی خدمات کے طور پر اندراج ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ کتابیں یقیناً اہل حدیث مذہب کی ہیں اور بڑی معتبر ہیں اسی لئے ان کو بڑے فخر کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ آپ ذرا قریب ہو جائیے تاکہ آپ چشم خود ان کتابوں میں مسائل دیکھیں اور پڑھیں۔

۱۔۔۔۔۔ اس کتاب کا نام نزل الابرار من فقہ القہی الحقار ہے (نیک لوگوں کا نشتہ نبی حقاری فقہ سے) اس کے صفحہ ۱۰۱ جلد قبر میں لکھا ہے کہ جب امام کا بے وضو ہونا ظاہر ہو جائے تو امام نماز کو نالے، مقتدی کو دو بار روپڑا ہونے کی ضرورت نہیں۔

۲۔۔۔۔۔ اس کتاب میں ہے کہ اگر امام بے وضو ہونے کی حالت میں نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کو بتانے کی ضرورت نہیں۔

۳۔۔۔۔۔ اس کتاب کے صفحہ ۱۰۲ جلد ۱ میں ہے کہ اگر امام جنابت کی حالت میں نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔

۴۔۔۔۔۔ اس کتاب میں ہے کہ اگر نماز کی کوئی شرط یا نماز کا کوئی رکن امام چھوڑ دے تو مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔

۵۔۔۔۔۔ اس کتاب میں ہے کہ اگر نماز پڑھا دی پھر بتایا کہ میں کافر ہوں تو مقتدیوں کی نماز ہو گئی وہ وہ بارہ نماز نہ پڑھیں۔

۶۔۔۔۔۔ عرف الجاہلی ص ۲۴۱ میں ہے کہ کپڑا یا جگہ نا پاک ہو یا ستر کھلا ہوا ہو، نماز پڑھا لی تو نماز صحیح ہے اعادے کی ضرورت نہیں۔

۷۔۔۔۔۔ بدور الابلہ ص ۳۸ میں ہے اگر نمازی نا پاک بدن کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل نہیں۔

- ۸۔۔۔۔۔ ص ۳۹ پر ہے کہ سر پر گندگی اٹھا کر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔
 ۹۔۔۔۔۔ ص ۳۹ پر ہے کہ نجس کپڑوں میں قصد ایلا عذر نماز پڑھے تو نماز صحیح ہے۔
 ۱۰۔۔۔۔۔ ص ۳۰ پر ہے کہ نماز کے صحیح ہونے کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔
 ۱۱۔۔۔۔۔ الروضۃ اللندیہ ص ۱۲۳ جلد ۱ میں ہے کہ اگر امام کی نماز قاسد ہو جائے تو مقتدیوں کی نماز میں کوئی فرق نہیں آتا۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیر مقلدین کے نزدیک امام کے بدن، کپڑے، جگہ، مسئلے کا پاک ہونا شرط نہیں، سڑکا ڈھانچا، پڑھا ہوا ہونا یا نماز کا طریقہ جاننا، قبلہ رخ ہونا بھی شرط نہیں حتیٰ کہ مسلمان ہونا بھی شرط نہیں۔ انہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا واقعی ان کے مسائل سے یونہی معلوم ہوتا ہے۔ اچھا مولا! یہ تو آپ نے بتایا ہے کہ اہل حدیث مذہب میں اگر امام میں یہ شرطیں نہ ہوں تو بھی مقتدیوں کی نماز ہو جاتی ہے۔ اب یہ بتائیں کہ امام کے لئے اہل حدیث مذہب میں کوئی شرط ایسی ہے کہ جس کے بغیر امامت درست نہ ہو؟ جی ہاں جناب! ایک چیز شرط ہے کہ وہ جو کو حلال جاننا ہو ورنہ اس کی امامت جائز نہیں۔

۱۲۔۔۔۔۔ فتاویٰ ستاریہ ص ۲۱ ج ۲ میں ہے کہ جہتیں جو کما کما حلال نہ جانتے وہ منافقین ہے دین ہے اس کی امامت ہرگز جائز نہیں۔ کیا اس کا ہندوستان میں اہل حدیث کی علمی خدمات میں اندراج ہے؟ جی ہاں اہل حدیث کی علمی خدمات کے ص ۲۱۳ پر اندراج ہے۔ وہ تو پتہ چل گیا کہ وہ دوسرے کو کہہ رہے تھے ہماری تو پتہ آئندہ ان کے پیچھے ہم نماز نہیں پڑھیں گے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ کچھلی نمازیں بھی پڑھائی پڑیں گی۔

(۵) میدی ہر گزیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوعہ صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔
 ہاں حضرت ابن عمر کا ہر گزیر میں رفع یدین کرنا سند صحیح سے ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمر کا فعل ہے (جو جہت نہیں) (فتاویٰ ندویہ ج ۱ ص ۳۵۵، فتاویٰ ملّا کے حدیث ج ۳ ص ۱۷۹، فتاویٰ ثنائیہ ج ۱ ص ۵۲۵)

صل طلب سوال یہ ہے کہ حضرت عبداللہؓ نے ایک ایسا فعل اختیار کیا ہے جو غیر مقلدین کے نزدیک شرعی دلیل سے ثابت نہیں کیونکہ ان کے نزدیک شرعی دلیل قرآن پاک یا صحیح حدیث ہے اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا تعبیرات عیدین میں رفع یدین کرنا بقول غیر مقلدین نہ قرآن سے ثابت ہے نہ صحیح حدیث سے تو کیا اس سے عبداللہ بن عمرؓ بدعت کے مرتکب ہوئے ہیں یا نہیں؟

مسئوۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص ۳۱۰، رمضان نماز ص ۲۱۵، مؤلفہ حافظ عبد الرحمن۔ نماز نبوی ص ۲۲۸ مؤلفہ سید شفیق الرحمن میں تعبیرات عیدین میں رفع یدین کرنے کا حکم مذکور ہے۔ جبکہ بقول میاں صاحب یہ رفع یدین کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ تو اب سوال یہ ہے کہ جو عمل مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہ ہو اس کو نماز کا جزو ناجائز بدعت ہے یا نہیں؟ اور تعبیرات عیدین میں رفع یدین کے قائمین بدعتی ہیں یا نہیں؟ اور اگر صحیح مرفوع حدیث سے یہ رفع یدین ثابت ہے مگر میاں خدیر حسین الٹا کر رہے ہیں تو وہ منکر حدیث ہوئے ہیں یا نہیں؟ نیز ان میں سے کچھ کون ہے اور کون کون ہے؟

غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ اپنے مذکورہ بالا مسائل عید پر قرآن سے یا حدیث سے صریح ثبوت پیش کریں ورنہ ان کے بدعت ہونے کا اقرار کر کے ان سے اعذار یہ توہ کریں اور فقہ اور فقہاء کے خلاف ہد زبانی سے باز آ جائیں۔ عدل و انصاف کا نکتہ مناسبتی ہے اور حنفی خواص و عوام کو چاہیے کہ وہ محض قرآن و حدیث کا نام نہ کر کے غیر مقلدین کے دعوے میں نہ آئیں۔

غیر مقلدین کے 19 مسائل عید اور ان پر سوالات:

غیر مقلدین کا دعویٰ یہ ہے کہ تمام مقلدین خواہ حنفی، شافعی ہوں یا مالکی اور حنبلی ہوں سب احمد مجتہدین کی آراء و اقوال پر عمل کرتے ہیں جو غلط بھی ہو سکتے ہیں لیکن اہل حدیث مذہب میں کسی امام کی رائے پر عمل نہیں ہوتا بلکہ جالس اللہ و رسول ﷺ کے فرمان پر عمل ہوتا ہے جو غلطی سے معصوم ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص دعویٰ ہی دعویٰ ہے ہم جب غیر مقلدین کی کتابوں کو دیکھتے ہیں تو ان میں بے شمار مسائل ایسے ہیں جن کی بنیاد غیر مقلدین کی اپنی یا امتیوں کی رائے پر ہوتی ہے۔ اپنی یا امتیوں کی رائے کے بغیر وہ ان مسئلوں کو خالص قرآن و حدیث سے ثابت نہیں کر سکتے۔ بالآخر وہ عاجز آ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان کو نہیں مانتے۔ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔ مقصد یہ کہ یہ مسائل غلط ہیں وہ اس انداز سے اپنی جان چھڑاتے ہیں اس لئے میں نے انداز یہ رکھا ہے کہ اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو اس کی صحت پر اور اگر غلط ہے تو اس کے غلط ہونے پر نیز ہمارے اس کا صحیح حکم ہے اس پر قرآن و حدیث کی صحیح تفسیر و دلیل پیش کریں۔ صرف کا مطلب یہ کہ اس میں اپنی یا کسی امتی کی رائے شامل نہ ہو۔ اس کے لئے ہمارا سوال ”میں اہل حدیث کیوں نہیں ہوا؟“ کا مطالعہ کیجئے

(۱) صادق سیالکوٹی نے صلوٰۃ الرسول ص ۳۱۰ پر اور نواب صدیق حسن خان نے بدور الاولہ ص ۸ پر لکھا ہے اکیلے نماز عید پڑھنا جائز ہے۔
اگر یہ مسئلہ صحیح ہے تو اس کی صحت پر اور اگر غلط ہے تو اس کے غلط ہونے پر صحیح صرف مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۲) نواب صدیق حسن خان نے بدور الاولہ ص ۸ میں لکھا ہے اگر عید نماز عید پڑھی

جائے تو صحیح ہے اور آنحضرت ﷺ کا ہمیشہ نماز عید جماعت کے ساتھ پڑھنا کوئی حجت نہیں۔
جو آدمی نبی پاک ﷺ کے دائمی عمل کو حجت نہیں مانتا اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ وہ اہل
حدیث ہے یا منکر حدیث؟

(۳) نماز عید سے پہلے نعت یا تلاوت قرآن مجید یا پھر وہ خطبہ سب خطبہ میں شامل
ہیں (فتاویٰ اہل حدیث ج ۲ ص ۳۹۵۔ فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳ ص ۱۹۸)
اس پر صحیح مرفوع حدیث سے دلیل پیش کریں۔
(۴) صادق یا لکھنوی نے صلوٰۃ الرسول ص ۲۱۱ میں لکھا ہے عیدین کا خطبہ منبر پر نہ
پڑھیں (صحیح مسلم)

کیا غیر مقلدین صحیح مسلم کا یہ حوالہ پیش کر کے اپنے صادق کو سچا ثابت کر سکتے ہیں یا وہ
صرف نام کا صادق ہے اور کام کے لحاظ سے صادق کی ضد ہے۔
(۵) فتاویٰ علمائے حدیث ج ۳ ص ۲۰۰ پر لکھا ہے کہ مرد یا عورت کو عید گاہ یا مسجد سے
روکنے والا بہت بڑا کافر اور بڑا سرکش ہے۔ روکنے والا اللہ جل شانہ اور رسول اللہ ﷺ کا
بہت بڑا دشمن ہوگا۔

حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ عورتوں کو عید گاہ و مسجد میں
جانے سے روکنے تھے۔ کیا یہ بلائے کافر، بلائے سرکش اور اللہ و رسول کے بہت بڑے دشمن
ہیں؟ عورتوں کو مسجد سے روکنے کی وجہ سے یہ اہل سنت ہیں یا اہل بدعت؟
پانچ وقت کی فرض نماز کی جماعت زیادہ مؤکد ہے یا نماز عید کی جماعت زیادہ مؤکد
ہے؟ اگر نماز عید کی جماعت زیادہ مؤکد ہے تو اس پر صحیح مرفوع حدیث پیش فرمائیں
اور اگر پانچ وقت فرض نماز کی جماعت زیادہ مؤکد ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ عورتوں کو گھر میں
نماز پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اس میں آداب زیادہ بتایا گیا ہے۔ اور بقول غیر مقلدین

کیوں مشرک سمجھے ہوئے ہیں؟

غیر مقلدین کے علاوہ پوری امت کے اہلسنت والجماعت فقہاء، محدثین، مفسرین، صوفیاء، حضرات میں سے کسی نے غیر مقلدین کی طرح نماز عید کی چار تکبیروں کو سن گزرت اور اس کے قائلین کو کاذب واکذب کہا، تو اس کا نام پیش کریں اور اگر ایک نام بھی کسی سنی معتبر عالم کا پیش نہیں کر سکتے تو پھر خود فیصلہ کریں کہ چار تکبیروں کے قائل کاذب واکذب ہیں یا ان کو یہ مکروہ القب وینے والے خود کاذب واکذب ہیں؟ یہ اہلسنت والجماعت ہیں یا اہل بدعت ہیں؟ یا اہل حدیث ہیں یا منکر حدیث ہیں؟

حضرت عمر فاروق کے زمانہ میں صحابہ کرام کی موجودگی میں حدیث کے اندر فیصلہ ہوا کہ چنانچہ کی چار تکبیریں ہیں جیسا کہ نماز عید کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں (پہلی رکعت میں تکبیر تھری۔ اور تین زائد تکبیریں۔ دوسری رکعت میں تین زائد تکبیریں اور رکوع کی تکبیر۔ ہر رکعت میں ایک اصلی اور تین زائد ہیں تو دونوں رکعتوں کی زائد تکبیریں چار بنتی ہیں) کیا اس پر کسی صحابی نے اعتراض یا انکار کیا تھا۔ ذرا اس صحابی کا نام بتائیں اور اس کے اعتراض والے انکار والے لفظ بھی بتادیں اور اگر کسی صحابی نے انکار نہیں کیا تو صحابہ کرام کا اس بات پر اجماع ہو گیا کہ نماز عید کی ہر رکعت میں چار تکبیریں ہیں جو آدمی صحابہ کرام کے اس اجماعی مسئلہ کو بھوٹے اور سن گزرت کہے اور اس کے قائلین کو کاذب واکذب بتائے وہ اہل سنت میں سے ہے یا نہیں؟ وہ منافقوں کی طرح منکر صحابہ ہے یا نہیں؟

(۷) صادق سیالکوٹی نے سلوۃ الرسول ص ۳۱ پر لکھا ہے کہ عیدین میں سورۃ ق، سورۃ قمر، سورۃ الاعلیٰ، سورۃ الفاشیہ کا پڑھنا آیا ہے۔

اگر کوئی امام ان چار سورتوں کے علاوہ دوسری سورتیں نماز میں پڑھ لے تو اس کی اور مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ صحیح صریح سرفروغ حدیث سے جواب دیں اپنے فتوے کے

مطابق قیاس کر کے شیطان نہ بنیں اور اپنی رائے یا امتیوں کی آراء، اقوال کی تقلید کر کے مشرک نہ بنیں۔

(۸) دونوں مسجدیں بیت المقدس اور مکہ معظمہ کی عید گاہ سے افضل ہیں اور ۱۱۱۱ھ کے عید گاہ مساجد مکہ سے افضل ہے حتیٰ کہ مسجد نبوی سے بھی۔ (فتاویٰ علما نے حدیث ج ۳ ص ۱۶۵)
اس قضیہ پر صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۹) حضرت عائشہ فرماتی ہیں اب عورتوں کے جوئے حالات بن چکے ہیں اگر یہ حالات رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہو جاتے تو آپ ﷺ عورتوں کو مساجد سے روک دیتے (صحیح بخاری ۱۲۰۱، صحیح مسلم ۱۸۳۱) اس حدیث کا جواب لکھتے ہیں حضرت عائشہ کا یوں فرمانا اس سبب سے تھا کہ مطہرت فہم رسول اللہ ﷺ ساتھ فہم اپنے کے ضروری نہ جاتا (فتاویٰ علما نے حدیث ۳۵۸۷)

جو مرد و زن اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان فہم دین میں مطہرت و موافقت ضروری نہ جانتے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ صحیح صریح مرفوع حدیث پیش فرمائیں۔ ایسا شخص قبیح رسول ہے یا غیر قبیح؟ مسلمان ہے یا کافر؟

(۱۰) حضرت عائشہؓ کی مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے یہ حضرت عائشہؓ اپنے فہم سے فرماتی ہیں اور فہم صحابہ بھت شرعی نہیں ہے (فتاویٰ علما نے حدیث ۶۱۳۷)
ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہو کہ تمہارے لئے صحابہ کرام کا فہم بھت نہیں ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ غیر مقلدین کا فہم یہ ہے کہ عورتوں کے حالات خواہ کیسے ہی دیگر گویا ہوں عورتوں کو عید گاہ اور مساجد سے نہ روکا جائے بلکہ ان حالات پر کنٹرول کیا جائے جبکہ موجودہ حالات میں کنٹرول ہونا نظر نہیں آتا جبکہ حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابہ کا فہم یہ تھا کہ عورتوں کے بدلنے دوئے

حالات کے پیش نظر ان کو مساجد سے روک دینا چاہیے۔ غیر مقلدین کا فہم، فہم صحابہؓ سے نکلا گیا تو فہم صحابہؓ کا اعتبار ہوگا یا غیر مقلدین کے فہم کا؟

رسول اللہ ﷺ کا عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی ترغیب دینا اور بعض صحابہؓ کا عورتوں کو مساجد سے روکنا اس بات کی دلیل ہے کہ عورتوں پر مسجد اور عید گاہ میں جانا فرض واجب نہ تھا۔ زیادہ سے زیادہ خلاف اولیٰ اور خلاف افضل ہونے کے باوجود جائز تھا لیکن غیر مقلدین کے نزدیک عورتوں کیلئے عید گاہ اور مساجد میں جانا ضروری اور لازم ہے۔ سوال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہؓ کا فہم مقدم ہوگا یا غیر مقلدین کا؟ فہم رسول اور فہم اصحاب رسول پر عمل ہوگا یا غیر مقلدین کے فہم پر؟

(۱۱) ایک آدمی عید پر حائے و سر خطبہ پڑھتا ہے تو جائز ہے (فتاویٰ علماؒ حدیث ۱۸۶۳) اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث مطلوب ہے۔

(۱۲) ہر عجمیہ پر دفع یدین کر کے سینہ پر ہاتھ باندھے (فتاویٰ علماؒ حدیث ۲۰۵۳) صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۱۳) مسنون یہی ہے کہ خطبے دو ہوں۔ مگر بھول کر ایک ہی پڑھا گیا تو کوئی حرج نہیں (فتاویٰ علماؒ حدیث ۱۸۶۳) صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۱۴) اگر کوئی سنا تکبیر الہم سے پہلے نکلیں کہہ لے تو بھی کوئی حرج نہیں (فتاویٰ علماؒ حدیث ۱۹۵۳)

اس پر صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثبوت پیش کریں۔

(۱۵) غیر مقلدین سے مسئلہ پوچھا گیا کہ عید کے روز بعد نماز سب لوگ معاف، مصافحہ کرتے ہیں۔ اس کو سنت سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ صرف اظہار خوشی کے لئے کرتے ہیں

ایسا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے جواب میں لکھا مصنفہ بعد سلام آیا ہے عید کے روز بھی نہایت تکمیل سلام مصنفہ کریں تو جائز ہے (فتاویٰ علمائے حدیث بحوالہ فتاویٰ شامیہ ۳۵۰/۱) ادھر ادھر کی باتوں کی بجائے نماز عید کے سلام کے بعد مصنفہ کے جواز کی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔

(۱۶) غیر مقلد مفتیوں سے نماز عید کے بعد دعا کا مسئلہ پوچھا گیا۔ اس کا جواب یہ لکھا نماز کے بعد وقت مبارک اور قبولیت دعا کا ہے (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۸۰/۳) غیر مقلدین صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں کہ نماز عید میں دعا نماز کے بعد ہے خطبہ کے بعد نہیں قیاس اور اپنی یا کسی ائمہ کی رائے پیش نہ کریں۔

(۱۷) محدث عید اللہ رو پڑی لکھتے ہیں عورت کی امامت میں عورتوں کیلئے طہیہ نماز پڑھنا جائز ہے (فتاویٰ الجملہ ۶۵۲)۔

ہمارا سوال یہ ہے کہ صحیح بخاری کے ائمہ حضرت ام ہانیؓ کی حدیث میں ہے نہ شہدان نہ ائمہ المسلمین کہ وہ مسلمان مردوں کی جماعت میں حاضر ہوں۔ رو پڑی صاحب عورتوں کو مردوں کی جماعت سے طہیہ و جماعت کی اجازت دے رہے ہیں اس فتویٰ سے وہ اس حدیث کے منکر ہوئے ہیں یا نہیں؟

(۱۸) مولانا عبدالباقی غزنوی نے چار چیزیں لکھی ہیں جن میں عورتوں کیلئے عید گاہ میں جانا گناہ ہے۔ ۱۔ عورت سے خوف قتل کا ہو۔ ۲۔ عورت پر خوف قتل کا ہو۔ ۳۔ راستہ میں ترافہ و ہال ہو۔ ۴۔ عید گاہ پر مردوں کا آلودہ نام ہو (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۸۴/۳) مذکورہ بالا چار عورتوں کے مستثنیٰ ہونے کی کوئی صحیح صریح مرفوع حدیث پیش کریں۔ مولانا غزنوی ان چار عورتوں کو عید گاہ جانے سے منع کر رہے ہیں اور ان کو گناہ کی دہم سنار ہے ہیں۔ جبکہ فتاویٰ علمائے حدیث ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳ پر ایک فتویٰ ہے جس پر تقریباً ۱۸

غیر مقلدین علماء کے تائیدی دستخط ہیں اس فتوے میں لکھا ہے کہ عورتوں کو مسجد و مید گاہ سے روکنے والا بہت بڑا کافر، بڑا سرکش اور اللہ جل شانہ اور رسول ﷺ کا بہت دشمن ہوگا۔ سوال یہ ہے کہ مذکورہ بالا چار صورتوں میں مولانا غزنوی نے عورتوں کو مید گاہ و مسجد سے روکا ہے وہ بڑے کافر، بڑے سرکش اور اللہ و رسول کے بڑے دشمن ہیں یا نہیں؟

(۱۹) ایک امام نے نماز عید پر دعائی اور دوسرے شخص نے خطبہ پڑھا تو عند الضرورت جائز ہے کوئی حرج نہیں (فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۱۸۰) اس پر قرآن وحدیث کی صریح دلیل مطلوب ہے۔

نماز عید کے 16 مسائل میں

غیر مقلدین کے تضادات:

غیر مقلدین کا ائمہ مجتہدین پر اصرار ہے کہ انہوں نے دین میں اختلاف پیدا کر کے دین کو گلاے گلاے کر دیا ہے۔ جبکہ ہم ائمہ بیت خالص قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں جس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ذیل میں ہم نے نماز عید کے مسائل میں غیر مقلدین کے اختلافات و تضادات پیش کر کے بتا دیا ہے کہ غیر مقلدین نے جس جرم اور اصرار کی وجہ سے فقہ و فقہاء سے نفرت کی ہے وہ خود اس کی زد میں ہیں۔ جبکہ ائمہ مجتہدین کا اختلاف نہ جرم ہے نہ اس سے دین کے گلاے ہوئے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں جس تفرقہ سے منع کیا گیا ہے وہ تفرقہ اعتقادی ہے اس سے دین کے گلاے ہوتے ہیں اور ائمہ مجتہدین کے درمیان جو اختلاف ہے وہ اجتہادی ہے جو رحمت ہے اور باعث اجر ہے۔ جبکہ غیر مقلدین کا اختلاف غیر مجتہدین کا اختلاف ہے جو باعث عذاب ہے۔

(تضاد نمبر ۱) ملعون ہے ملعون نہیں

مسجد میں نماز عید پڑھنے کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ ایسا کرنے والا ملعون ہے دوسرا یہ کہ بالاعتاق جائز ہے۔ مسجد میں عید پڑھنا ترک سنت ہے اور تارک سنت ملعون اور محروم اللغات اور قابل ملامت و متاب اور مستحق لعاب و ملامت ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو طریقہ سنت پر چلاوے اور مکرر عذر ترک سنت سے بچاوے۔

(فتاویٰ علما نے حدیث نمبر ۱۶۵)

مولانا شاہ احمد سرسری لکھتے ہیں ”ترک سنن سے رفع درجات میں کمی رہتی ہے

موافقہ نہیں ہوگا“ (فتاویٰ ثنائیہ ۶۲۸)

”مسجد میں نماز عید پڑھنے والا طہون، محروم الشفاعت، مستحق عذاب و عقاب ہے“

(فتاویٰ علمائے حدیث ۱۶۵/۳)

مولانا عبدالباقی ترمذی لکھتے ہیں ”ہر چند سنت و افضل عید کی نماز صحرا میں ہے مگر مسجد

میں پڑھنے کا جواز بلا خلاف ہے“ (ایضاً ص ۱۸۴)

مولانا عبداللہ روپڑی فرماتے ہیں ”اگر بارش وغیرہ کا خطر ہو تو عید کی نماز مسجد میں

پڑھنی جائز ہے“ (فتاویٰ الجملہ ج ۲ ص ۵۹)

(تضاد نمبر ۲) دو خطبے مسنون ہیں مسنون نہیں۔

”مسنون یہی ہے کہ خطبہ دو ہوں“ (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۸۰/۴)

”عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی حدیث گنگ سے ثابت نہیں“ (فتاویٰ علمائے

حدیث ۱۸۰/۳)

(تضاد نمبر ۳) تکبیر تحریرہ سات تکبیروں میں شامل ہے شامل نہیں۔

”تکبیر افتتاح (تکبیر تحریرہ) کے سات تکبیروں سے خارج ہونے کے واسطے کوئی

بین دلیل چاہیے اور جب کوئی دلیل بین (خاہر) نہیں پائی جاتی تو صاف ظاہر ہے کہ تکبیر

افتتاح انہی سات تکبیروں میں داخل ہے“ (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۸۵/۳) (اس کے

مطابق پہلی رکعت میں تکبیر تحریرہ کے علاوہ چھ تکبیریں کہے۔ ناقل) جبکہ فتاویٰ علمائے

حدیث ۲۰۲/۳ میں لکھا ہے کہ ”تکبیر تحریرہ کے علاوہ سات تکبیریں کہے“

(تضاد نمبر ۴) نماز عید سے پہلے وعظ جائز ہے جائز نہیں۔

نماز عید سے پہلے وعظ و نصیحت کے متعلق غیر مقلدین کے درمیان اختلاف ہے بعض

غیر مقلدین جائز کہتے ہیں اور بعض ناجائز کہتے ہیں۔ چنانچہ ایک سوال کیا گیا کہ عید گاہ میں نماز عید سے قبل کسی قسم کی نماز پڑھنا یا وعظ و نصیحت کرنا یا تبلیغی خدمات کیلئے عید گاہ میں کوئی اجتماعی کارروائی کرنا، چند و جمع کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے ”عید گاہ میں نماز عید سے قبل یا بعد کوئی نماز نہیں، وعظ و نصیحت یا تبلیغی مہم کے سلسلے میں کوئی نفا کرہ کرنا یا کار خیر کیلئے چند و جمع کرنا جائز ہے“

(فتاویٰ علمائے حدیث ۱۸۱/۳، بحوالہ ترجمان دہلی جلد ۷ شمارہ ۷۱)

سوال ہوا کہ آجکل بعض مولوی نماز عید سے پہلے خطبہ بیان کرتے ہیں کیا نماز عید سے پہلے تلاوت قرآن، کوئی وعظ، خطبہ اور نعت وغیرہ پڑھنا جائز ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے ”نماز عید سے پہلے خطبہ خلاف سنت ہے اور آگے لکھا ہے نعت یا تلاوت قرآن مجید یا پھر وعظ یہ سب خطبہ میں شامل ہیں“ (یعنی نماز سے پہلے یہ خطبہ کی طرح ہیں لہذا یہ بھی ناجائز ہیں) (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۹۸/۳)

(تفاد فیہر 5) عید گاہ میں منبر سنت ہے سنت نہیں۔

عید گاہ میں منبر بیانے کے متعلق غیر مقلدین کا ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ خلاف سنت ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ”اس کے متعلق خیال یہ ہے کہ عید گاہ میں منبر لے جانا مسنون طریقہ ہے“ پھر آگے لکھا ہے ”یعنی اس حدیث سے عید گاہ میں منبر کا ثبوت ملتا ہے اور رسول اللہ ﷺ اس پر خطبہ دیتے تھے“ (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۹۹/۳)

ایک اور سوال کے جواب میں لکھا گیا ”اس حدیث سے کئی مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ نماز خطبہ سے پہلے ہے۔ دوسرا یہ کہ عید گاہ میں منبر خلاف سنت ہے“

(فتاویٰ علمائے حدیث ۱۹۸/۳، بحوالہ فتاویٰ الجحدیٹ ۳۹۳/۲)

(تفاد فیہر 6) تکبیروں کے وقفہ میں خاموش رہیں ذکر کریں۔

اس مسئلے میں غیر مقلدین کے درمیان اختلاف ہے کہ دو تکبیروں کے درمیان وقفہ میں خاموشی رہیں یا کچھ پڑھیں۔ بعض غیر مقلد علماء کا قول یہ ہے کہ خاموشی رہیں اور بعض کا قول یہ ہے کہ کوئی ذکر پڑھیں۔ رحمانی نماز مؤلفہ حافظہ عبدالرحمن ص ۲۱۵ میں لکھا ہے "ان تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کی جاتی ہے اور ان کے درمیان وقفہ میں پڑھا کچھ نہیں جاتا"..... "ہر دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد کرے اور رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجے" (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۸۶/۳، بحوالہ فتاویٰ قرنیہ ۹۲، ۹۳)

(تضاد نمبر 7) تکبیروں کے وقفہ میں ذکر متعین نہیں ذکر متعین ہے۔

دو تکبیروں کے درمیان ذکر کی تعیین عدم تعیین میں بھی اختلاف و تضاد ہے۔ مولانا عبد اللہ روپڑی صاحب لکھتے ہیں "اور ذکر کوئی مبین نہیں سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ پڑھے یا کوئی اور ذکر کرے سب صحیح ہے"

(فتاویٰ علمائے حدیث ۱۹۶/۳، بحوالہ فتاویٰ علمائے اہلحدیث ۲۰۰/۲)

"اور زائد تکبیروں کے درمیان یہ دعا پڑھے جو کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما اور ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے اللہ اکبر اکبر اکبر اکبر والحمد لله اکبر اکبر وسبحان الله بشكراً وأصلوا وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وآلينا وسلم"

(فتاویٰ علمائے حدیث ۲۰۲/۳، ۱۹۶/۳)

(تضاد نمبر 8) زائد تکبیروں میں رفع یدین ہے رفع یدین نہیں ہے۔

زائد تکبیروں میں رفع یدین کرنے اور نہ کرنے میں اختلاف ہے۔۔۔ "اور تکبیرات میں رفع یدین نہ کرنا چاہیے کیونکہ ثابت نہیں" (فتاویٰ تذریعہ ۲۵۲/۱، نیز فتاویٰ علمائے حدیث ۱۵۸/۳) "تکبیرات میں رفع یدین کی کوئی مرفوع صریح صحیح یا

ضعیف روایت وارونگیں۔" (فتاویٰ روزہ الاقتصام لاہور ص ۱۸۰، ۱۸۱۔ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ)
 "ہر عجمیر کے بعد رفع یدین کرنا سنت ہے۔" (فتاویٰ ثنائیہ ارسا ص ۶۱۳۔ سلوۃ الرسول ص ۳۱۰۔ نماز نبوی ص ۲۶۲، فتاویٰ علمائے حدیث ۱۵۶/۳)

(تضاد نمبر 9) عید کے دن جمعہ فرض ہے فرض نہیں ہے۔

اگر عید اور جمعہ جمع ہو جائیں تو بعض غیر مقلد علماء کہتے ہیں اس دن جمعہ معاف ہے چاہے کوئی پڑھے چاہے نہ پڑھے جبکہ بعض کے نزدیک جمعہ فرض ہی رہتا ہے چنانچہ نواب نور الحسن خان لکھتے ہیں "وچوں جمعہ و عید قراہم آید و یک روز جمعہ رخصت باشد و ظاہر آست کہ اس رخصت عام است از برائے امام موسیٰ زمرہم" (عرف الہادی ۴۳) جب جمعہ اور عید ایک ہی دن میں جمع ہو جائیں تو جمعہ کی رخصت ہے اور یہ رخصت امام اور سب لوگوں کیلئے ہے نیز علماء حنفیہ سلوۃ الرسول ص ۳۰۶، نماز نبوی ص ۲۵۹)

دوسرا نظریہ یہ ہے کہ عید اور جمعہ دونوں ضروری ہیں چنانچہ غیر مقلد عالم مولانا عنایت اللہ اثری نے اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے السقوط المسدود فی وجوب الجمعة وان وافقها يوم العيد (یعنی درست بات یہ ہے کہ اگر جمعہ کے دن عید آجائے تب بھی جمعہ پڑھنا ضروری ہے)

(تضاد نمبر 10) جمعہ کی رخصت عید پڑھنے والوں کیلئے ہے سب کیلئے ہے۔

اگر جمعہ اور عید جمع ہو جائیں تو بعض غیر مقلد علماء کا قول یہ ہے کہ عید پڑھنے والے لوگوں کیلئے جمعہ کی رخصت ہے جبکہ بعض غیر مقلد علماء کا خیال یہ ہے کہ نماز عید پڑھنے والے پڑھنے والے سب لوگوں کیلئے رخصت ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شفیق الرحمن لکھتے ہیں "عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا تکبیر، اعتیاد ہے۔" (نماز نبوی ۲۵۹) اور

صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں "اگر عید کے روز جمعہ ہو تو عید کی نماز پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھیں اور اگر جمعہ نہ پڑھیں ظہر پڑھ لیں تو بھی جائز ہے" (صلوٰۃ الرسول ۳۰۶)

جید غیر مقلد عالم علامہ شوکانی لکھتے ہیں "وَكَاھِرُ الْحَدِيثِ عَدَمُ الْفَرْقِ بَيْنَ مَنْ صَلَّى الْبُعْدَ وَمَنْ لَمْ يُصَلِّ وَبَيْنَ الْإِقَامِ وَغَيْرِهِ" (نیل الاوطار ۳/۳۰۶) اور دونوں حدیثوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ رخصت میں کوئی فرق نہیں نماز عید پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو نیز امام ہو یا غیر امام۔

(تضاد نمبر ۱۱) عید کے دن ظہر کی رخصت نہیں ظہر کی رخصت ہے۔

غیر مقلدین کے درمیان اس میں بھی اختلاف ہے کہ عید اور جمعہ کے جمع ہونے کی صورت میں صرف جمعہ کی رخصت ہے یا جمعہ اور ظہر دونوں کی رخصت ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ فقط جمعہ کی رخصت ہے لیکن ظہر کی نماز پڑھنا ضروری ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ جمعہ اور ظہر دونوں کی رخصت ہے۔ چنانچہ اپنے اس اختلاف کا خود غیر مقلدین نے اعتراف بھی کیا ہے۔ فتاویٰ الہند ص ۶۲ میں ایک سوال و جواب لکھا ہے سوال میں محمد سید پروری صاحب لکھتے ہیں "ہمارے ہاں دو صاحب علم بزرگوں کے ارشادات اس سلسلہ میں جدا گانہ ہیں ایک صاحب فرماتے ہیں عید کے دن صرف جمعہ کی رخصت ہے نماز ظہر پڑھنی ضروری ہے دوسرے صاحب فرماتے ہیں جمعہ ظہر کے قائم مقام ہے جب عید کے دن جمعہ معاف ہے تو نماز ظہر بھی معاف ہونی چاہئے" اسی طرح کا ایک سوال بھیجا گیا کہ "ہمارے خطیب صاحب جو الہند ص ۶۲ میں انہوں نے کہا ہے کہ عید پڑھ لی جائے اور جمعہ اور ظہر دونوں معاف ہیں" (۱۱) اقسام ص ۱۰۷۔ رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ اور غیر مقلدین کے محسن اعظم جناب غیر مقلد عالم محدث نواب وحید الدین نزل الابرار ۱۵۵ میں لکھتے ہیں "وَالْجُمُعَةُ فِي يَوْمِ الْبُعْدِ رُخْصَةٌ مُطْلَقًا لِأَخْلِ الْبُعْدِ وَغَيْرِهِمْ فَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْبُعْدَ وَالْجُمُعَةَ كِلَاهُمَا وَإِنْ شَاءَ صَلَّى الْبُعْدَ فَقَطْ وَلَمْ يُصَلِّ الْجُمُعَةَ وَلَوْ

مُقَوِّطِ الظُّهْرِ بِخِلَافِ وَالْحَقُّ جَوَازُ الشُّرُكِ الْبَيْطُ۔ عید کے دن جمعہ کی بالکل رخصت ہے اہل شہر اور غیر اہل شہر سب کے لئے پس اگر کوئی چاہے تو عید و جمعہ دونوں پڑھے اور اگر چاہے تو فقط عید پڑھے اور جمعہ نہ پڑھے اور ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے لیکن حق بات یہ ہے کہ ظہر کا چھوڑنا بھی جائز ہے (یعنی نہ جمعہ پڑھے اور نہ ظہر)۔ اس کے برعکس غیر مقلدین کے مجتہد العصر محدث حافظ عبد اللہ روپڑی لکھتے ہیں ”پس عید اور جمعہ ایک دن جمع ہو جائیں تو ایسی صورت میں جمعہ کی رخصت ہے پڑھے یا نہ لیکن اگر جمعہ نہ پڑھے تو ظہر ضرور پڑھنی چاہئے“ (فتاویٰ الجملہ ج ۱ ص ۱۷۴)

(تفادیر ۱۲) صحابہ کا قول و فعل حجت نہیں حجت ہے۔

صحابہ کرامؓ کے اقوال کو حجت ماننے اور نہ ماننے کا تفادیر میاں نذیر حسین صاحب تجلیات عید کے رفع یدین کے بارے میں لکھتے ہیں ”عیدین کی ہر نگیر میں رفع یدین کرنا کسی حدیث مرفوعہ صحیح سے ثابت نہیں ہے ہاں حضرت ابن عمرؓ کا ہر نگیر میں رفع یدین کرنا سند صحیح ثابت ہے مگر یہ حضرت ابن عمرؓ کا فعل ہے“ (ہر غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں) اس کے برعکس ڈاکٹر سید شفیق الرحمن نماز نبوی ص ۲۵۹ پر عید کے دن غسل کے متعلق حدیث مرفوعہ کی بناءً حضرت علیؓ کے قول اور حضرت ابن عمرؓ کے فعل سے استدلال کرتے ہیں۔ ان میں سے کون حق پر ہے اور کون باطل ہے؟ یہ فیصلہ اپنے اصولوں کے مطابق خود غیر مقلدین کریں۔

(تفادیر ۱۳) عورتوں کا عید گاہ جانا مستحب ہے فرض ہے۔

میاں نذیر حسین لکھتے ہیں کہ عورتوں پر عید گاہ جانا مستحب ہے (فتاویٰ ملتان ص ۱۷۳) اور علامہ محمد رئیس داری فرماتے ہیں عورتوں پر نماز عید اور عید گاہ جانا فرض ہے۔ موصوف لکھتے ہیں ”لہذا فرض و واجب ہے کہ عورتیں نماز عید کے لئے عید گاہ جائیں (سلی

تحقیقی جائزہ ص ۷۹۸)

(تضاد نمبر 14) عورتوں کا عید گاہ جانا کثرت ظاہر کرنے کیلئے ہے نماز کا فرض ادا کرنے کیلئے ہے۔

میاں نذیر حسین فرماتے ہیں "عید گاہ جانا شوکت اسلام کے اظہار کے لئے ہے۔ کہتے ہیں "اسی اظہار شوکت اسلام کے لئے مستحب ہے جانا ہر ہر شخصوں کا عید گاہ میں حتی کہ لڑکے اور عورتیں اور پردہ دار اور حیض والیاں" (فتاویٰ علما کے حدیث ۳۷۳ ص ۱۷۷) جبکہ علامہ محمد رفیع بناری فرماتے ہیں کہ نماز عید اور عید گاہ جانا فرض ہے لہذا اس فرض کی ادائیگی کے لئے جائیں (حنفی تحقیقی جائزہ ص ۷۹۸)

(تضاد نمبر 15) عورتوں کا مسجد میں جانا جائز ہے واجب ہے۔

میاں نذیر حسین فرماتے ہیں "فرضی مسجد عورتوں کو جائز ہے اور مستحب یہ ہے کہ گھر میں نماز ادا کریں (فتاویٰ علما کے حدیث ۳۷۳ ص ۱۷۷) اور مولانا محمد علی امرتسری کا فتویٰ جس پر ۱۸ غیر مقلد علماء کے دلائل ہیں اس میں لکھا ہے "جب عورت مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے اذان مانگے تو مرد پر واجب ہے کہ اذان دے گا اگر نہیں دے گا تو گناہ کار ہوگا (فتاویٰ علما کے حدیث ۳۷۳ ص ۱۷۷)

(تضاد نمبر 16) عورتوں کا مسجد میں جانا رات کے ساتھ مفید ہے رات میں مفید نہیں ہے

میاں نذیر حسین کے نزدیک عورتوں کو مسجد کی اجازت رات کے ساتھ مفید ہے۔ علامہ محمد رفیع بناری کے نزدیک رات کے ساتھ مفید نہیں۔ میاں صاحب فرماتے ہیں "جو امور موجب فساد تھے شارع نے خود ان کی اصلاح کر دی خوشبو سے منع کیا۔ اور

اجازت کو رات کے ساتھ مقید فرمایا (فتاویٰ علما کے حدیث ۳۷۳/۱) جبکہ علامہ محمد ربیع بناری لکھتے ہیں ”اور بعض روایات میں رات والی قید اتناقی ہے اور حضرت ابن عمر و ام سلمہ ام المومنین کی روایت میں مطلقاً عورتوں کو مسجد جانے کی اجازت کا ذکر ہے ان میں کوئی قید نہیں (سنی جتھتی جائزہ ص ۸۳)“

مسائل عید میں غیر مقلدین کا ضعیف حدیثوں پر عمل:

غیر مقلدین کی عادت ہے کہ مقلدین ان کے سامنے صحیح حدیث بھی پیش کریں تو وہ اس کو ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں حالانکہ وہ خود بہت سی ضعیف حدیثوں پر عمل کرتے ہیں۔ ان میں بعض ضعیف حدیثیں ایسی ہیں جن کے ضعف کا وہ خود اقرار کرتے ہیں اور کچھ ایسی ضعیف حدیثیں ہیں جو فی الواقع ضعیف ہیں مگر وہ ان کی صحت کا لحاظ دعویٰ بھی کرتے ہیں اور ان پر عمل بھی۔ ان کی اس روش سے پتہ چلتا ہے کہ غیر مقلدین کے ہاں حدیث پر عمل کرنے اور نہ کرنے کا معیار خواہش نفس ہے اگر حدیث صحیح ہو مگر ان کی خواہش کے خلاف ہو تو اس کو رد کر دیتے ہیں اور اگر ان کی خواہش کے مطابق ہو تو ضعیف پر بھی عمل کر لیتے ہیں۔ ہم مسائل عید کے تناظر میں ان کی اس خواہش پرستی کی ہلکی سی بھٹک دکھانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مسائل عید میں کتنی ہی ضعیف حدیثیں ہیں جن کے ضعف کا اقرار کیا ہے اور پھر ان پر عمل بھی کیا ہے۔ اور کتنی ہی ضعیف حدیثیں ایسی ہیں کہ انہوں نے ان کی صحت کا لحاظ اور بے بنیاد دعویٰ بھی کیا ہے اور عمل بھی کیا ہے۔

(۱) عیدین کی نماز میں ہر تکبیر پر رفع یدین کرنا چاہتے حدیث ”لَا تُرْفَعُ الْيَدَانِ

إِلَّا بِلِيٍّ مِّنْ مَّوَالِيٍّ“ کو ضعیف ہے مگر عمل اس پر ہے (فتاویٰ علما نے حدیث ۸۷۳/۱۷۷)

(۲) غیر مقلدین کے شیخ الحدیث ابو سعید شرف الدین دہلوی سے سوال کیا گیا کہ

عیدین کی نماز میں زوائد تکبیرات کے اندر اکثر اہلحدیث رفع یدین کرتے ہیں اعادیت و آثار سے اس پر کیا دلیل ہے؟ اس کے جواب میں جناب شرف الدین صاحب لکھتے ہیں ”اہل حدیث اس بارے میں دو روایتیں پیش کرتے ہیں۔۔۔ دونوں روایتوں میں ایک ایک

راوی متکلم فیہ ہے۔ پہلی میں عبد اللہ بن قیسؓ..... دوسری میں یحییٰ بن ولید ہے۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۱۷۹۔ بحوالہ فتاویٰ ثنائیہ ۵۲۵)

(۳) مولانا داؤد غزنوی کے والد مولانا عبد الباقی غزنوی اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں "جمعہ کے خطبہ کی طرح عیدین کے بھی دو خطبے ہیں" اس پر حضرت جابرؓ سے مرفوع حدیث اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی موقوف حدیث لکھ کر فرماتے ہیں "اگرچہ یہ سب روایتیں ضعیف ہیں" (فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۱۸۳، بحوالہ فتاویٰ غزنویہ ۹۸، ۹۹)

(۴) مولانا عبد الباقی غزنوی سے سوال کیا گیا کہ نماز عید بلا عذر روزے قرآن و حدیث مسجد میں سنت ہے یا جنگل میں ۱۲ اس کے جواب میں مولانا موصوف لکھتے ہیں "یہاں نماز عید میں نماز عید کی پڑھنی خلاف سنت ہے رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں کہ آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی ہو ہاں ایک ضعیف حدیث میں وارد ہے کہ بادش کے عذر سے آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی (رواہ ابو ہریرہؓ) اس کو ابو داؤد نے اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ لیکن محققین میں اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے چونکہ یہ حدیث معمول پر امت ہے لہذا ہاں جو ضعف کے قابل استدلال و لائق جہت ہے"

(فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۱۸۳، بحوالہ فتاویٰ غزنویہ ۹۵)

(۵) فتاویٰ علمائے حدیث ۳/۱۸۷ پر لکھا ہے "عیدین میں دو خطبوں کا پڑھنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں" پھر اس کی وضاحت میں لکھا..... "ابن ماجہ وغیرہ کی حدیث میں عید کے دو خطبوں کی نص موجود ہے اگرچہ اس کی سند میں کچھ کلام ہے لیکن قیاس کے موافق ہے اور تعامل امت سے تقویت حاصل ہے"

(نوٹ) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے مرفوع حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں بیس رکعت اور وتر پڑھا کرتے تھے اس کی سند ضعیف ہے مگر میں تراویح پر امت

کا تعامل ہے اس سے یہ حدیث قوی ہو جاتی ہے لہذا یہ حدیث قابل استدلال و لائق حجت ہے۔ جب ہم یہ بات ان سے کہتے ہیں تو وہ ضعیف، ضعیف کا شور مچا کر اس حدیث کو رد کرتے ہیں مگر خود تعامل امت اور قیاس کی موافقت کی وجہ سے ضعیف حدیث کو قوی بھی بنا رہے ہیں اور عمل بھی کر رہے ہیں۔

(۶) غیر مقلدین سے سوال کیا گیا کہ نماز عید کی زائد تکبیروں میں رفع یدین کا کیا حکم ہے؟ تو اس کے جواب میں لکھا کہ عیدین کی تکبیروں میں رفع یدین کرنا حضرت عمرؓ کے فعل سے ثابت ہے لیکن اس میں ایک راوی ابن ابی شیبہ ضعیف ہے امام بیہقی نے سنن بیہقی کے ج ۳ ص ۲۹۲ پر لکھا ہے کہ یہ منقطع ہے۔ ایک مرفوع حدیث ابو داؤد، دارقطنی، بیہقی میں ہے لیکن اس کی سند میں بھی راوی ضعیف ہے..... پھر اس عمل کی صورت یہ نکالی..... لیکن ابن ابی اثیر ہری کی موافقت سے اس کی حافی ہو گئی۔ (فتاویٰ علما نے حدیث ۱۹۵۳)

(۷) تکبیرات عید کے درمیان ذکر کے متعلق لکھتے ہیں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہر دو تکبیروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس کو بیہقی نے ذکر کیا ہے۔ اس روایت کی سند میں بعض راویوں کے حالات معلوم نہیں (یعنی بعض راوی مجہول ہیں) اگرچہ یہ روایت ضعیف ہے۔ لیکن علما کا یہ مسلک اصول ہے کہ جگہ درجے کی ضعیف روایت پر فضائل اعمال میں عمل درست ہے جب کہ اس کے خلاف کوئی صحیح روایت موجود نہ ہو (فتاویٰ علما نے حدیث ۱۹۶۳) جب بات ہے کہ محدثین حضرات کا مسلک اصول ہے کہ جہالت راوی موجب ضعف ہے لیکن غیر مقلدین کے فلس کی خواہش تھی کہ تکبیرات کے درمیان ذکر کیا جائے۔ حدیث عائشہ کی تو اس کے بعض راوی مجہول تھے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہو گئی تو ان کو چاہئے تھا کہ جیسے دوسری بیہقیوں مدعیوں نے ضعیف کہہ کر رد کی ہیں وہ اس ضعیف حدیث پر بھی عمل نہ کرتے لیکن خواہش فلس کی تکمیل کیلئے انہوں نے اولاً اس

ضعف پر پردہ ڈالنے کیلئے راوی کا صراحۃً نام لینے کی بجائے بعض راوی کا عنوان رکھا پھر صاف مجہول کا لفظ بھی استعمال نہیں کیا بلکہ یہ کہا کہ بعض راویوں کا حال معلوم نہیں۔ پھر اس ضعف کو چٹکے درجے کا ضعف قرار دیا۔ اور مسائل کی حدیث تھی جس کو انہوں نے دریافت کر دو مسئلہ کے جواب میں لکھا ہے لیکن اس کو فضائل کی حدیث بنا کر اس پر مسلمہ اصول چسپاں کر کے اپنے لئے اس ضعیف حدیث پر عمل کا راستہ نکالنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن دوسری طرف حضرت حذیفہؓ اور ابو موسیٰ اشعرؓ کی چھ بحیرات وانی حدیث کو اس وجہ سے ناقابل عمل قرار دیا کہ اس کی سند میں ابو حاتمہؓ راوی مجہول ہے۔ کتنا بڑا علم ہے کہ لینے کے بات اور دینے کے اور

(۸) نماز عید کی پہلی رکعت میں سات، دوسری رکعت میں پانچ تکبیروں پر اکثر غیر مقلدین علماء نے حضرت عمرو بن عوف کی مرفوع حدیث اپنی کتابوں میں لکھی ہے۔ حالانکہ اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ راوی انتہائی ضعیف ہے۔ حافظ ابن حجر مستطافی مؤیداً تقریباً ۲۸۵ء میں لکھتے ہیں کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف المزنی المدنی ضعیف نیز فرماتے ہیں مِنْهُمْ مَنْ تَشَبَّهَ إِلَى الْكُذْبِ (بعض نے ان کو جھوٹا کہا ہے) حافظ مستطافی نے تہذیب احزاب ۸ ص ۴۲۲، ۴۲۳ پر اس کے متعلق محدثین کی مفصل جرح نقل کی ہے۔

۱۔ امام احمد رحمہ اللہ نے جس منکر الحدیث کیس پیش کیا وہ ۲۔ امام احمد رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں سَمِعْتُ أَبِي عَلِيَّ عِدَّةٍ مِّنْ خِيَارِ بَنِي عَبْدِ اللَّهِ فِي الْمَسْجِدِ وَلَمْ يُحَقِّقْهُ عَنْهُ میرے باپ نے مسند میں کثیر بن عبد اللہ کی حدیث سے اعراض کیا ہے اور اس سے ہمارے سامنے کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ ۳۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ابو ذر کو کہا لَا تُحَدِّثْ عَنْهُ شَيْئًا اس سے کوئی حدیث بھی آگے بیان نہ کرے۔ ۴۔ یحییٰ بن یحییٰ رحمہ اللہ نے

ہیں وہو ضعیف الحدیث اور کبھی یوں کہلایس بیشیء۔ ۵۔ امام ابو داؤد سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کان احد الکذابین وہ بہت جھوٹے لوگوں میں سے ایک تھا۔ ۶۔ امام شافعی رحمہ اللہ کا حدیث الکذابین..... احد اڑخان الکذاب یہ پرلے درجے کے جھوٹوں میں سے ہے۔ جھوٹ کا ایک ستون ہے۔ ۷۔ ابو زرعہ نے کہا وایہی الضعیف لیس بقوی حدیث میں کمزور ہے قوی نہیں ہے۔ ۸۔ امام ابو حاتم فرماتے ہیں لیس بالمتیین حدیث میں پختہ نہیں۔ ۹۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا قول قطعی ہے کہ میں مشرؤک الحدیث نیز امام نسائی نے کہا لیس بظیق۔ ۱۰۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ اس کے پاس من ابیہ من جدہ کی سند سے ایک من گھڑت روایت تھا جس سے وہ حدیث بیان کرتا تھا۔ جس کا سبب حدیث میں ذکر کرنا اور اس سے روایت کرنا حلال نہیں مگر ازراہ تہجد۔

وَوَيْ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ نُسَخَةٌ مَوْصُوعَةٌ لَا يَحِلُّ وَتَحْرُهَا فِي الْكُتُبِ وَلَا الرِّوَايَةُ عَنْهُ۔ ۱۱۔ طرف فرماتے ہیں وَابْنُهُ وَخَنَّانٌ عَجِبُوا الْعَصُومِيَّةَ وَلَمْ يَكُنْ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِنَا بَنَاءً خَذَ عَنْهُ۔ میں نے اس کو دیکھا وہ بہت جھڑا ہوا تھا اور ہمارے اصحاب میں سے کوئی بھی اس سے حدیث نہیں لیتا تھا۔ ۱۲۔ ابن عمران قاضی نے اسے کہا یسا عجیبُ انتَ ورجلٌ بَطْلَانٌ تُخَاصِمُ فِيمَا لَا تَعْرِفُ وَتَدَّعِي مَا لَيْسَ لَكَ وَلَيْسَ بِعَدْلِكَ مَا يُطْلَبُ اسے کثیرا تو بے کار ترین آدمی ہے۔ ایسے امور میں جھگڑا کرتا ہے جن کا تجھے پتہ نہیں ہوتا اور جس کا آپ دعویٰ کرتے ہیں وہ آپ میں نہیں نہ آپ کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو طلب کیا جائے۔ ۱۳۔ حَقَّقَهُ عَلِيُّ بْنُ الْمُقَدِّسِ، عَلِيُّ بْنُ مَدِينِی نے اس کو ضعیف کہا ہے۔

۱۴۔ ابن۔ حد نے کہا قلیل الحدیث بضعف۔ اس کے پاس حدیثیں تھوڑی ہیں ان میں بھی کمزور سمجھا جاتا ہے۔ ۱۵۔ ابن السکن نے کہا یہ من ابیہ من جدہ کی سند سے حدیثیں روایت کرتا ہے لیکن اس پر اعتراض ہے۔ ۱۶۔ امام حاکم فرماتے ہیں حَدَّثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ

جَدِّهِ نُسْخَةٌ فِيْهَا مَسَاجِيْرُ، کثیر بن عبد اللہ کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی سند سے ایک حدیثوں کا مجموعہ ہے جس میں مکر حدیثیں ہیں۔ ۷۱۔ طَعْفَةُ السَّاجِي وَتَغْقُوبُ بْنُ سُفْيَانَ وَابْنُ الْبَرِّ قُي۔ اس کو محدث ساجی، یعقوب بن سفیان اور ابن البرقی نے ضعیف قرار دیا ہے۔ ۱۸۔ وَقَالَ ابْنُ عُثَيْمٍ الْمُتَرِّ مُجْمَعٌ عَلَى ضَعْفِهِ، ابن عبد البر نے کہا اس کے ضعف پر اجماع ہے۔ ۱۹۔ ابن حزم نے کہا سَاقِطٌ مُتَّفَقٌ عَلَى إِطْرَاجِهِ وَأَنَّ الْبَرَّ وَابْنَهُ عَنْهُ لَا تَحِلُّ، درجہ اعتبار سے گرا ہوا ہے اس گرانے پر اور اس بات پر سب متفق ہیں کہ اس سے حدیث نقل کرنا حلال نہیں ہے۔

خود غیر مقلدین نے بھی اس کے ضعف کو نقل کیا ہے چنانچہ غیر مقلد محدث مولانا عبد الرحمن مبارکپوری اپنی کتاب تکرر الاموال فی شرح ترمذی کے ۶۱۷، ۶۱۸ پر لکھتے ہیں فَمَّا لَمْ يَخْلُصْ إِلَى التَّحْقِيقِ بِضَعْفٍ مِنْهُمْ مَنْ نَسَبَهُ إِلَى الْكُذْبِ قُلْتُ فَإِنَّ الشَّالِيحِي وَأَبُو خَاوَدَةَ هُوَ رُكْنٌ مِنْ أَرْكَانِ الْكُذْبِ وَقَالَ ابْنُ جَبَانٍ لَمْ يَكُنْ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ نُسْخَةٌ مَوْحُوشَةً غَدَا فِي الْفِيضِ الرَّانِ۔ حافظ نے تقریب میں کہا ہے کہ کثیر بن عبد اللہ ضعیف ہے اور بعض نے جو نہ قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں امام شافعی رحمہ اللہ داؤد نے کہا ہے کہ یہ جھوٹ کے ستونوں میں ایک ستون ہے اور ابن جہان نے کہا اس کے پاس عن ابیہ عن جدہ کی سند والا ایک من گزرت ہوشت تھا جس سے یہ حدیثیں بیان کرتا تھا۔ حافظ ذہبی علی رقی اور مشر احمد ربانی نے صلوۃ الرسول کے حاشیہ تسبیل الوصول میں لکھا اس کی سند میں کثیر بن عبد اللہ کی وجہ سے سخت ضعیف ہے (ص ۳۳۸) اسی ضعیف ترین حدیث لیکن غیر مقلدین نے اس کو ایک مضبوط دلیل کے طور پر اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ حافظ کیجئے (۱) مولانا یونس دہلوی مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب۔ اہل حدیث گزٹ دہلی ج ۸ شمارہ ۱۶۔ فتاویٰ علما کے حدیث ۱۸۸۳۔ ۲۔ فتاویٰ علما کے حدیث ۱۹۳۳۔ ۳۔ فتاویٰ

الحدیث ۳۹۸۲۔ ۳۔ صلوٰۃ الرسول صادق سیالکوٹی ص ۳۱۱۔ ۵۔ فتاویٰ ثنائیہ ۵۸۲۔ ۶۔
 رسول اکرم کی نماز مؤثرہ مولانا محمد اسماعیل سلفی ص ۱۲۲۔ ۷۔ تسبیل الوصول الیٰ تخریج صلوٰۃ
 الرسول ص ۳۳۸، ۳۴۰۔ اور تیرائی کی بات ہے کہ تسبیل الوصول میں زیج علی زئی اور مبشر
 ربانی دونوں نے لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے یعنی ضعیف ترین حدیث سے استدلال بھی کیا ہے
 اور اس کو صحیح بھی لکھ دیا ہے۔

(۸) بارہ بخیروں کے اثبات پر جعفر بن محمد کے طریق سے ایک حدیث نقل
 کرتے ہیں اور خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ مرسل ہے (یعنی تابعی نے صحابی کا واسطہ چھوڑ کر
 بیان کی ہے) چنانچہ فتاویٰ علما نے حدیث ۱۹۳۱، فتاویٰ علما نے الحدیث ۶۳۲، صلوٰۃ
 الرسول صادق سیالکوٹی ص ۳۱۲، پر ہے وعن جعفر بن محمد عن سلیمان بن عیسیٰ
 لکھتے ہیں وهذا منقطع اس کے باوجود صلوٰۃ الرسول مع حاشیہ تسبیل الوصول ص ۳۳۱،
 میں لکھا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اگر اذان طلوع الفجر سے پہلے کہہ دی جائے تو وہ بارہ بھی جائے گی یا نہیں۔ حنفیہ کے
 نزدیک وہ بارہ بھی جائے گی لیکن غیر مقلدین کے نزدیک وہ بارہ کہنے کی ضرورت نہیں اس پر
 حنفیہ کی ایک دلیل مرسل حدیث ہے یعنی حدیث حمید کہ مال نے ائمہ ہیرے میں اذان کہہ
 دی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو غم دیا کہ وہ اذان کی جگہ واپس جا کر اعلان کریں کہ بندہ
 سے نفرت ہو گئی۔ مولانا عبدالرحمن مبارک پوری اس کے جواب میں لکھتے ہیں غلوئے
 مَرَسَلٌ يَكْفِي لضعفه وَعَدَمُ ضَوْحِهِ لَا يَخْتَصُّج (ابکار السنن ص ۷۹) اس کا مرسل
 ہونا اس کے ضعف کے لئے اور احتیاج کی عدم صلاحیت کے لئے کافی ہے۔ خود مرسل
 روایت پیش کی تو اس کو صحیح لکھ دیا اور جب احناف نے دلیل میں مرسل روایت پیش کی تو اس
 کو ضعیف کہہ کر رد کر دیا ہے۔

(۹) نماز نبوی ترتیب ڈاکٹر سعید شفیق الرحمن، تحقیق و تخریج حافظ زبیر علی زئی، صحیح و تنقیح حافظ صلاح الدین یوسف اور الشیخ عبدالصمد رفیقی، غیر مقلدین کی ان اسباب اور بعد کی تحقیقی کتاب کے ص ۲۶۲، پر تنبیہ کے عنوان کے تحت لکھا ہے ”رسول اللہ ﷺ سے الفاظ تجسیر کی صراحت در اقطنی میں یوں آئی ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر ولله الحمد، اس حدیث کو امام ذہبی نے سخت ضعیف بلکہ موضوع (من گھڑت) کہا ہے (نماز نبوی مطبوعہ دار السلام لاہور ص ۲۶۲)“

اس حدیث کے سخت ضعیف اور موضوع ہونے کے باوجود صلوٰۃ الرسول صادق یا کوفی ص ۳۰۹، پر لکھا ہے ”میدگاہ کو جاتے اور واپس آتے ہوئے اونچی آواز سے یہ تجسیر پڑھتے رہیں اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، ولله الحمد، (دارقطنی) اور رحمانی نماز کو حافظ عبدالرحمن ص ۲۱۳، پر لکھا ہے ”آشویں تاریخی ذی الحجہ سے لکھنؤ میں عیسوی کی عصر تک ہفت روزہ نمازوں کے بعد تین تین دفعہ حسب ذیل تجسیر پڑھا لگتی جاتی ہیں یعنی اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، ولله الحمد،“

(۱۰) مولانا داؤد غزنوی کے والد حضرت مولانا عبدالبار غزنوی مسجد میں نماز عید پڑھنے کی حدیث کو ضعیف بھی بتاتے ہیں مگر اس پر عمل بھی پارتھتے ہیں چنانچہ موصوف فرماتے ہیں بلا عذر مسجد میں نماز عید کی پڑھنی خلاف سنت ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے روایت نہیں کہ آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی ہو۔ ہاں ایک حدیث ضعیف میں وارد ہے کہ بارش کے طر سے آپ نے مسجد میں عید کی نماز پڑھی۔۔۔۔۔۔ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ سے ہے اس کو ابو داؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ سمجھیں میں اس کی اسناد کو ضعیف کہا ہے۔ ہر چند سنت و اہل سنت کی نماز صحرائیں ہے مگر مسجد میں پڑھنے کا جواز بلا خلاف ہے (فتاویٰ علما کے حدیث ۱۸۴۳ بحوالہ فتاویٰ غزنوی ص ۹۵) اسی طرح غیر مقلدین کے مجتہد العصر

حدث رو پڑی صاحب لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ بارش ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز عید مسجد میں پڑھائی (مشکوٰۃ) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عید کی نماز میدان میں پڑھنی چاہئے۔ البتہ اگر بارش وغیرہ کا بغیر ہو تو عید کی نماز مسجد میں پڑھنی جائز ہے (فتاویٰ الجندیٹ ۵۹۲)

غیر مقلد مصنف محمد قاسم خولجہ لکھتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت آتی ہے ایک دفعہ بارش کی وجہ سے نبی ﷺ نے مسجد میں نماز عید پڑھائی تھی (ابوداؤد ۴۵۱۱، یہ روایت کو ضعیف ہے کیونکہ اس میں ایک راوی یحییٰ بن عبد اللہ بن ابی قریبہ جہول ہے تاہم اسی پر عمل ہے کیونکہ یہ ایک مجبوری ہے (عی طلی اصول ۱۵۳)

قارئین کرام! آپ نے دیکھا غزنوی صاحب اس حدیث کے ضعف کو فتنی فراغ دلی کے ساتھ تسلیم کر رہے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ اس سے اتنا مضبوط اور پختہ مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ سب نے اس کو مانا ہے۔ کسی ایک نے بھی اس میں اشکاف نہیں کیا۔ اس سے پتہ چل گیا کہ احادیث رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کا معیار قویٰ سند اور ضعف سند نہیں بلکہ فقہاء کی فتنی حقیق ہے پس اگر فقہاء کی حقیق میں حدیث معمول ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا خواہ وہ سنداً ضعیف ہو اور اگر فقہاء کی حقیق کے مطابق وہ غیر معمول ہے تو اس پر عمل نہ کیا جائے گا اگرچہ وہ سنداً قوی ہو بشرطیکہ وہ حدیث موضوع نہ ہو اور اگر فقہاء کے درمیان کسی حدیث کے معمول یا غیر معمول نہ ہونے کے بارے میں اشکاف ہو تو غیر فقہاء وغیر مجتہد آدمی کو چاہئے کہ وہ مجتہدین میں سے جس مجتہد و فقیہ کو کتاب و سنت کا زیادہ ماہر سمجھتا ہے اس پر اعتماد کر کے اس کی رہنمائی میں اس کی حقیق کے مطابق حدیث پر عمل کرے جیسے نا بیٹا آدمی جو خود آنکھوں کی روشنی سے محروم ہوتا ہے۔ مگر کسی با اعتماد و با اعتماد کر کے اس کی رہنمائی میں سطرطے کرتا ہے اسی طرح جو مسلمان آدمی اجتہاد و فتاوت کی روشنی سے محروم ہو وہ مجتہدین میں سے ماہر ترین مجتہد پر اعتماد کر کے اس کی رہنمائی میں دین پر عمل کرے اور اگر

خود بھی اجتہاد نہیں کر سکتا اور کسی مجتہد پر اجتہاد بھی نہیں کرتا اس کی مثال اس انداز سے کی طرح ہے جس کو خود نظر نہیں آتا اور دوسرے کسی نظر والے پر اجتہاد بھی نہیں کرتا بلکہ انکل چھوڑا کر چلنا شروع کر دیتا ہے کبھی گڑھے میں گرتا ہے کبھی دیوار میں ٹکراتا ہے اور کبھی کانٹوں سے پاؤں زخمی کرتا ہے اتنی تعظیض، مشقتیں اٹھانے کے باوجود کوئی پتہ نہیں کہ منزل مقصود پر پہنچتا بھی ہے یا نہیں یا پھر اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو ڈرائیوری سیکھے بغیر ڈرائیونگ شروع کر دیتا ہے اس کا انجام گاڑی اور جان دونوں جاوے۔ اسی طرح قوت اجتہاد کے بغیر جو آدمی اجتہاد کرتا ہے اس کا دین و ایمان دونوں جاوے۔ اناڑی ڈرائیور اور اناڑی مجتہد کا انجام جان و ایمان کی ہلاکت و ہر آدمی کے سوا کچھ نہیں۔ پس دین پر مکمل اور صحیح طور پر عمل کرنے کا طریقہ یا اجتہاد ہے یا مجتہد پر اجتہاد۔ مجتہد خود اجتہاد کرے گا اور غیر مجتہد ماہر پر اجتہاد کرے گا۔ اس کی مزید وضاحت دیکھنی ہو تو بار و مسائل حصہ اول کے مقدمے کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۱) عمیرات مید میں رفع الیدین کے متعلق ذاکر سید شفیق الرحمن رقم طراز ہیں امام ترمذی رحمہ اللہ نے عمیرات مید میں رفع الیدین کرنے پر جس حدیث سے استدلال کیا ہے اس میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر اس عمیر میں ہاتھ اٹھاتے جو رکوع میں جانے سے پہلے کہتے (نماز نبوی ۲۶۳) حالانکہ اس حدیث کی سند میں بقرہ ادوی ہے جو انتہائی ضعیف ہے ایک تو بقرہ میں ہے اور عیدین کے ساتھ روایت کر رہا ہے۔ اور ابن حبان کہتے ہیں لا یُصَحِّحُ یہ۔ ابو مسیر فرماتے ہیں بَقِیَّةُ عَلَیْہِ لَیْقَیْنِ فَکُنْ مِنْہَا عَلَی لَیْقَیْنِ، بقرہ صاف آدمی نہیں سواس کی حدیثوں سے چتا رہا۔ اور ابن عیینہ فرماتے ہیں لَا تَسْمَعُوا مِنْ بَقِیَّةٍ مَا تَحْکَمُ لِمَنْ سُنَّہُ وَاسْمَعُوا مِنْہَا مَا تَحْکَمُ لِمَنْ قَوَّابٍ وَغَیْرُہِ سَیَّانِ بن عیینہ فرماتے ہیں کہ قانون شریعت کے بارے میں بقرہ سے حدیث مست سنو۔ البتہ قواب وغیرہ کے متعلق اس سے حدیثیں سنو۔ لیکن ذاکر شفیق صاحب اپنی ضعیف حدیث کی بنیاد پر مسئلہ بتا اور لکھ رہے ہیں۔

فہرہ حد کے 10 مسائل میں

غیر مقلدین کے قیاسات اور اجتہادات:

غیر مقلدین نے فقہ و فقہاء کے خلاف اپنی تحریک کو موثر اور پرکشش بنانے کے لئے دعویٰ کیا ہے کہ اہل حدیث مذہب کی بنیاد خالص قرآن و حدیث پر ہے۔ مجتہدین کی آراء و قیاسات پر نہیں کیونکہ مجتہدین سے غلطی ہو سکتی ہے، اللہ و رسول اللہ ﷺ سے غلطی کا امکان نہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ معصوم ہیں۔ مجتہدین معصوم نہیں۔ لہذا حق اور صحیح مذہب وہی ہوگا جو خالص قرآن و حدیث یعنی وحی پہنی ہو، جس میں نہ امتیوں کے قیاسات کا دخل ہو اور نہ امتیوں کی آراء کا آمیز و شامل ہو اور وہ اہل حدیث مذہب ہے۔ پس اہل حدیث مذہب قرآن و حدیث، وحی الہی، دین محمدی کے مختلف عنوان ہیں۔ اہل حدیث مذہب قرآن و حدیث اور وحی الہی سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جبکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مذہب کی بنیاد مجتہدین کے قیاسات و آراء پر ہے۔

چنانچہ مولانا محمد جو ناگڑھی لکھتے ہیں ”سنئے جناب اہل رنگوں کی، مجتہدین اور اماموں کی رائے، قیاس، اجتہاد و استنباط اور ان کے اقوال تو کہاں؟ شریعت اسلام میں تو خود بخود غیر ﷺ بھی اپنی طرف سے بغیر وحی کے کچھ فرمائیں تو وہ بھی بھت نہیں (طریق محمدی ص ۵۷ ط لاہور)۔ مولانا جو ناگڑھی مزید لکھتے ہیں قہج ہے کہ جس دین میں نبی کی رائے بھت نہ ہو اس دین والے آج ایک امتی کی رائے کو دلیل سمجھتے گئے (طریق محمدی ص ۵۹)

جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اپنے خود ساختہ نظریات و قیاسات پر عمل کرتے ہیں

ان کی مذمت کرتے ہوئے حضرت عبداللہ نے فرمایا لَمْ يَخْدُثْ قَوْمٌ يَقْسُوْنَ الْاُمُوْرَ بِرَاْيِهِمْ فَبِهَذَا الْاِسْلَامِ وَيَسْلُمُ یعنی پھر ایسے لوگ ہوں گے کہ (جامل اور غیر مجتہد ہونے کے باوجود) اپنی مسائل میں قیاس دوڑانے لگیں گے ان کے ہاتھوں اسلام ٹوٹ جائے گا اور اس میں سوراخ ہو جائیں گے (طریق محمدی ۵۹) لیکن مولانا جو گزشتہ نے اس قول کو ائمہ مجتہدین کے قیاس و اجتہاد پر فٹ کر دیا ہے۔

مدرسہ جمعیۃ القرآن رحمانیہ الجندیہ اسلام آباد کے پرنسپل پروفیسر ڈاکٹر نور کے رسائل کفن و دفن کے مسائل و احکام سلسلہ مطبوعات نمبر ۳ کے چند اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔ رسول اکرم ﷺ نے نجات کا جو راستہ متعین فرمایا افسوس اسے چھوڑ کر ضلالت، مائلکیت، شافعییت اور صلیبیت کو اختیار کیا جا رہا ہے جس وقت آنحضرت ﷺ نے راہ نجات کا تعین فرمایا۔ کیا اس وقت ان مذاہب کا کوئی وجود تھا (رسائل کفن و دفن ص ۳۹)

قارئین کرام مقلدین کے مذہب کی بنیاد مجتہدین کے اجتہاد پر ہے اور مجتہدین سے خطا ہو سکتی ہے۔ اہل حدیث کی بنیاد کسی مجتہد کے اجتہاد پر نہیں بلکہ صرف اور صرف قرآن و حدیث پر ہے (رسائل کفن و دفن ص ۴۰)

غیر مقلدین کا مذکورہ بالا دعویٰ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ یہ سن کر شیطان بھی شرمایا ہوگا۔ ہم نے غیر مقلدین کے اس دعویٰ کی تحقیق کرنے کے لئے ان کی کتابوں میں مسائل عید کا مطالعہ کیا تو ہمیں متعدد ایسے مسائل نظر آئے جن میں غیر مقلدین نے خود قیاس و اجتہاد کر کے یا دوسرے اجتہادوں کی تقلید کر کے ان کے قیاس و اجتہاد پر عمل کیا ہے اور دوسروں سے بھی عمل کرانے کی کوشش کی ہے۔ ذیل میں غیر مقلدین کے قیاسی مسائل ملاحظہ کیجئے۔

(۱) نماز عید میں عورت امامت کرا سکتی ہے یا نہیں؟ چونکہ نماز عید کے بارے ایسی کوئی صریح نص نہیں تھی تو انہوں نے اس کا قیاس کیا پانچ وقتی نماز کی امامت پر اور قیاس کر

کے جواز کا فتویٰ دیا۔ چنانچہ غیر مقلدین کے جہتہ العصر حافظہ عبد اللہ محدث روپڑی سے پوچھا گیا کہ عورتیں طہرہ ہو کر کسی عورت کی امامت میں نماز عید پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟ موصوف نے جواب دیا کسی عورت کی امامت میں عورتوں کی طہرہ و نماز عید کے متعلق کوئی واقعہ نہ ملے تو اس سے اس کا عدم جواز یا بدعت ہونا لازم نہیں آتا۔ پانچ وقتی نماز میں رسول اللہ ﷺ نے ام ورقہ کو طہرہ و امامت کی اجازت دی تھی چنانچہ ابو داؤد میں ہے اور حضرت عائشہ بھی رمضان میں امامت کراتی تھی پس پانچ وقتی نماز سے استدلال ہو سکتا ہے کیونکہ جب ایک نماز میں ایک چیز ثابت ہو جائے تو سب نمازیں اس میں یکساں ہوتی ہیں۔ (فتاویٰ الجہدیت ۶۲/۲) اس مسئلہ میں غیر مقلد مفتی نے نماز عید میں عورت کی امامت کا قیاس کیا ہے عورت کی پانچ وقتی نماز کی امامت پر۔ کیا اس قیاس کو خالص قرآن کہیں گے یا خالص حدیث؟ اس کو روپڑی اجتہاد کہیں گے یا وحی الہی؟

(۲) بخیر است میں ہر بخیر میں رفع یدین کرنے کے بعد ہاتھ بائیں پا کھٹے رکھیں؟ چونکہ اس بارے میں کوئی صریح حدیث نہ تھی تو غیر مقلدین نے دوسری نمازوں پر قیاس کر کے ہاتھ بائیں سے کھم دیا۔ اور قیاس بھی بلا سے جب اہواز سے کیا ہے۔ پہلے اس پر زور لگایا کہ دو بخیروں کے درمیان حمد و ثناء ہے اس پر بھی مرفوع حدیث نہ مل سکی تو اپنے اصول کو چھوڑ کر چند صحابہ کرام جو غیر معصوم امتی ہیں ان کے قول و فعل کو لیکر دو بخیروں کے درمیان حمد و ثناء کا نظریہ بنایا اس کے بعد قیاس کیا کہ چونکہ باقی نمازوں میں حمد و ثناء کے وقت ہاتھ بائیں سے جاتے ہیں اور چونکہ دو بخیروں کے درمیان بھی حمد و ثناء ہے لہذا اس میں بھی ہاتھ بائیں سے جائیں گے۔ چنانچہ لکھا ہے۔ چونکہ (دو بخیروں کے درمیان) ثناء اور حمد کا پڑھنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مثل عبد اللہ بن مسعود و منذر بنہ اور ابو موسیٰ سے قولاً و فعلاً صحیح اسنادوں کے ساتھ ثابت ہے اور دوسری نمازوں میں بخیر تحریر کے بعد ثناء اور حمد پڑھنے کے

وقت ہاتھوں کا باندھنا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے لہذا اس پر قیاس کر کے اور جمہور امت کی اقتدا (تخلید - نقل) کے لحاظ سے قول راجح ہاتھوں کا باندھنا ہی معلوم ہوتا ہے۔

(فتاویٰ علما نے حدیث ۱۸۶۴)

(۳) غیر مقلدین نے عید کے دو خطبوں کا قیاس کیا ہے جمہ کے دو خطبوں پر چنانچہ فرماتے ہیں دو خطبوں کی روایتیں اگرچہ ضعیف ہیں مگر جمہ پر قیاس سے اس مسئلہ کی تائید ہوتی ہے کہ عیدین کے جمہ کی طرح دو خطبے پڑھے جائیں (فتاویٰ علما نے حدیث ۱۹۷۳) (۴) عید گاہ میں نماز ادا کرنا سنت و شعاثر اسلام سے ہے (فتاویٰ علما نے حدیث ۱۹۸۴) عید گاہ میں نماز عید کو شعاثر اسلام میں سے کہا ہے یہ قرآن میں ہے یا حدیث میں؟ اگر قرآن و حدیث میں اس کی صراحت ہے تو وہ پیش کریں اور اگر اس پر قرآن و حدیث کی صریح دلیل نہیں تو یہ غیر مقلدین کا اپنا یا دوسرے ائمہ کا اجتہاد ہے اس سے ان کا یہ دعویٰ کہ اہل حدیث خالص قرآن و حدیث کے پیروکار ہیں اور دوسرے مذاہب والے مجتہدین کے اجتہاد پر عمل کرتے ہیں، باطل ہو گیا۔

(۵)..... مہیاں نذر حسین نے فتویٰ دیا ہے کہ جو لوگ مسجد میں عید کی نماز ادا کرتے ہیں وہ الہیت تارک السنہ ہیں، بدعتی نہیں کہے جاسکتے (فتاویٰ علما نے حدیث ۱۹۸۴، نکوالہ فتاویٰ نذیریہ ۶۲۸) غیر مقلدین اگر اپنے مذکورہ بالا دعوے میں سچے ہیں تو وہ اس پر قرآن و حدیث کی صریح دلیل پیش کریں اور اگر قرآن و حدیث کے اصول و کلیات سے نتیجہ نکالیں گے تو اس کا نام اجتہاد قیاس ہے جس سے ان کا مذکورہ دعویٰ جھوٹا ہو جاتا ہے۔

(۶) غیر مقلد مفتی بتاتا ہے کہ عید گاہ میں نماز عید کا ثواب مسجد کی نماز عید سے زیادہ ہے۔ اس مسئلہ کو ثابت کرنے میں غیر مقلد مفتی نے پانچ قیاس کئے ہیں۔ بحث اس سے نہیں کہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط۔ ہمارا شکوکہ یہ ہے کہ اگر فقہاء قیاس کریں تو وہ کارائیں بن

جائے اور خود غیر مقلدین قیاس کریں تو وہ قرآن و حدیث بن جائے۔ یہ دو رنگی کیوں ہے۔ دینے کے ہاں اور لینے کے اور۔ کیا یہ قرآن و حدیث ہے؟ اب وہ پانچ قیاس ملا دیکھ فرمائیں

۱۔ فرض نماز باجماعت کا ثواب اکیلے آدمی کی نماز سے کچھوں یا ستائیس گنا زیادہ ہوتا ہے۔ غیر مقلد مفتی نے اس پر قیاس کیا نماز عید باجماعت کا۔

ب۔ عید گاہ کا قیاس کیا مسجد پر کہ جیسے مسجد میں فرض نماز باجماعت کا ثواب نمازیوں کی کئی وزیادتی کے حساب سے کم زیادہ ہوتا ہے اسی طرح عید گاہ میں نماز عید میں نمازی زیادہ ہوں گے تو ثواب بھی زیادہ ہوگا۔

ج۔ حدیث میں ہے جو آدمی فساد امت کے وقت سنت کو مضبوطی سے پکڑے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر اجر ملے گا۔ اس کلیہ کے تحت انہوں نے اپنے قیاس سے عید گاہ میں نماز پڑھنے پر بھی سو شہیدوں کے ثواب کی نوید سنا دی۔ کلیہ کو غیر منصوص جزئیہ پر منطبق کرنا قیاس کہلاتا ہے۔

د۔ حدیث میں ہے جو آدمی بھلائی کی طرف جائے اس کو نیک کام کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ کلیہ تھا مفتی صاحب نے اس کو منطبق کیا اس آدمی پر جو عید گاہ میں نماز عید کی طرف جائے۔

ہ۔ فرض نماز کے لئے جو آدمی دور سے چل کر آئے اور مسجد میں آکر نماز ادا کرے اس کے لئے زیادہ ثواب کی خوشخبری حدیث میں دی گئی ہے۔ مگر غیر مقلد مفتی نے نماز عید کو فرض نماز پر اور عید گاہ کو مسجد پر قیاس کر کے کہا کہ جو آدمی عید گاہ جائے گا اس کو بھی دور سے آنے کی جگہ سے زیادہ ثواب ہوگا۔

(۷) حضور ﷺ نے ہجر سے مسجد میں نماز عید پڑھی مگر غیر مقلدین کے سر

براہ بلا عذر مسجد میں نماز عید پڑھنے والے کو تارک السنہ کہتے ہیں، بدعتی نہیں کہتے۔ یہ حکم انہوں نے بلا عذر مسجد میں نماز عید پڑھنے کا بتایا ہے کیونکہ عذر کی وجہ سے ہو تو وہ عین سنت کے مطابق ہے ایسا آدمی تارک السنہ نہیں۔ چنانچہ میاں صاحب سے دریافت کیا گیا کہ اگر مسجد میں نماز عید ناجائز ہے تو ایسا آدمی بدعتی ہے یا نہیں اور مسجد میں نماز عید ادا کرنا بدعت ہے یا نہیں؟ موصوف جواب میں فرماتے ہیں مسجد میں جو لوگ عید کی نماز ادا کرتے ہیں وہ الہیہ تارک السنہ ہیں بدعتی نہیں کہے جاسکتے۔ کیونکہ ایک ہزار آں حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بالعدہ پایا گیا ہے۔ (فتاویٰ علما نے حدیث ۱۶۸/۳) میاں صاحب نے بلا عذر مسجد میں نماز عید کا قیاس کیا ہے بالعدہ مسجد میں نماز عید ادا کرنے پر۔ اور قیاس بھی غلط۔ یہ قیاس ایسے ہی ہے جیسے جولاہوں کے سر براہ بوجھ بھگوان نے قیاس کیا تھا۔

حظیفہ: ایک دفعہ جولاہوں کا ایک آدمی درخت پر چڑھ گیا لیکن اتر نہیں سکتا تھا۔ سارے جولاہے اسے کہتے ہوئے اور اس کو اتارنے کی تدبیریں سوچتے گئے لیکن کوئی تدبیر سمجھ میں نہ آئی اور پر والے نے اوپر اور نیچے والوں نے نیچے شور مچایا ہوا ہے۔ آخر کار بوجھ بھگوان صاحب تشریف لائے۔ آکر نیچے اوپر دیکھا اور سب کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ بے وقوف یہ کام ہی کوئی مشکل ہے ایک رسہ لاکھ میں ابھی اتار کر دکھاتا ہوں۔ رسہ لایا گیا۔ بوجھ بھگوان نے کہا اس کو اوپر بھگوان، وہ رسہ پکڑ کر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لے اور تم اس کو نیچے کھینچو ایک عقل مند آدمی گذرا اس نے کہا اللہ کے بندہ اس طرح یہ آدمی مر جائے گا۔ بوجھ بھگوان عقل مند کو کہتا ہے ارے پاگل اللہ کی قسم ہم نے کئی آدمی ایسی رسہ کے ساتھ کنویں سے نکالے ہیں۔ تو جیسے بوجھ بھگوان نے درخت سے اتارنے کا قیاس کیا کنویں سے نکالنے پر اور اس آدمی کی گردن تو اسی طرح میاں تدریسین نے بھی بلا عذر مسجد میں نماز پڑھنے کا قیاس کیا ہے مسجد میں بالعدہ نماز عید پڑھنے پر۔ اور علما نے کرام نے حضرت عائشہؓ کی حدیث

(لو ادرک رسول اللہ ﷺ ما احدث النساء لمتنعن المساجد رواہ البخاری۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا اگر پاتے رسول اللہ ﷺ عورتوں کے ان نئے حالات کو جواب پیدا ہو چکے ہیں تو آپ ﷺ ان کو مساجد سے روک دیتے بحوالہ فتاویٰ علمائے حدیث ۱۷۳/۱ پر قیاس کر کے عورتوں کو عید گاہ جانے سے منع کیا تو میاں صاحب نے اس کو رد کرتے ہوئے کہا اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ فرض حضرت عائشہؓ کی مطلقاً منع حضوری مسجد ہے تو پس اس میں صریح تخصیص مسجد کی موجود ہے۔ قیاس اقتناع حضوری عید گاہ اس پر درست نہیں۔ (فتاویٰ علمائے حدیث ۱۷۳/۱) حالانکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو مسجد کا تقدس ہے وہ عید گاہ کا نہیں۔ اور جو نماز فرض کی اہمیت ہے وہ نماز عید کی نہیں جتنی تাকید فرض نماز کی ہے وہ نماز عید کی نہیں۔ جتنی تাকید فرض نماز کی جماعت کی ہے نماز عید کی جماعت کی اتنی تাকید نہیں۔ اس کے باوجود جب عورتوں کو فرض نماز کی جماعت کے لئے مسجد میں جانا منع ہے تو عید گاہ میں نماز عید کی جماعت کے لئے جانا بطریق اولیٰ منع ہوگا۔ میاں صاحب نے علماء کے صحیح قیاس کو تو رد کر دیا۔ مگر اپنے فاسد قیاس کو منوانے پر سارا زور صرف کر دیا ہے۔ اور اب غیر مقلدین نے میاں نذیر حسین کی اندھی تقلید کر کے اس کے فاسد قیاس کو قبول کر لیا اور دوسرے علماء کے صحیح قیاس کو رد کر دیا اور کسی غیر مقلد نے آج تک میاں صاحب اور ان کے مقلدین آل حدیث کی تردید میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔

(۸) کنز سید شفیق الرحمن نماز نبوی کے ص ۲۵۹ پر غسل عید کا قیاس کرتے ہیں غسل

بہمہ پر۔ چنانچہ فرماتے ہیں اور بعد کے غسل پر قیاس کیا گیا ہے۔

(۹) میاں نذیر حسین عورتوں کے مسجد عید گاہ جانے کا قیاس کرتے ہیں عورتوں کے

رہنے پر کہ جیسے مردوں اور عورتوں کا اختلاف حج کے لئے مانع نہیں اسی طرح مسجد عید گاہ جانے میں مانع نہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں ”حج کے لئے عورتیں جب سے گھر چھوڑ کر نکلتی ہیں تو

ابتداءً روانگی سے کیا کیا حالتیں ریل و جہاز و اونٹ پران کی بے پردگی کی پیش آتی ہیں پھر مکہ معظمہ میں وقت طواف و سعی وغیرہ کے کس مرتبہ کا اختلاط مردوں سے رہتا ہے کہ مارے و شکوں کے گر گر جاتی ہیں اور یہ صریح حرام ہے تو اسی جہت سے عورتیں حج سے باز رکھی جاویں گی بلکہ اختلاط رجال اور دوسرے منہیات سے تاکید لازم ہوگی (اسی طرح مسجد و عید گاہ جانے میں اختلاط کی اصلاح ہوگی مگر عورتیں باز نہ رکھی جائیں گی) فتاویٰ علما نے حدیث ۳۷۳ (۱)

(۱۰) غیر مقلد مفتی محمد علی امرتسری نے خیانت یا جہالت کی بناء پر پہلے لکھا کہ جب عورت خاوند سے مسجد کی اجازت مانگے تو بخاری و مسلم میں ہے کہ مرد پر واجب ہے کہ اذن دے۔ پھر نماز عید کا فرضی نماز پر اور عید گاہ کا مسجد پر قیاس کیا کہ عید کی نماز کے لئے تو سخت تاکید ہے لہذا نماز عید اور عید گاہ کے لئے تو طریق اونی اذن دینا واجب ہے۔ موصوف لکھتے ہیں ”جب عورت مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے اذن مانگے تو مرد پر واجب ہے کہ اذن دے اگر نہیں دے گا تو گناہ کار ہوگا اور خاص کر عید کی نماز کے لئے تو سخت تاکید ہے (فتاویٰ علما نے حدیث ۳۷۴ (۲۰۰)

مسائل عید میں غیر مقلدین کے 31 جھوٹ:

جھوٹ ۱: عیدین کی نماز میں ثنا سبحانک اللہم یا اللہم باعد بینی پڑھنے کے لئے صلوٰۃ الرسول ص ۳۱۰، پر ابن خزیمہ کا حوالہ دیا ہے جبکہ ابن خزیمہ میں کوئی بھی ایسی حدیث موجود نہیں ہے۔ صادق سیالکوٹی صاحب نے حدیث کی کتاب کی آڑ میں نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۲: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب صلوٰۃ الرسول ص ۳۱۰ پر، لکھتے ہیں پھر امام اوپنی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پھر امام اوپنی آواز سے قراءت پڑھے اور مقتدی چپ چاپ سنیں صحیح مسلم۔ یہ تفصیل نماز عید کے بارہ میں صحیح مسلم میں ہرگز نہیں ہے لہذا حکیم صادق صاحب نے حدیث کی کتاب کا حوالہ دے کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۳: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے صلوٰۃ الرسول ص ۳۰۹ پر لکھا ہے عید کا وہ کو جاتے اور واپس آتے ہوئے اوپنی آواز سے یہ تکبیر پڑھتے رہیں اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر ولله الحمد (دارقطنی) حلائک دارقطنی میں اس تکبیر کی صراحت کے ساتھ جاتے اور واپس آتے، اس کو اوپنی آواز کے ساتھ پڑھنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔ صادق صاحب نے حدیث کی کتاب سنن دارقطنی کے پردہ میں نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۵.۴: ڈاکٹر سید شفیق الرحمن نماز نبوی کے ص ۲۵۹ پر لکھتے ہیں عید اگر جمعہ کے دن ہو تو نماز عید پڑھنے کے بعد جمعہ پڑھ لیں یا ظہر اختیار ہے۔ اس کتاب پر غیر مقلدین کے تین غیر مقلد محققین نے تحقیق کا کام کیا ہے۔ زیج علی زفی، حافظ صلاح الدین یوسف، عبد الصمد رفیقی۔ اور ان حضرات نے حوالہ دیا ہے سنن ابی داؤد اور ابن ماجہ کا لیکن سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں کوئی ایسی حدیث نہیں جس کا یہ ترجمہ بنا ہوا اور اس میں اس بات کی

صراحت ہو۔ یہ ان حضرات کی اپنی اجتہادی رائے ہے۔ انہوں نے جھوٹ بول کر سنن اپنی دواؤں اور ابن ماجہ کے دو جھوٹے حوالے دے کر اس کو حدیث ظاہر کیا ہے اور نبی پاک ﷺ پر اسے جھوٹ بولے ہیں۔

جھوٹ ۶، ۷: صادق سیالکوٹی صاحب صلوٰۃ الرسول ص ۳۱۰ پر لکھتے ہیں پھر دعائے افتتاح ختم کر کے قراءت سے پہلے ”ظہیر ظہیر کرسات تکبیریں کہیں (ترمذی) صادق سیالکوٹی صاحب نے یہاں صرف دو جھوٹ بولے ہیں۔ ۱۔ پھر دعائے افتتاح ختم کر کے۔ ۲۔ ظہیر ظہیر کر یہ دونوں باتیں ترمذی کی حدیث میں نہیں ہیں۔ یہ ان کی اپنی باتیں ہیں۔ ان کے۔ اگر یہ ترمذی کی حدیث میں صراحت ہے تو وہ ذرا اس لفظ کی تفسیر کریں جس کا یہ ترجمہ ہے اور اگر یہ کسی لفظ کا ترجمہ نہیں تو یہ ان کا اپنا اجتہاد ہے جس پر وہ عمل کرتے ہیں اور ہندو پاک کے غیر مقلدین سے اپنی اس اجتہادی رائے پر عمل کراتے ہیں تو ان کا مخالف کتاب و سنت پر عمل کا دعویٰ جھوٹ ثابت ہوا۔ اس سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین حدیث میں اپنی رائے کو داخل کر کے اس کو حدیث کا حصہ بنا کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں لیکن لوگوں کو تاثر دیتے ہیں کہ یہ مخالف حدیث ہے۔

جھوٹ ۸: آگے جا کر دوسری رکعت کی قراءت کے متعلق لکھتے ہیں ”قراءت شروع کرنے سے پہلے ظہیر ظہیر کر پانچ تکبیریں کہیں (ترمذی)“ حالانکہ ترمذی میں ان پانچ تکبیروں کے لئے کوئی لفظ ایسا نہیں جس کا ترجمہ ہو ظہیر ظہیر کر۔ حدیث کی کتاب ترمذی کا نام لے کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۹: صادق سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں ”ان تکبیروں میں بھی رفع الیدین کریں اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیا کریں (نہیلی)“ حالانکہ نہیلی کی حدیث میں تکبیروں کے بعد ہاتھ باندھنے کا سر سے سے ذکر ہی نہیں لہذا صادق صاحب نے حدیث کی کتاب کا حوالہ دے کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۱۰: صادق سیالکوٹی صاحب صلوٰۃ الرسول ص ۴۱۱ پر لکھتے ہیں "پھر خطبہ پڑھیں۔ اور عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں (صحیح مسلم)" صادق صاحب نے حدیث کی کتاب صحیح مسلم کا نام لے کر جھوٹ بولا ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث عید میں کسی حدیث میں بھی منبر پر خطبہ دینے سے نفی مذکور نہیں ہے۔ یہ صادق صاحب کی اپنی رائے ہے جس کو انہوں نے صحیح مسلم کے پردے میں حدیث ٹھاپ کر کے نیا پاک مسلح پتھر پر جھوٹ بولا ہے (نوٹ) یہ تو ان کے صادق کی حالت ہے۔ نہ جانے ان کے کاذب کی کیا حالت ہوگی۔ الامان والحفیظ۔

جھوٹ ۱۱: ڈاکٹر سید شفیق الرحمن نماز نبوی کے ص ۲۶۳ پر لکھتے ہیں "نماز عید کا طریقہ..... پھر سینے پر ہاتھ باندھ کر دعائے افتتاح پڑھیں" نماز عید کی صراحت کے ساتھ کسی حدیث میں بھی سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم مذکور نہیں ہے اس کو نماز نبوی کہہ کر نقل کرنا نیا پاک مسلح پتھر پر جھوٹ ہے ہاں اگر وہ یوں کہتے کہ ہم نے نماز عید کو قیاس کیا ہے پاچا وقتی نماز پر تو یہ صحیح ہوتا مگر اس صورت کے مطابق ان کو شیطان بنا دیتا ہے کہ ان کے ہاں قیاس کرنا شیطان کا کام ہے۔ اور اگر قیاس نہیں کرتے اور نماز عید کی صراحت کے ساتھ سید پر ہاتھ باندھنے کی کوئی حدیث نہیں تو اس کو بغیر حدیث کے نماز نبوی قرار دینا نیا پاک مسلح پتھر پر جھوٹ ہے۔ اور جہاں ان کن بات یہ ہے کہ اس کتاب کے حقیقی زیر علی زنی اور مسیح صلاح الدین یوسف اور عبد الصمد رفیقی صاحب بھی اس پر خاموش ہیں۔

جھوٹ ۱۲ تا ۱۵: ڈاکٹر سید شفیق الرحمن نماز نبوی کے ص ۲۶۳ پر لکھتے ہیں کہ "سات گھبروں میں ہر گھبر پر رفع الیدین کریں اور ۲۔ ہر گھبر کے بعد ہاتھ باندھیں۔ ۳۔ پھر امام اونچی آواز سے اور مقتدی آہستہ الحمد شریف پڑھیں۔ ۴۔ پھر امام اونچی آواز سے قرآن پڑھیں اور مقتدی چپ چاپ سٹیں۔ ڈاکٹر صاحب نے نماز عید کے طریقہ کے تحت یہ سب کچھ لکھا ہے اور ان چار امور پر کسی حدیث کا حوالہ نہیں دیا یہاں پر ڈاکٹر صاحب کے اقوال

میں بھی خاموش ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تینوں صاحبان بھی تسلیم کرتے ہیں کہ نماز عید کی صراحت کے ساتھ یہ چار امور کسی حدیث میں مذکور نہیں تو صاف اقرار کریں کہ ان چار امور میں ہمارا قیاس اور ہماری اجتہادی رائے یہ ہے لیکن اس میں ان کو شیطان بھی بڑا پڑتا ہے اور خالص قرآن و حدیث پر عمل کے دعویٰ میں جھوٹا بھی بڑا پڑتا ہے۔ اس لئے بغیر صریح حدیث کے اس کو نماز نبوی کے عنوان سے ذکر کر کے نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۱۶، ۱۷: ذاکر شفیق الرحمن نماز نبوی کے ص ۲۶۳ پر لکھتے ہیں ”دوسری رکعت میں پانچ تکبیریں کہیں۔ ۱۔ ان تکبیروں میں بھی رفع الیدین کریں۔ ۲۔ اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ بائیں“ ان دونوں مسکوں میں نماز عید کی صراحت کے ساتھ کوئی حدیث بھی ذکر نہیں کی۔ البتہ امام ربیع نے حضرت ابن عمرؓ کی رفع الیدین والی حدیث پر اپنے قیاس و اجتہاد کے ساتھ باب رفع الیدین فی تکبیر العید قائم کیا ہے جبکہ حدیث میں نماز عید کا ذکر نہیں ہے لہذا اس کو نماز عید پر فٹ کرنا امام ربیعؒ کی قیاس کا ہے۔ غیر مقلدین نے امام ربیعؒ کی تقلید میں ربیعؒ کے حوالے سے نماز عید میں رفع الیدین نقل کیا ہے۔ اور ہر تکبیر کے بعد ہاتھ بائیں دینا یہ نہ ربیعؒ میں ہے نہ کسی اور حدیث کی کتاب میں ہے۔ یہ بھی محض ان کا قیاس و اجتہاد ہے یا تو تسلیم کریں کہ ہم نے ان دونوں مسکوں میں خود قیاس کیا ہے یا امام ربیعؒ کی تقلید کی ہے۔ خود قیاس کریں تو اپنے فتوے کے مطابق شیطان اور اگر امام ربیعؒ کی تقلید میں یہ دونوں کام کریں تو اپنے فتوے کے مطابق مشرک۔ اس لئے شامیوں نے قیاس کا اقرار کیا نہ تقلید کا بلکہ اس کو نماز نبوی قرار دے کر نبی پاک ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۱۸ تا ۲۱: ذاکر شفیق الرحمن نے نماز نبوی کے ص ۲۶۳ پر لکھا ہے عیدین کا خطبہ منبر پر نہ پڑھیں آئے بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، چار کتابوں کا حوالہ دے کر تاثر دیا ہے کہ حدیث کی ان چار کتابوں میں احادیث رسول اللہ ﷺ سے منبر پر خطبہ دینے سے نفی ہے۔ حالانکہ بخاری، مسلم میں منبر پر خطبہ دینے سے نفی ہے نہ اس پر انکار

نماز عید الفطر کے بارے ایک قول یہ ہے کہ راست میں بالکل تکبیر نہ کہے دوسرا قول یہ ہے کہ آہستہ کہے عید قربانی کی طرح جہر آند کہے یہی رائج قول ہے۔ اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ تکبیر میں جہر کرنا سنت ہے۔ اور اس کی وجہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا نفاذ ہے۔ اور تا کہ پورا کرو تم کفنی کو اور تا کہ تم بڑائی بیان کرو اللہ کی اس کی ہدایت دینے پر۔ اور پہلے قول کی وجہ یہ ہے کہ (بہ طور عبادت) بلند آواز سے ذکر کرنا اصل کے اعتبار سے بدعت ہے لہذا یہ اپنے مورد پر بند رہے گا۔ (وہ صلوٰۃ الاضحیٰ ہے) اب ہم یہ پوچھ سکتے ہیں کہ عید میں تکبیر میں جہر آند کہے اور کیا سنت ہے۔ کس عبادت کا ترجمہ ہے۔ اور آگے ص ۱۱۶ پر نماز عید الاضحیٰ کے بارے میں لکھا ہے وَتُكَبِّرُ جَهْرًا تَقْفًا فِي الطَّرِيقِ۔ اور راست میں بالاتفاق تکبیر جہر آند کہے۔

اور ہدایہ ۱۳۷۱ء میں ہے

وَلَا تُكَبِّرُ جَهْرًا أَوْ خَفِيفًا فِي طَرِيقِ الْمَسْجِدِ وَجَنْدُهَا يُكَبِّرُ جَهْرًا بِالْأَضْحَى وَلَوْ أَنَّ الْأَصْلَ فِي الشَّارِبِ الْإِعْقَادَ وَالْفَرْعُ وَرَدَ بِهِ فِي الْأَضْحَى لِأَنَّهُ يُؤْمَرُ تَكْبِيرَهُ وَلَا تَكْلِفُ الْفِطْرُ

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک عید گاہ کے راست میں تکبیر جہر آند کہے اور صاحبین کے نزدیک تکبیر جہر آند کہے عید الاضحیٰ پر قیاس کرنے کی وجہ سے امام اعظم کی دلیل یہ ہے کہ گاہ میں اصل افشاء ہے اور شریعت میں تکبیر جہر آند کا حکم وارد ہوا ہے عید الاضحیٰ کے بارے کیونکہ وہ تکبیر کا دن ہے مگر عید الفطر اس طرح نہیں ہے (اس لئے عید الاضحیٰ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے) اور شرح الوفا ۲۳۵۱ء میں ہے

وَيُحْرَجُ إِلَى الْمَسْجِدِ لِقَبْرِ مُكَبِّرٍ خَفِيفًا فِي طَرِيقِهِ لِقِي
التَّكْبِيرِ بِالْحَلِيمِ حَتَّى لَوْ تَكَبَّرَ مِنْ غَيْرِ حَلِيمٍ كَانَ خَسَنًا

اور عید گاہ کی طرف (نماز عید الفطر میں) اس طرح نکلے کہ راست میں تکبیر جہر آند کہے مصنف نے تکبیر جہر آند کی لٹی کی ہے کیونکہ اگر بغیر جہر کے تکبیر کہے تو یہ اچھی بات ہے۔ آپ

نے دیکھ لیا کہ تینوں کتابوں میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا یہ ترجمہ ہو ”تکبیر جہا کہے یہی سنت ہے“ جب ایسا کوئی لفظ نہیں تو یوسف بے پوری نے ایک سانس میں تین جھوٹ بولنے کا ریکارڈ قائم کیا ہے اور غیر مقلدین اس کتاب کو چھاپ کر ان انکاؤنٹ کی خوب اشاعت کر رہے ہیں۔

جھوٹ ۲۵، ۲۶: یوسف بے پوری نے حقیقت لفظ ص ۲۰۲ پر دو مزید جھوٹ بولے ہیں لگتے ہیں نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے ہدایہ ص ۲۲۶، شرح وقایہ ص ۱۵۱، اب ہر دو کتابوں کی اصل عربی عبارت مع ترجمہ ملاحظہ کریں۔ اور غیر مقلدین کی ویڈیو دیکھ لیں۔

ہدایہ ص ۲۶۱ پر ہے

وَمِنْ صُلَاحِ الْأَمَامِ بِالنَّاسِ رَجْعَتَيْنِ تَكْبِيرٌ فِي الْأُولَى لِلْإِفْتِاحِ
وَلِثَلَاثَةٍ تَعْدِلُهَا وَتَكْبِيرٌ رَابِعَةٌ يَرْتَفِعُ بِهَا وَهَذَا قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ
وَأَمَّا قَوْلُنَا وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ تَكْبِيرٌ فِي الْأُولَى لِلْإِفْتِاحِ وَعَشْرًا
تَعْدِلُهَا وَفِي الثَّانِيَةِ تَكْبِيرٌ خَمْسًا ثُمَّ يَفْرُغُ وَفِي رَوَايَةٍ تَكْبِيرٌ أَرْبَعًا
وَالْخَمْسُ حَسْبُ الْعَامَّةِ النَّبِيُّ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَمْرِ رَبِّهِ الْخُلُقَاءُ
فَأَمَّا الْمَذْهَبُ فَالْقَوْلُ الْأَوَّلُ لِأَنَّ التَّكْبِيرَ وَرَفْعَ الْأَيْدِي
عِلَاقَتُ السَّجْدَةِ فَكَانَ الْأَخَذُ بِالْأَمَلِ أَوَّلَى ثُمَّ التَّكْبِيرُ مِنْ
أَعْلَى يَدَيْهِ حَتَّى يُخَفِّرَ بِهَا فَكَانَ الْأَخَذُ مِنْهَا الْخَطِّعُ وَفِي
الرَّابِعَةِ الْأُولَى تَحْتَ الْخَافِهَا بِتَكْبِيرَةِ الْإِفْتِاحِ لِقَوْلِهَا مِنْ
حَيْثُ الْمَرْجِيَّةُ وَالشَّيْءُ وَمِنْ الثَّانِيَةِ لِمَنْ يُؤْخَذُ إِلَّا تَكْبِيرُ
الرَّافِعِ فَوَاحِشُ الْعُشْمِ إِلَيْهَا وَالشَّامِعِيُّ أَخَذَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ
إِلَّا أَنَّهُ حَسْبُ الشَّرْعِ فَكُلُّهُ عَلَى الزَّوَادِ فَضَارَتِ التَّكْبِيرَاتُ
جَمْعًا عَشْرَةً عَشَرَ أَوْ سِتَّةَ عَشَرَ۔

فاتحہ سورۃ پڑھے پھر تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے ساتھ ابتدا کرے پھر تین تکبیریں کہے اور ایک تکبیر رکوع کے لئے کہے اور زائد تکبیروں میں رفع یدین کرے۔
شرح وقایہ کی عبارت میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس کا ترجمہ ہو کہ بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔ اس لئے یوسف بے پوری نے شرح وقایہ کے نام سے جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ ۲۷: حقیقۃ اللہ ص ۲۰۲ پر یوسف بے پوری صاحب لکھتے ہیں ”میدین میں چھ تکبیروں کی بابت ابن مسعود کا قول ہے۔ شرح وقایہ ص ۵۲“

شرح وقایہ کی عربی عبارت اور اس کا ترجمہ بھی اوپر تحریر کیا گیا ہے۔ مگر اس میں یہ بات مذکور نہیں ہے۔ لہذا یہ شرح وقایہ کی آڑ میں جھوٹ بولا گیا ہے۔

جھوٹ ۲۸: حقیقۃ اللہ ص ۲۰۲ پر یوسف بے پوری لکھتے ہیں ”دونوں رکعتوں میں قبل قراءۃ تکبیرات کہے قدوری ص ۳۰“ ہم نے قدوری میں اس کو تلاش کیا مگر یہ بات قدوری میں نادر ہے۔ قدوری میں یہ لکھا ہے کہ پہلی رکعت میں تکبیرات قراءۃ سے پہلے کہے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد کہے۔ قدوری کی اصل عبارت مع ترجمہ اٹھ فرمائیں۔
قدوری ص ۲۵ میں لکھا ہے

وَتُصَلِّيُ الْإِسْلَامَ بِالسَّامِ زَكَّعَتَيْنِ تُكْبِرُ مِنَ الْأُولَى تَكْبِيرَةً
الْأُخْرَى ثُمَّ تَقْرَأُ بِقِرَاءَةِ الْكِتَابِ وَتُسَوِّدُ مِنْهَا ثُمَّ
تُكْبِرُ تَكْبِيرَةً بَرَكْتَ بِهَا ثُمَّ تَقْرَأُ مِنَ التَّوْحِيدِ الثَّانِيَةِ بِالْقِرَاءَةِ
فَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْقِرَاءَةِ كَثَرَتْ لَكَ تَكْبِيرَاتُ وَكَثُرَتْ لَكَ تَكْبِيرَاتُ رَابِعَةً
بَرَكْتَ بِهَا وَتَرَفَعَ بِدَلِيلِهِ فَيُنْكَرُ تَكْبِيرَاتِ الْعَبْدِي.

ترجمہ: ”اور امام لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریر۔
کہے اور اس کے بعد تین تکبیریں کہے پھر فاتحہ اور سورۃ پڑھے پھر ایک تکبیر کہے رکوع کے
لئے۔ پھر دوسری رکعت کے شروع میں قراءۃ کرے جب قراءۃ سے فارغ ہو جائے تو تین

تکبیریں کہے اور چوتھی تکبیر رکوع کے لئے کہے اور عیدین کی تکبیرات میں رفع یدین کرے۔ اس عبارت میں نوکر کریں۔ پہلی رکعت میں قراءۃ سے پہلے اور دوسری رکعت میں قراءۃ کے بعد تکبیرات نکھی ہیں۔ لیکن یوسف بے پوری نے جھوٹ بولا ہے کہ قدوری ص ۳۹ میں لکھا ہے دونوں رکعتوں میں قراءۃ تکبیرات کہے۔

جھوٹ ۲۹: حقیقۃ اللہ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے۔ ”مصافحہ بعد عید کے مکروہ ہے۔ یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔ درمختار ص ۳۸۵“

یہ بھی یوسف بے پوری صاحب نے صاف جھوٹ بولا ہے۔ درمختار کے اندر باب العیدین میں سرے سے یہ مسئلہ مذکور ہی نہیں۔

جھوٹ ۳۰: حقیقۃ اللہ ص ۲۰۳ میں لکھا ہے۔ معاند بھی بعد عید کے بے اصل اور مکروہ ہے درمختار ص ۳۸۵“

درمختار کے باب العیدین میں یہ مسئلہ بھی مذکور نہیں۔ اس لئے یہ بھی درمختار کی آڑ میں جھوٹ بولا گیا ہے۔ مذکورہ مسکوں میں شرعی حکم کیا ہے ہمیں اس سے بحث کرنا مقصود نہیں بلکہ صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ غیر مقلدین حوالہ جات میں درجہ سے متکثر کرنے میں کتنے جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی بھی باطل مذہب جھوٹ کے سہارے کے بغیر نہیں چل سکتا اور اگر جھوٹ قرآن و حدیث کے پردہ میں ہو تو یہ اور بھی سخت ترین گناہ بن جاتا ہے۔ مگر غیر مقلدین کذب و افتراء میں کتنے دلیر ہیں کہ قرآن و حدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے ہیں ذرا بھی ان کو حجاب محسوس نہیں ہوتا۔ حریہ خیرانی اس بات پر ہے کہ غیر مقلدین کے شیخ الحدیث مولانا راؤ راہی کی صحیح و نظر ثانی کے بعد چھپنے والی کتاب حقیقۃ اللہ میں اس قدر جھوٹ موجود ہیں۔ یا تو یہ جھوٹ یوسف بے پوری اور راؤ راہی صاحب کے درمیان راز کی بات ہے۔ جس کو وہ راز میں رکھ کر لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں گویا بیان کا اجتماعی اور جماعتی مشترک جھوٹ ہے یا پھر یوسف بے پوری جھوٹ بولنے میں اسنے ماہر اور چابکدست ہیں کہ غیر مقلدین کے عقیم شیخ الحدیث اور مفتی ان کے جھوٹ پکڑنے سے عاجز ہیں بلکہ ان کو بچ بچ کر اپنی صحیح و نظر ثانی

کے باوجود ان کو جوں کا توں بحال رکھتے ہیں اور پوری جماعت اہل حدیث اکاذیب کے اس مجموعہ کو بڑے فکر کے ساتھ ایک عرصہ دراز سے شائع کر رہی ہے۔

ہمارے ایک طالب علم نے غیر مقلدین کے ایک شیخ الحدیث کے سامنے حقیقۃً اللہ کے جھوٹ پیش کئے تو وہ کہنے لگے۔ دراصل بات یہ ہے کہ یوسف بن یحییٰ صاحب نے جن کتابوں کے حوالے دیے ہیں وہ جادو و غیرہ کے درویش ہیں اور ان میں یہ تمام باتیں گھسی ہوئی ہیں۔ اس نے غیر مقلد شیخ الحدیث سے پوچھا۔ جناب اگر کتاب عربی میں ہو اور اس کا اردو ترجمہ کیا جائے تو صرف زبان بدلتی ہے یا بات بھی بدل جاتی ہے۔ قرآن مجید کے اردو ترجمہ سے صرف زبان بدلتی ہے یا قرآن کی بات بھی بدلتی ہے؟ شیخ الحدیث صاحب نے کیا کہ صرف زبان بدلتی ہے، بات وہی رہتی ہے۔ طالب علم نے کہا جب بات وہی رہتی ہے تو وہی اردو والی بات عربی میں بھی موجود ہونی چاہئے لیکن ہم حیران ہیں کہ جن کتابوں کا ہے پوری صاحب نے حوالہ دیا ہے ان کے عربی متن میں ان باتوں کا وجود نہیں پایا جاتا۔ دیکھتے ہم نے بھی ان کتابوں کی عربی عبارتوں کے تراجم اور دیکھے ہیں لیکن ان میں یہ باتیں نظر نہیں آتیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ذیہ دانست یوسف بن یحییٰ صاحب نے جھوٹ بولے ہیں اور غیر مقلد علماء و تراجم کی تاویل کر کے ان کے چہرے سے جھوٹ کی کالک دور کرنا چاہتے ہیں لیکن غیر مقلدین خصوصاً یوسف بن یحییٰ اور دارادراز کے چہرے پر یہ ایسا سیاہ داغ ہے جس کو نہ چھپایا جاسکتا ہے نہ مٹایا جاسکتا ہے۔

جھوٹ ۳۱: صحیح بخاری اور مسلم میں جب عورت مسجد میں نماز پڑھنے کے واسطے اذان مانگے تو مرد پر واجب ہے کہ اذان دے اگر نہیں دے گا تو گناہ گار ہوگا (فتاویٰ علمائے حدیث ۲۰۰، ۲۰۱) یہ غیر مقلد محمد علی امرتسری کے فتویٰ میں لکھا ہے جس پر ۱۸ غیر مقلد علماء کے دستخط ہیں۔ لہذا یہ بخاری مسلم کے نام پر ۱۹ غیر مقلد علماء کا اجتماعی جھوٹ اور دھوکہ ہے۔ بخاری اور مسلم میں مردوں پر اذان کا واجب ہونا اور اذان نہ دینے کی صورت میں گناہ گار ہونا ۲۰ قیامت نہیں دکھا سکتے۔

نماز عید کے متعلق ۴۱ سوالات:

ہماری غیر مقلدین حضرات سے گزارش ہے کہ اگر وہ ہم سے فقہ چھڑانا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وہ فقہ میں حل شدہ اجتہادی مسائل کو اپنے اصول اور دعویٰ کے مطابق قرآن کریم کی صریح آیات یا صحیح صریح مرفوع احادیث سے حل کر دیں یعنی ایسی آیات و احادیث سے کہ جن میں ان کی اپنی یا امتیوں کی رائے شامل نہ ہو تو ہم فقہ کو چھوڑ دیں گے۔ اسی لئے ہم نے سوالات کے جواب کیلئے دو خانے بنا دیے ہیں پہلے خانہ میں فقہی جواب درج ہے دوسرا خانہ غیر مقلدین کے جوابات کیلئے خالی چھوڑ دیا ہے تاکہ وہ ہر مسئلہ کے جواب میں صریح آیت یا صحیح صریح مرفوع حدیث تحریر کر دیں۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ جس اجتہادی مسئلہ کے جواب میں مطلوبہ صریح دلیل تحریر کر دیں گے ہم فوراً پہلے خانہ کے فقہی جواب پر کانٹا لگا کر اس کو چھوڑ دیں گے اور اگر وہ جواب میں صریح آیت یا صحیح صریح مرفوع حدیث پیش نہ کر سکیں تو اپنے جواب کے خانہ میں لکھ دیں گے کہ ہمیں اس مسئلہ پر کوئی صریح آیت یا صریح حدیث نہیں مل سکی اس لئے ہم اس مسئلہ کے فقہی جواب کو تسلیم کرتے ہیں ہمیں امید ہے کہ منصب مزاج غیر مقلدین اس معقول بات کو مان لیں گے اور مان کر فقہ کو پورے طور پر نہیں تو انشاء اللہ نوے فیصد مسائل فقہ ماننے پر مجبور ہو جائیں گے اور جو منصب اور ضدی مزاج غیر مقلدین ہیں وہ ان دونوں باتوں سے کسی بات کو بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوں گے اور نہ ہو سکتے ہیں۔۔۔ اور وہ دن ڈہا..... جس دن گھوڑی چڑھیا لٹا۔

سوال ۲۰۱ نماز عید فرض ہے یا واجب یا مستحب؟ نیز ان چار امور کی تعریف بھی کریں۔

جواب : اس قول یہ ہے کہ نماز عید واجب ہے (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۹) ان چار امور کی تعریف جانتے سے پہلے دلائل کی چار قسمیں معلوم کر لیں۔ دلائل عقلیہ کی چار قسمیں ہیں (۱) قَطْعِيّ الثبُوت، قَطْعِيّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت بھی قطعی ہو اور اس کی اپنے مفہوم و تصور پر دلالت بھی قطعی ہو جیسے قرآن کریم کی وہ آیات جو منسوخ و محکم ہیں اور وہ سنت متواترہ جس کا مفہوم قطعی ہو (۲) قَطْعِيّ الثبُوت، ظَنِّيّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت قطعی ہو لیکن اس کی اپنے مفہوم پر دلالت قطعی نہ ہو بلکہ اس میں مفہوم کے اعتبار سے اس کے خلاف دوسرا احتمال بھی ہو جیسے وہ آیات جو مؤول ہیں (مثلاً قُلْتُمْ قَسْرُوهٗ کی دلالت حیض والے معنی پر تھی ہے کہ اس میں یہ بھی احتمال ہے کہ طہر والا معنی مراد ہو) (۳) ظَنِّيّ الثبُوت، قَطْعِيّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت ظنی ہو یعنی اس میں عدم ثبوت کا شبہ ہو لیکن مفہوم پر دلالت قطعی ہو جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم قطعی ہو (۴) ظَنِّيّ الثبُوت، ظَنِّيّ الدَّلَالَة یعنی ایسی دلیل جس کا ثبوت اور دلالت دونوں ظنی ہوں جیسے وہ اخبار آحاد جن کا مفہوم ظنی ہے۔ اب ان چار امور کی تعریفات ملاحظہ فرمائیں

الْفَرْعُ مَنْ مَّا كُنْتَ لَزُومَةً يَدْبِلُ قَطْعِيّ الثبُوتِ وَالدَّلَالَةِ وَكَفَرُ حَاجِدَةً وَتُعَذَّبُ تَارِكَةً۔ فرض وہ ہے جس کا لزوم قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة دلیل کے ساتھ ثابت ہو اس کا منکر کافر اور تارک مستحق عذاب ہوتا ہے۔ حرام کی تعریف بھی یہی ہے یعنی جس کی حرمت قطعی الثبوت اور قطعی الدلالة دلیل کے ساتھ ثابت ہو اس کا منکر کافر اور مرتکب عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔

الْوَاجِبُ مَنْ مَّا كُنْتَ يَدْبِلُ قَطْعِيّ الثبُوتِ وَظَنِّيّ الدَّلَالَةِ أَوْ ظَنِّيّ الثبُوتِ وَقَطْعِيّ الدَّلَالَةِ وَلَا يَكْفُرُ حَاجِدَةً وَتُعَذَّبُ تَارِكَةً۔ واجب وہ ہے جس کا لزوم ایسی دلیل سے ثابت ہو جو قطعی الثبوت ظنی الدلالة ہو یا ظنی الثبوت قطعی الدلالة ہو

اس کا منکر کا فرض نہیں ہوتا بلکہ گمراہ ہوتا ہے اور اس کا تارک مستحق عذاب۔ مکروہ تحریمہ کی تعریف بھی یہی ہے صرف اتنا فرق ہے کہ واجب میں ثروم ثابت ہوتا ہے اور مکروہ تحریمہ میں کراہت ثابت ہوتی ہے۔

سنت اور مستحب: احنی تعریف یہ ہے مَا لَيْسَ بِمُذْهِبٍ عَنْ ثَبُوتِ الْفُتُوحِ وَالْإِذَا لَيْلِ۔ سنت اور مستحب وہ ہے جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جو ظنی الثبوت اور ظنی الدلائل ہو پھر اگر اس فعل کو حضورؐ نے اکثراً کیا ہو اور کبھی کبھار ترک کیا ہو اور اس کا ترک مستحق عذاب ہو تو سنت مؤکدہ ہے اور اگر حضورؐ نے اس فعل کو کبھی کیا کبھی ترک کیا ہو اور اس فعل کو اچھا سمجھا تو یہ مستحب ہے۔ اور اگر کسی فعل کی کراہت ظنی الثبوت ظنی الدلائل سے ثابت ہو تو اس کا نام مکروہ تنزیہیہ ہے (فتاویٰ شامی ج ۱ ص ۲۱۵-۲۱۶۔ النعمان بصفات الفقہ ۳۲۸، ۳۲۹۔ کتاب النعمان بصفات الفقہ ج ۱ ص ۸۸، ۸۹)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۴: اگر ایک آدمی نے تحمیر تحریمہ سے پہلے نیت کی مثلاً گھر سے چلنے وقت یا وضو کرنے سے پہلے پھر وضو کر کے مسجد میں آکر بغیر ہدیہ نیت کے نماز عید شروع کر دی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: فتاویٰ عالمگیری ص ۶ میں لکھا ہے۔ ہمارے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ افضل یہ ہے کہ نیت نماز کے شروع کیسا چھ متحمل ہو اور اگر تحمیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لی تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نیت کے بعد کوئی ایسا کام کر لے جو ہرگز نماز نہیں مثلاً نیت کے بعد کھانا کھا لیا، پانی پی لیا، کپ شپ میں مشغول ہو گیا، کوئی سودا خرید لیا تو اس نیت کا اعتبار نہیں اور نماز جائز نہ ہوگی۔ دوسری صورت یہ کہ نیت کے بعد ایسا کام کرے جو نماز کیلئے کیا جاتا ہے مثلاً نیت کے بعد وضو کیا اور مسجد میں آکر تحمیر کئی لیکن دل میں دوبارہ نیت کا

استحسان نہیں کیا تو وہی نہیں نیت کافی ہے اور نماز جائز ہے۔

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۴: ایک امام نے دل میں زید اور خالد کو امامت نہ کرانے کی نیت کی لیکن جب نماز شروع ہوئی تو زید اور خالد بھی قراں میں شریک ہو گئے جبکہ امام نے ان کو قراں نہ پڑھانے کی نیت کی ہے تو زید اور خالد کی نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: زید اور خالد کی نماز جائز ہے کیونکہ امام کے لئے ہر آدمی کی امامت کی نیت کرنا ضروری نہیں اس لئے خاص آدمیوں کی نیت نہ کرنے کا اعتبار نہیں۔

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۵: ایک امام کے پیچھے عورتوں نے نماز عید کی اقتداء کی جبکہ امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورتوں کی نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: اگر امام نے عورتوں کی امامت کی نیت نہیں کی تو عورتوں کی نماز جائز نہیں (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۶۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۶: ایک آدمی نے متعین امام کی اقتداء کی نیت کی مثلاً مقتدی نے سمجھا کہ زید نماز عید پڑھا رہا ہے اس نے زید کے پیچھے اقتداء کر لی بعد میں پتہ چلا کہ وہ زید نہیں بلکہ خالد ہے تو اس کی نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: اس مقتدی کی نماز جائز نہیں ہے (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۶۷)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۷: ایک ہی شہر میں دو یا تین جگہ نماز عید پڑھائی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دو جگہ میں بالاتفاق جائز ہے تین جگہ میں امام محمد رحمہ اللہ دیک جائز ہے امام ابو یوسف رحمہ اللہ دیک جائز نہیں (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۸: نماز عید کی طرف جاتے ہوئے گھیریں جہرا کہی جائیں یا سرا؟
جواب: عید الاضیٰ کی نماز ہو تو جہرا کہنا اور عید الفطر کی نماز ہو تو سرا کہنا مستحب ہے (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۹: اگر ایک آدمی نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی نماز عید جائز ہے یا نہیں؟
جواب: اگر صبح کی نماز نہیں پڑھی تو نماز عید جائز ہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۰: اگر کوئی آدمی نماز عید سے پہلے صبح کی نماز یا کوئی اور نماز قضاء کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ حدیث میں صراحت نماز عید سے پہلے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔
جواب: نماز عید سے پہلے فرض نماز کو قضاء کرنا جائز ہے۔ ممانعت ظنی نماز سے ہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۱: اگر امام نے نماز عید سے پہلے خطبہ پڑھا بعد میں نماز پڑھا لی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: نماز جائز ہے۔ مگر خطبہ پہلے پڑھنا مکروہ ہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۲: اگر خطبہ نماز عید سے پہلے پڑھا تو نماز کے بعد خطبہ دوبارہ پڑھا جائے گا یا نہیں؟

جواب: نماز کے بعد دوبارہ خطبہ نہیں پڑھا جائے گا (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۳: اگر امام نے خطبہ بالکل نہیں پڑھا تو نماز سے پہلے اور نہ نماز کے بعد تو نماز

جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خطبہ کے بغیر نماز جائز ہے مگر مکروہ ہے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۴: زائد تکبیرات میں دو تکبیروں کے درمیان کتنا وقفہ کیا جائے؟ اس وقفہ میں

تسبیح پڑھی جائیگی یا نہیں؟ اگر تسبیح پڑھی جائیگی تو وہ کونسی تسبیح ہے اور کتنی مرتبہ پڑھنا مستحسن

ہے؟ وہ فرض ہے یا واجب یا مستحب؟

جواب: دو تکبیروں کے درمیان تین تہیحات کی مقدار وقفہ کرے اور خاموش رہے

(عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۵: تکبیر کے بعد ہاتھ ہاتھوں یا چھوڑ دیں؟

جواب: دو تکبیروں کے درمیان ہاتھ چھوڑ دیں (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۶: نماز میں بعد امام دو خطبے پڑھے گا یا ایک اگر دو خطبے ہیں تو درمیان میں

بیٹھے گا یا نہیں؟ اگر بیٹھے گا تو وقفہ کتنا کرے گا؟

جواب: نماز میں بعد دو خطبے ہیں۔ اور ان کے درمیان تھوڑی سی دیر بیٹھے (عالمگیری ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۷: نماز عید کا خطبہ کیسے شروع کیا جائے اور کیسے ختم کیا جائے؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ پہلے خطبہ کے شروع میں اٹھ تارکعبیریں کہے اور دوسرے خطبہ کے شروع میں سات تکبیریں کہے دوسرے خطبہ کے اخیر میں چودہ تکبیریں کہے (البحر الرائق ج ۱ ص ۵۷۱۔ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۰)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۸: اگر ایک مقتدی نماز عید میں اس وقت پہنچا جب امام رکوع میں چلا گیا تو وہ تکبیریں کہے گا یا نہیں؟

جواب: پہلے سید صاحبزادہ ابو کریم قریم کہے چلا اگر تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو سکتا ہے تو تکبیریں کہہ کر رکوع میں شامل ہو جائے اور اگر رکوع کے فوت ہونے کا عین غالب ہو تو رکوع میں شامل ہو جائے اور رکوع میں بغیر رفع یدین کے تکبیریں کہے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۱۹: مقتدی رکوع میں تسبیحات و تکبیرات دونوں کہے یا صرف تکبیرات کہے؟

جواب: اگر امام کے رکوع سے اٹھنے سے پہلے دونوں کو جمع کر سکتا ہے تو دونوں کہے اور اگر دونوں نہ کر سکتا ہو تو تسبیحات چھوڑ دیں اور تکبیریں کہیں (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۲۰: اگر رکوع میں مقتدی نے کچھ تکبیریں کہی تھیں کہ امام نے رکوع سے سر اٹھالیا تو وہ کیا کرے؟

جواب: مقتدی باقی تکبیریں چھوڑ دے اور وہی رکوع سے سر اٹھالے (عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۲۱: اگر امام کے ساتھ شامل ہو کر رکوع کے بعد قوم کی حالت میں تو مقتدی

تعمیروں کا کیا کرے؟

جواب: جب سلام کے بعد ایک رکعت قضا کرے گا تو اس میں تعمیریں بھی کہے گا۔
(عائلیہ ص ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۲۲: تعمیرات عید فرض ہیں یا واجب یا سنت یا مستحب؟

جواب: تعمیرات عید واجب ہیں (عائلیہ ص ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۲۳: اگر امام نماز عید میں تعمیریں کہنا بھول گیا اور مکمل قراءہ کر لی تو وہ کیا کرے؟

جواب: قراءہ کے بعد بارگاہ میں تعمیرات کہے (عائلیہ ص ۱۵۱) اور دوبارہ قراءہ کرنے کی ضرورت نہیں (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۲۲)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۲۴: اگر نماز جنازہ اور نماز عید جمع ہو جائیں تو کوئی نماز پھلے پڑھی جائے؟

جواب: نماز عید پھلے پڑھی جائے اور نماز جنازہ خطبہ سے پھلے پڑھا جائے گا (عائلیہ ص ۱۵۲)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۲۵: نماز عید کے اندر گناہ تعمیرات قموذ میں ترتیب کیا ہے؟

جواب: پہلے گناہ، بعد ازاں تعمیرات اس کے بعد قموذ وغیرہ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۱۹)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۲۶: امام تعمیرات کہنا بھول گیا اور قافہ شروع کر لی پھر اس کو تعمیریں یاد آئیں اور

اس نے تعمیریں کہہ لیں تو وہ قافہ دوبارہ پڑھے گا یا نہیں؟

جواب: سورۃ فاتحہ دوبارہ پڑھنے کا پہلے پڑھی ہوئی سورۃ فاتحہ کا اعتبار نہیں (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۲۳)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۲۷: اگر مقتدی نماز عید کے اہم تہجد یا تہجد و سہو میں یا تہجد و سہو کے بعد اور سلام سے پہلے نماز عید میں شامل ہوا تو اس نے نماز عید کو پایا ہے یا نہیں؟

جواب: اس نے نماز عید کو پایا ہے اس لئے وہ سلام کے بعد نماز عید تکبیرات کے ساتھ مکمل کرے (الدر المختار علی ما مشردا لکھار ج ۱ ص ۶۷۷ عا لکھیری ج ۱ ص ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۲۸: نماز عید کا وقت اکتانک ہے کہ اگر امام وضو کرتا ہے تو وقت نکل جائے گا یا اکتانک وہ جائے گا جس میں نماز عید ادا نہیں کر سکا وہ امام جمہ کے نماز عید پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا امام بیحد مجبوری جمہ کر کے نماز عید پڑھا سکتا ہے (عا لکھیری ج ۱ ص ۳۱)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۲۹: پائی موجود ہے مگر مقتدی وضو کرتا ہے تو اس کی نماز عید کی جماعت فوت ہوئے کا خوف ہے اس صورت میں وہ جمہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: ایسا مقتدی جمہ کر کے نماز عید کی جماعت میں شامل ہو سکتا ہے (عا لکھیری ج ۱ ص ۳۱)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۳۰: نماز عید کے اہم رکوع کی تکبیر میں رفع یدین ہے یا نہیں؟

جواب: نماز عید میں رکوع کی تکبیر میں رفع یدین نہیں ہے (عا لکھیری ج ۱ ص ۱۵۱)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۳۱: بہتر یہ ہے کہ عید کا خطبہ منبر پر نہ پڑھا جائے لیکن اگر کوئی امام منبر پر خطبہ

دیدے تو وہی خطبہ کافی ہے یا خطبہ دوبارہ پڑھا جائے؟

جواب: اگر امام نے منبر پر خطبہ پڑھا ہے تو دوبارہ خطبہ کی ضرورت نہیں (عائشہ بنی ج) ص ۱۵۰۔ بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۲۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۳۲: اکیلے نماز عید پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: نماز عید تہجد پڑھنا جائز نہیں کیونکہ نماز عید کے لئے جماعت شرط ہے (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۱۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۳۳: اگر امام نے غمیریات عید چھوڑ دیں یا زیادہ کہہ دیں یا کم کہیں تو مسجد و مسجد واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: ان تینوں صورتوں میں مسجد و مسجد واجب ہے (المحرر الرائق ج ۲ ص ۱۰۳۔ عائشہ بنی ج ۱ ص ۱۲۸)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۳۴: اگر امام نے پہلے رکوع یا دوسرے رکوع کی غمیر چھوڑ دی تو مسجد و مسجد واجب ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر پہلی رکعت کے رکوع میں غمیر چھوٹ جائے تو مسجد و مسجد واجب نہیں اور اگر دوسرے رکوع کی غمیر چھوٹ گئی تو مسجد و مسجد واجب ہے (المحرر الرائق ج ۲ ص ۱۰۳۔ عائشہ بنی ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن و حدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۳۵: اگر تکبیرات عید میں رفع یدین نہ کیا تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ سجدہ سجدہ واجب ہے نہیں؟

جواب: نماز جائز ہے اور سجدہ سجدہ واجب نہیں ہے (المحرر الرائق ج ۲ ص ۱۰۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۳۶: اگر نماز عید میں ثناء، تہنید، بسم اللہ، آمین میں سے کوئی رو جائے یا یہ ساری چیزیں رو جائیں تو نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نماز عید صحیح ہے دو بارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں (المحرر الرائق ج ۲ ص ۱۰۶)۔
عالتکبیری ج ۱ ص ۱۲۶

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۳۷: اگر امام نماز عید میں رکوع یا سجدہ کی تسبیحات بھول جائے تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: نماز عید ہو جائیگی (المحرر الرائق ج ۲ ص ۱۰۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۳۸: اگر امام بھول کر فاتحہ کا کچھ حصہ پھوڑ دے تو سجدہ سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: اگر فاتحہ کا اکثر حصہ پڑھ لیا ہے تو سجدہ سجدہ واجب نہیں اور اگر اکثر حصہ نہیں پڑھا تو سجدہ سجدہ واجب ہے (عالتکبیری ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں

سوال ۳۹: اگر پہلی رکعت میں فاتحہ کے ساتھ ایک سورۃ ثانی دوسری رکعت میں اس سے پہلے والی سورۃ پڑھی تو نماز ہو جائیگی یا نہیں؟ سجدہ سجدہ واجب ہے یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائیگی اور اس صورت میں سجدہ سجدہ واجب نہیں ہے (عالتکبیری ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۴۰: اگر مقتدی بحیرات عید ببول جائے تو اس پر کبہ سکودا جب ہے یا نہیں؟

جواب: مقتدی پر کبہ سکودا جب نہیں (حاکمیری ج ۱ ص ۱۲۸)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔

سوال ۴۱: اگر امام نے ببول کر کا تھ پڑھنے کے بعد رکوع کر لیا اور سورۃ چھوڑ دی تو نماز

ہو جائیگی یا نہیں؟ اس پر کبہ سکودا جب ہوگا یا نہیں؟

جواب: نماز ہو جائیگی مگر کبہ سکودا جب ہے (حاکمیری ج ۱ ص ۱۲۶)

غیر مقلدین قرآن وحدیث کی صریح دلیل سے جواب دیں۔